حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی،
حضرت یعقوب علیہ السلام کے علمِ غیب اور
نکاحِ یوسف علیہ السلام و زلیخا کا حسین تذکرہ

حیاتِ یوسف علیہ السلام

پر

بصیرت افروز مقالہ

حضرت مولانا علامہ محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی

مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے ۔ فیصل آباد

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی،
حضرت یعقوب علیہ السلام کے علمِ غیب اور
نکاحِ یوسف علیہ السلام و زلیخا کا حسین تذکرہ

حیاتِ یوسف علیہ السلام

پر

بصیرت افروز مقالہ

تالیف:

حضرت مولانا علامہ محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی



مکتبہ نوریہ رضویہ ۰ گلبرگ اے ۰ فیصل آباد
گلبرگ اے فیصل آباد فون: 041-2626046

نام کتاب	______	حیاتِ یوسف علیہ السلام پر بصیرت افروز مقالہ
مؤلف	______	مولانا محمد صدیق صاحب ملتانی
تزئین واہتمام	______	سید حمایت رسول قادری
پروف ریڈنگ	______	مولانا ساجد عباس
صفحات	______	208
اشاعت	______	اکتوبر 2009ء
تعداد	______	1100
کمپوزنگ	______	غلام محمد یٰسین خاں
مطبع	______	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	______	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
قیمت	______	-/120 روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون 7313885

مولانا محمد صدیق ملتانی فیصل آباد

موبائل: 0300-6608706

فہرست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ ○

ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں۔

سورۂ یوسف کا شانِ نزول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک گروہ نے آ کر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم لوگ نہ کتاب جانتے ہیں نہ علم نہ مسلمانوں کی قوم سے خبردار ہیں ہم میں سے کسی نے اگلی امتوں کی کوئی کتاب نہیں پڑھی ہم اور ہمارے باپ دادا بارہ سو برس سے بُت پرستی کرتے چلے آ رہے ہیں ہم آپ پر کیسے ایمان لے آئیں۔ ہم نے کبھی اپنے باپ دادا سے یہ نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے پاس کوئی رسول بھیجا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا بے شک اللہ خوب جانتا ہے کہ تم اللہ اور مسلمانوں کی قوم سے ناواقف ہو اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے۔

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل توریت اور اہل انجیل سے میرا حال دریافت کرلو وہ بتا دیں گے وہ گروہ اسی وقت واپس آیا اور ابوجہل کے چچازاد بھائی عترت کے گھر جمع ہوا اور کعب بن اشوق ابن یامین مالک بن نصیف اور حی بن اخطب کو ایک خط لکھا اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا ذکر کیا اور یہ تحریر

کیا کہ ہم میں ایک شخص اس شان کا ظاہر ہوا ہے اور وہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر تمہیں اس کا کچھ حال معلوم ہو تو بتاؤ۔ یہود کے سردار اس خط کے پڑھتے ہی اور اس میں جو امرحق تھا اس کے پہچانتے ہی تھرا گئے اور اس خط کا توریت سے مقابلہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو بالکل مطابق پایا۔ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَلَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ ○

ترجمہ: اہل کتاب رسول کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں۔

پھر یہود نے خط لانے والے قاصد سے کہا اس شخص سے تین باتیں دریافت کرو اگر وہ جواب دے دے تو جان لو کہ وہ تمہارا رسول ہے نہ کہ ہمارا۔ ہمارا رسول وہ ہے جو بنی اسرائیل سے آئے اور یہ عربی رسول عرب کا ہے اور اس کا حال ہمارے ہاں لکھا ہوا ہے جس وقت یہود کا جوابی خط اس گروہ کے پاس پہنچا اس وقت وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تو سچا ہے تو ذوالقرنین، روح اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا میں عنقریب بیان کروں گا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انشاء اللہ نہ کہا جس کی وجہ سے وحی کے آنے میں دیر ہوئی بعد میں اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف نازل فرمائی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو احسن القصص کہا گیا۔ وجہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حسن یوسف علیہ السلام کی وجہ سے:

اللہ تعالیٰ نے حلم یعنی بردباری کے دس حصے پیدا کئے ایک حصہ کل مخلوق میں تقسیم کیا نو حصے حلم اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو دیا۔

اللہ تعالیٰ نے سخاوت کے دس حصے کئے نو حصے سخاوت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی اور ایک حصہ تمام مخلوق میں تقسیم کر دیا۔

صلابت یعنی سختی کے دس حصے ہوئے نو حصے صلابت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی اور ایک حصہ تمام مخلوق میں تقسیم کی گئی۔

خوش آوازی کے دس حصے کئے گئے نو حصے خوش آوازی حضرت داؤد علیہ السلام کو دی گئی اور ایک جصہ باقی تمام مخلوق میں تقسیم ہوا۔

غم کے دس حصے ہوئے نو حصے غم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور ایک حصہ غم تمام مخلوق میں تقسیم ہوا۔

حسن کے دس حصے پیدا ہوئے نو حصے حسن کے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیئے گئے اور باقی ایک حصہ حسن تمام مخلوق کو تقسیم ہوا۔

انسان کو بھی احسن کہا گیا ہے۔ کوئی مصور تین چیزوں پر تصویر نہیں بنا سکتا۔ مگر اللہ نے ان تین چیزوں پر تصاویر بنائیں۔ ہوا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگ پر جن اور پانی پر انسان کی شکل بنائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ○

ترجمہ: بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔

اس آیت کے تحت علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی۔ ایک دن اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو چاند سے خوبصورت نہ ہو تو تجھے تین طلاقیں اس نے کھڑی ہو کر پردہ کر لیا کہ تو نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ رات بڑی مشکل گزاری صبح ہوتے عیسیٰ خلیفہ منصور کے ہاں گیا اور سارا قصہ بیان کیا۔ خلیفہ منصور کو بھی سخت گھبراہٹ ہوئی۔ اس نے علماء کو

بلایا اور ان سے مسئلہ پوچھا سب نے کہا طلاق ہوگئی ہے ان میں ایک عالم خاموش رہے یہ امام اعظم کے شاگرد تھے۔ منصور نے ان سے پوچھا آپ کیوں نہیں بولتے اس عالم دین نے کہا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِسِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○

ترجمہ: انجیر کی قسم زیتون اور طور سینا اور امان والے شہر کی بے شک ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا۔

پھر کہا اے امیر المومنین انسان تمام چیزوں سے زیادہ خوبصورت ہے کوئی شے انسان سے بڑھ کر خوبصورت نہیں۔ خلیفہ منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا بات ایسی ہی ہے جیسی اس عالم دین نے کہی ہے۔ اپنی بیوی کے پاس چلے جاؤ اور ایک آدمی خلیفہ نے اس کی بیوی کی طرف بھیجا اور کہا اپنے خاوند کی اطاعت کرو تمہیں طلاق نہیں ہوئی۔ (تفسیر قرطبی، ج ۲۰، ص ۱۱۴)

انسان کے خوبصورت ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شکل انسانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی پر بنائی گئی ہے وہ اس طرح کہ انسان کا سر میم کی شکل میں دونوں ہاتھ ملا کر کان کے نیچے رکھ لئے جائیں تو یہ حا کی شکل بن جاتی ہے کمر میم ثانی بن گئی گھٹنے ذرا اوپر اٹھائے جائیں تو نچلے کا حصہ دال بن گئی۔ اس طرح مکمل اسم گرامی "محمد" بن جاتا ہے۔ اسی لئے میاں محمد بخش رومی کشمیر نے فرمایا ہے۔

اس صورت تے عاشق ہونا نہیں تیری دانائی
عاشق ہو اس کاریگر تے جس ایہہ شکل بنائی

اذان کو بھی احسن کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ

الْمُسْلِمِیْنَO

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

مؤذن کے بارے میں چند احادیث سماعت فرمائیں۔

حدیث نمبر 1.

ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی مجھے ایسا عمل بتا دیں جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ فرمایا مؤذن بن جاؤ لوگ تمہاری آواز پر جمع ہو کر نماز پڑھا کریں عرض کی اگر مجھ میں یہ طاقت نہ ہو فرمایا امام بن جاؤ لوگ تمہارے ساتھ مل کر نماز پڑھا کریں۔ عرض کی اگر یہ طاقت بھی نہ ہو تو فرمایا پھر پہلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو۔

(تنبیہ الغافلین، ص۱۳۶)

حدیث نمبر 2.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک سال اذان کہی اس کا حشر اولیاء کے ساتھ ہوگا اور جس نے دو سال اذان دی اس کا حشر شہیدوں کے ساتھ ہوگا اور جس نے تین سال اذان دی اس کا حشر انبیاء کے ساتھ ہوگا۔

(تفسیر امام غزالی، ص۱۶)

حدیث نمبر 3.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن نور کے منبر رکھے جائیں گے اور ان پر قبے ہوں گے اور ایک پکارنے والا پکارے گا فقیہ امام اور مؤذن کہاں ہیں میں ان کو ان منبروں پر اس وقت تک بٹھاؤں گا جس وقت تک اللہ تعالیٰ

بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائے اور ان پر نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ غم۔
(تفسیر امام غزالی، ص ۱۷)

حدیث نمبر 4.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جنتی اونٹنی پر سوار کیا جائے گا۔ وہ اذان دیں گے جب کہیں گے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ؂ تو سارے لوگ کہیں گے اے بلال جس بات کی تم شہادت دیتے ہو اس کی ہم بھی شہادت دیتے ہیں۔ پھر جنتی لباس لا کر حضرت بلال اور نیک مؤذنوں کو پہنا دیئے جائیں گے۔
(تنبیہ الغافلین، ص ۱۳۷)

حدیث نمبر 5.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اِذَا اُذِّنَ فِیْ قَرْیَةٍ اٰمَنَهَا اللّٰهُ مِنْ عَذَابِهٖ فِیْ ذَالِكَ الْيَوْمِ۔
ترجمہ: جب کسی گاؤں میں اذان کہی جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن اس بستی کو عذاب سے بچا لیتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۱۸۱)

حدیث نمبر 6.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی تھا اس نے کبھی خیر نہ دیکھی تھی اور نہ اس کے اعمال کثیر تھے وہ فوت ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں آدمی کو جنت میں داخل کر دیا ہے۔ لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا ایک آدمی اس کی بیوی کی طرف گیا اور اس عورت سے اس کا عمل پوچھا۔ اس نے کہا اس کے اعمال کچھ اتنے کثیر نہ تھے۔ سوائے

اس کے کہ اس میں ایک خصلت تھی اور رات یا دن میں وہ مؤذن کی آواز نہ سنتا تھا مگر مؤذن کے قول کی مثل وہ کہتا تھا۔ وہ آدمی واپس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا قریب ہوا کہ وہ آواز سن سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے شخص تو فلاں آدمی کی بیوی کے پاس گیا تو نے اس سے اس کا عمل پوچھا اس کی اہلیہ نے تجھے ایسی خبر دی ہے یہ سن کر اس آدمی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (خصائص کبریٰ، ج ۴، ص ۲۷۹۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱۰، ص ۲۸)

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہِ یٰاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ○ قَالَ یَا بُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاکَ عَلٰی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ○

ترجمہ: یاد کرو جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا کہا اے میرے بیٹے اپنا خواب بھائیوں سے نہ کہنا وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

دس چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں شیطان کو دخل نہیں یعنی وہ خواب میں نظر آئیں تو وہ وہی ہوتی ہیں۔ شیطان ان کی شکل میں نہیں آ سکتا۔ انبیاء، فرشتے، جامع القرآن آسمان، بادل، بارش، سورج، چاند پرہیزگار اور تارے۔

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی ران پر سر رکھ کر سوئے ہوئے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے کو

دیکھ کر حیران تھے اور سوچ رہے تھے کہ یہ بہتر ہے یا سورج یا چاند۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی وقت بیدار ہو کر کہا میری صورت کے سامنے سورج اور چاند بے حقیقت ہیں۔ میں نے چاند اور سورج کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اس خواب کو سن کر بہت روئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ابا جان یہ تو خوشی کا موقع ہے نہ کہ غم کا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا بیٹا ہر خوشی کے بعد غم ہوتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اس کی تعبیر کیا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا گیارہ ستارے تیرے گیارہ بھائی ہیں اور سورج سے مراد تیرا باپ یعقوب علیہ السلام ہے اور چاند سے مراد تیری خالہ ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ ام شمعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سن لیا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی گھر آئے تو اس نے ان سے کہا کہ محنت و مشقت تم کرو اور توجہُ تام حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف ہو۔ ام شمعون نے اس راز کو فاش کر دیا اور یہ بات ذہن میں رہے کہ خالق اور مخلوق کے نزدیک راز کھولنے سے بڑا جرم کوئی نہیں ہے۔

نکتہ:

جب اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مخلوق میں سے کوئی شخص کسی آدمی کا راز ظاہر کرے تو خود وہ قیامت کے دن گنہگاروں کا راز کیسے ظاہر کرے گا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی روبیل کے گھر میں اکٹھے ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں کیا تدبیر اور حیلہ کرنا چاہیے۔

نکتہ:

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم آپ کے قتل پر متفق ہوئی لیکن اللہ نے ان کو درہم برہم کر دیا۔

نمرود کی قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قتل کرنے پر متفق ہوئی لیکن اللہ نے ان کو درہم برہم کر دیا۔

فرعون اور فرعون کی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے پر آمادہ ہوئی۔ اللہ نے ان کو درہم برہم کر دیا۔

یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر متفق ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو درہم برہم کر دیا۔

اہل مکہ سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر آمادہ ہوئے اللہ نے ان کو درہم برہم کر دیا۔

اسی طرح شیاطین جب مومن کو بہکانے کے لئے جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گروہ کو پراگندہ کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ○

ترجمہ: میرے بندوں پر تیرا کچھ بس نہیں چل سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے گویا ارشاد فرمایا۔ اے قوم نوح تم حضرت نوح علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ میرا نبی ہے۔

اے نمرود تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ میرا خلیل ہے۔

اے فرعون تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ میرا

کلیم ہے۔

اے یہود تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ میرا نبی اور روح ہے۔

اے مکہ والو! تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل نہیں کر سکتے اس لئے کہ وہ میرا حبیب ہے۔

اے شیطان تم میرے ولیوں کو گمراہ نہیں کر سکتے اس لئے کہ وہ میرے دوست ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا وہ تجھ سے حسد کریں گے اور شیطان ان کو تمہاری دشمنی پر آمادہ کرے گا۔ اس لئے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِیَّاکَ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

ترجمہ: حسد سے بچو یہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کی راہ میں ابلیس ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہچان لیا اور اس کو مارنے کے لئے عصا اٹھایا۔ ابلیس نے کہا اے موسیٰ میں عصا سے نہیں ڈرتا البتہ میں دل باصفا سے ڈرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا دل باصفا کی کیا پہچان ہے؟ کہا حسد کا چھوڑنا اور صراط کا منتظر رہنا۔ پھر شیطان نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام میں تجھے چار وصیتیں کرتا ہوں۔ حسد سے اپنے آپ کو بچانا۔ قابیل نے ہابیل سے حسد کیا تو کافر ہو گیا اور تکبر سے بچنا میں نے تکبر کیا اور ملعون ہو گیا اور جب تک تیسرا آدمی نہ ہو عورت

کے ساتھ خلوت نہ کرنا کیونکہ جس جگہ صرف ایک مرد اور ایک عورت ہو تیسرا وہاں میں ہوتا ہوں۔ شیطان نے جس وقت چوتھی وصیت کرنا چاہی اس وقت آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا اس نے کہا چوتھی وصیت مت سن یہ بات حق ہے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ (تفسیر امام غزالی، ص ۲۶)

شیطان انسان کا دشمن ہے:

بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس پر شیطان کا اثر ہوا اس کے گھر والوں کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈال دی کہ اس عورت کا علاج فلاں راہب کر سکتا ہے۔ ان لوگوں نے اس راہب سے ملاقات کی اور اس سے گفتگو کی اس عورت کے علاج کے متعلق وہ مان گیا یہ لوگ اپنی عورت کو اس کے پاس چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ پھر شیطان نے اس راہب کے دل مین وسوسہ ڈالا وہ راہب اس عورت پر واقع ہو گیا اور وہ حاملہ ہو گئی۔ پھر شیطان نے اس راہب کے دل میں یہ بات ڈالدی کہ اس کو قتل کر دے ورنہ تیری رسوائی ہو جائے گی اور جب اس کے گھر کے لوگ آئیں تو کہہ دینا کہ وہ مر گئی ہے۔ میں نے اس کو دفن کر دیا ہے۔ پھر شیطان نے اس عورت کے لواحقین کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ راہب نے تمہاری عورت کو قتل کر کے دفن کر دیا ہے وہ راہب کے پاس آئے اور حقیقت حال معلوم کی اس راہب نے کہا وہ مر گئی ہے اور میں نے اسے دفن کر دیا ہے۔ پھر شیطان آ گیا اور اس نے کہا میں نے ہی اس عورت کو بیمار کیا اور میں نے اس عورت کے گھر والوں کے دل میں راہب سے علاج کا خیال پیدا کیا۔ میں نے ہی تیرے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اس کو قتل کر دے اور پھر میں نے ہی اس عورت کے لواحقین کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تمہاری عورت کو راہب نے قتل کر دیا ہے

اور دفن کر دیا ہے۔ اب اے راہب اگر تو نجات چاہتا ہے تو مجھے دو سجدے کر دو
پس اس راہب نے شیطان کو سجدے کئے اور کافر ہو گیا۔ اللہ فرماتا ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْءٌ مِنْكَ○

ترجمہ: مثل شیطان کے جبکہ اس نے انسان سے کہا کفر کر جب اس نے کفر کیا تو شیطان نے کہا میں تجھ سے بیزار ہوں۔ (شعب الایمان، ج ۴، ص ۳۷۲)

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بشارتیں دیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَكَذَالِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ○

ترجمہ: اور اسی طرح تیرا رب تجھے چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت مکمل کرے گا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نبوت کے لئے چُن لے گا اور خوابوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ گمشدگی کے زمانے میں حضرت یعقوب رحمۃ اللہ علیہ حضرت یوسف علیہ السلام سے بے خبر نہ تھے اور ان کی موت کا یقین نہ کر چکے تھے کیونکہ خود انہوں نے یہ تعبیر دی تھی کہ اے یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ تمہیں نبوت اور خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمائے گا تو حضرت یوسف علیہ السلام بغیر نبوت اور علم کے کیسے وفات پا سکتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دس نبیوں کو دس علوم عطا

فرمائے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے ناموں کا علم عطا فرمایا گیا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کو قلم اور کتابت کا علم عطا فرمایا گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کو علم شریعت سکھایا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجادلہ اور مناظرہ کا علم دیا گیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو علم حکمت عطا ہوا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی کا علم دیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم مناجات دیا گیا۔

حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطن دیا گیا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان وما یکون عطا ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کا علم عطا ہوا۔

(تفسیر امام غزالی، ص ۲۷)

حضرت یعقوب علیہ السلام کا علم غیب:

یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے چار علم غیب بیان فرمائے۔

(۱) تیرا رب تجھے نبوت کے لئے چن لے گا یعنی اے یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ تجھے نبوت سے سرفراز فرمائے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ تجھے خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمائے گا۔

(۳) اے یوسف علیہ السلام تیرے بھائی تجھ سے حسد کریں گے۔

(۴) اللہ تعالیٰ تجھ پر نبوت کی نعمت کامل فرمائے گا جیسے حضرت اسحاق و

ابراہیم علیہم السلام پر مکمل فرمائی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا تجھے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام اپنے باپ دادا کی قسم تو ہمیں اپنا خواب بیان کردے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب ان پر بیان کردیا۔

حضرتِ یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگے آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا چہرہ زرد ہوگیا اور ہاتھ پاؤں کانپنے لگے کیونکہ آپ نے اپنی فراست سے ان کے دل کی برائی کو جان لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ

ترجمہ: مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

جب مومن کے لئے فراست ہے تو نبی کے لئے بطریق اولیٰ ہوگی چار انسانوں نے چار آدمیوں کی نسبت فراست سے دریافت کیا اور ان کی فراست درست ہوئی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فراست سے اولاد کا حال جانا اور ان کی فراست ٹھیک ثابت ہوئی۔ حضرت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی نسبت فراست سے دریافت کیا اور ان کی فراست ٹھیک ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنانے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حال فراست سے دریافت کیا اور فراست ٹھیک ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال فراست سے جانا جو درست ثابت ہوا۔ بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا آپ یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ جنگل میں بھیج دیں تاکہ وہ جنگل کے میوے کھائے اور ہمارے ساتھ کھیلے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم غافل ہوجاؤ اور یوسف علیہ السلام

کو بھیڑیا کھا جائے۔ انہوں نے کہا ہم اس کے حافظ اور نگہبان ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلایا اور اچھے کپڑے پہنا کر بھائیوں کے سپرد کر دیا۔

تین پیغمبروں نے تین چیزیں تین آدمیوں کے سپرد کیں ان کو تین حال پیش آئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام میقات پر تشریف لے گئے اور اپنی امت کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کیا تو وہ گوسالہ پرست بن گئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے انگوٹھی اپنی کنیز کو سونپی وہ ایک جن کے قبضے میں آئی اس نے دریا میں ڈال دی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں کے سپرد کیا انہوں نے آپ کو کنویں میں ڈال دیا۔

تین شخصوں نے تین چیزوں کو اللہ کے سپرد کیا وہ چیزیں ان کو واپس ملیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے سپرد کیا تو وہ ان کو واپس مل گئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کو اللہ کے سپرد کیا تو وہ سلامتی کے ساتھ ان کو واپس مل گئے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اللہ کے سپرد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ خلیفتی من بعدی۔ میرے بعد اللہ تعالیٰ میرا خلیفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن امت کو سلامتی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس کر دے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو لے کر داخل جنت ہوں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹی حضرت زینب نے خواب دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھیڑیوں کے ہاتھ لگ گیا ہے اور بھیڑیئے اسے کھا رہے ہیں، وہ گھبرا کر اُٹھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے پیچھے دوڑی اور ان کو جا لیا اور کہا میں تمہیں بھائیوں کے ساتھ نہ جانے دوں گی کیونکہ:

بازاں دے سنگ گیاں کونجاں پھیر کدے نہ آئیاں
یوسف تینوں جان نہ دیساں نال پیاریاں بھائیاں

جب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو لے گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو دیکھتے رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھی پیچھے مُڑ مُڑ کر دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظروں سے غائب ہو گئے اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے زبان حال سے کہا:

آدر دا ہن خالی خانے پاوچہ دخل مکاناں
محبوباں نوں وداع کریندیاں مشکل بچ دیاں جاناں

جب تک حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کی نگاہ کے سامنے تھے ہر ایک بھائی بڑے اکرام سے اپنے کندھے پر اٹھاتا تھا جب بھائیوں نے دیکھا کہ اب ہم باپ کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں تو اب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین پر پھینک دیا اور طمانچے لگانے لگے اور آپ علیہ السلام کے پاؤں پکڑ کر گھسیٹنے لگے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو روٹی دی تھی وہ کُتے کے آگے ڈالدی اور پانی پھینک دیا۔ شمعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے چھری نکالی۔ حضرت یوسف علیہ السلام روبیل سے چمٹ گئے۔ روبیل نے دھکا دیا اور مارا اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ہر بھائی نے کیا۔ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو ہنسی آ گئی۔ یہودا نے کہا یہ ہنسی کا وقت نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام

نے کہا کہ یہ میرے اور اللہ کے درمیان ایک راز ہے۔ یہودا نے کہا وہ راز کیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ جس کے ایسے قوی بھائی ہوں دشمن اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ آج اللہ نے میرے خیال کے سبب تمہیں میرا دشمن بنا دیا۔ بندے کو چاہیے کہ ہر حال میں اللہ پر توکل کرے۔ اللہ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ○

ترجمہ: جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کو کافی ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا (ترمذی شریف)

ترجمہ: اگر تم اللہ پر بھروسہ کرو جیسے بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں رزق دے گا جیسا کہ پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس آجاتے ہیں۔

بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب ہوگا۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ

ترجمہ: جو کسی ظالم کے ساتھ چلے اور وہ جانتا ہو کہ وہ ظالم ہے تو وہ (چلنے والا) اسلام سے خارج ہو گیا۔

یہودا نے بھائیوں سے کہا یوسف علیہ السلام کو قتل نہ کرو بلکہ گہرے کنویں

میں ڈالدو کوئی مسافر اسے اُٹھالے جائے گا۔ یہود کے قول پر سب نے اتفاق کیا چنانچہ آپ علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنے کے لئے آپ کی کمر سے رسی باندھی اور کنویں میں لٹکایا جب آدھا راستہ طے ہوا تو رسی کاٹ دی اور حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں گر گئے۔

جناں کھوہ وچہ سٹ وگایا کی اونہاندے بھانے
کھوٹی دمڑی ویچ دتو نے اوہ وی زور دگانے

مل یوسف دا یعقوب کریندا مل زلیخا لیندی
جان دیندی ہر دید دے بدلے اوہ وی قبول نہ پیندی

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود میں ڈالا گیا تو اس وقت جبریل علیہ السلام جنتی ریشم کی ایک قمیص لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنا دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ قمیص حضرت اسحاق علیہ السلام اور انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دے دی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ قمیص بطور تعویذ حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں اس وقت ڈالدی جب بھائیوں کے سپرد کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے وہ قمیص تعویذ سے نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنا دی۔

(تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۱۰۹۔ مظہری، ج ۵، ص ۱۴۷)

اس کنویں کا پانی کھارا تھا جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو وہ پانی میٹھا ہو گیا۔ جب بھائیوں نے رسی کاٹی تو اس وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام اپنے مقام سدرۃ المنتہیٰ پر موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اے جبریل میرے یوسف کے کنویں کی تہ تک پہنچنے سے پہلے اپنے نوری پَر ان کے قدموں کے نیچے بچھا دو۔ جبرئیل امین علیہ السلام آن کی آن میں آئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پروں پر لے لیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے تمام مظالم کو صبر سے برداشت کیا کیونکہ اللہ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ○

ترجمہ: صبر کرنے والوں کوان کا صلہ بے شمار ہی ملے گا۔

امام بیہقی نے لکھا ہے حضرت مطرف بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جنازے میں حاضر ہوا میں نے وہاں ایک قبر کے قریب الگ ہو کر دو خفیف سی رکعتیں پڑھیں اور خفیف ہونے کی بنا پر میں نے ان کا ثواب کسی کو ایصال نہ کیا مجھے نیند آ گئی میں نے ایک صاحب قبر کو کلام کرتے ہوئے دیکھا اس نے کہا تو نے دو رکعتیں پڑھی ہیں لیکن ان کا ثواب کسی کو ایصال نہیں کیا۔ میں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے اس صاحب قبر نے کہا تم جانتے ہو لیکن عمل نہیں کرتے اور میرے نزدیک یہ دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ میں نے اس صاحب قبر سے پوچھا یہاں قبرستان میں کون ہیں اس نے کہا سارے مسلمان ہیں اور سب بھلائی پر ہیں۔ میں نے کہا ان میں سے افضل کون ہے۔ اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا میں نے اللہ سے دعا مانگی یا اللہ اس صاحب قبر کو قبر سے نکال تاکہ میں اس سے کلام کروں پس قبر سے ایک نوجوان نکلا میں نے اس سے پوچھا کیا تو ان سب اہل قبور سے افضل ہے۔ اس نے کہا یہ لوگ ایسا ہی کہتے ہیں۔ میں نے کہا یہ مرتبہ تجھے کیسے ملا میں تجھے کوئی زیادہ عمر کا نہیں دیکھتا کہ میں کہہ سکوں یہ مرتبہ تجھے حج وعمرہ اور جہاد کی بنا پر ملا ہے۔ اس نے کہا یہ مرتبہ مجھے اس لئے ملا کہ جب مجھے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیا جاتا تو میں صبر سے کام لیتا تھا۔

(شعب الایمان، ج ۷، ص ۲۴۸)

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کے ساتھ جو ظلم و ستم روا

رکھا اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہی نہیں حضرت یوسف علیہ السلام کو صرف دو ہستیوں نے دیکھا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت لیخا نے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صرف دو ہستیوں نے دیکھا ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے۔

اللہ ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد

حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں گرا کر رات بھائی روتے ہوئے باپ کے پاس حاضر ہوئے اللہ فرماتا ہے۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ۝

ترجمہ: اور رات کو اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔

امام غزالی فرماتے ہیں رونے کی کئی قسمیں ہیں مثلاً

(۱) دیدار خدا میں رونا:

حضرت شعیب علیہ السلام دس سال تک روئے۔ یہاں تک کہ آنکھیں نابینا ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر بینائی واپس کر دی پھر دس سال تک روئے آنکھیں پھر نابینا ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے تیسری مرتبہ پھر آپ کو بینا کر دیا۔ پھر دس سال کامل روئے پھر آپ کی آنکھیں جاتی رہیں۔ اللہ کی طرف سے وحی آئی اے شعیب اگر تم جنت کے لئے روتے ہو تو ہم نے جنت تجھ پر واجب کر دی اور اگر دوزخ کے خوف سے روتے ہو تو جہنم تم پر حرام کر دی۔ عرض کی یا اللہ نہ جہنم کا خوف نہ جنت کا شوق بلکہ تیرے دیدار اور ملاقات کی تمنا رولا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے دیدار کا یہی طریقہ ہے جو تم نے اپنایا ہے روتے رہو حتیٰ کہ تمہاری آنکھیں ہمارے دیدار سے ٹھنڈی ہو جائیں۔ (احسن، ص ۲۷۹)

(ب) خوف خدا میں رونا:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک سیاہ فام آدمی رو رہا تھا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی یا محمد یہ آپ کے سامنے کون رو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ایک حبشی آدمی ہے اور آپ نے اس کی بہت تعریف کی جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قسم ہے مجھے اپنے جلال اور عزت کی اور عرش پر جلوہ گر ہونے کی جو بندہ دنیا میں میرے خوف سے روئے گا وہ جنت میں ہنسے گا۔ (شعب الایمان، ج۱،ص ۴۷۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یلج النار من بکی من خشیة الله حتیٰ یعود اللبن فی الضرع

(شعب الایمان، ج۱،ص ۴۹۰)

جس طرح تھن سے نکلا ہوا دودھ واپس نہیں جا سکتا اسی طرح اللہ کے خوف سے رونے والا دوزخ میں نہیں جا سکتا۔

(ج) گنہگار کا رونا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک انصاری نوجوان تھا جس کا نام ثعلبہ بن عبدالرحمٰن تھا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک کام کے لئے بھیجا وہ ایک انصاری کے دروازے سے گزرا اس نے دیکھا کہ انصاری کی بیوی غسل کر رہی ہے۔ اس نے دوسری مرتبہ جان بوجھ کر دیکھا اور خوفزدہ ہوا کہ کہیں اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل نہ ہو جائے وہ دوڑا اور مکہ و مدینہ کے درمیان پہاڑوں میں چھپ گیا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے چالیس دن تک غیر حاضر رہا۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ

آپ کی امت سے بھاگنے والا ان پہاڑوں میں ہے اور جہنم سے میری پناہ مانگ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر و حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے فرمایا ثعلبہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو لاؤ یہ دونوں مدینہ کے بازاروں میں نکلے ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی جس کا نام رفاقہ تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے رفاقہ ان پہاڑوں میں تو نے کوئی نوجوان دیکھا ہے۔ اس نے کہا شاید تم جہنم سے بھاگنے والے کے بارے میں دریافت کر رہے ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں کیسے پتہ ہے کہ وہ جہنم سے بھاگنے والا ہے۔ اس نے کہا کہ آدھی رات کے وقت وہ سر پر ہاتھ رکھے ان پہاڑوں سے نکلتا ہے اور کہتا ہے کاش مجھے موت آ گئی ہوتی اور فیصلے کے لئے اللہ کے سامنے حاضر نہ کیا جاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں اسی کی تلاش ہے۔ رفاقہ ان کے ساتھ ہولیا جب آدھی رات کا وقت ہوا وہ پہاڑوں سے نکلا سر پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور رو کر کہتا ہے کاش مجھے موت آ گئی ہوتی اور مجھے فیصلے کے لئے حاضر نہ کیا جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے بازوؤں میں لے لیا اور فرمایا تو جہنم سے خلاصی پا گیا۔ آپ نے فرمایا میں عمر ہوں اس نے کہا اے عمر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے گناہ کا علم ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کے سوا کوئی علم نہیں کہ کل تمہارا ذکر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور مجھے اور سلمان فارسی کو تیری تلاش میں بھیجا۔ اس نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس وقت حاضر کیا جائے کہ جب نماز کا وقت ہو اور بلال اقامت کہہ رہا ہو۔ آپ نے فرمایا ایسے ہی ہو گا چنانچہ یہ دونوں اس کو لے کر اس وقت مدینہ پہنچے جب صبح کی نماز کا وقت تھا۔ حضرت عمر و سلمان نماز میں شریک ہوئے جب ثعلبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز سنی تو غش کھا کر گر پڑے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر پوچھا

اے عمر و سلمان تم نے ثعلبہ کے ساتھ کیا کیا۔ عرض کی یہ حاضر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا ثعلبہ عرض کی لبیک فرمایا کہاں غائب ہو گئے تھے۔ عرض کی مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا میں تجھے ایسی آیت نہ بتا دوں جو گناہ کو ختم کر دے۔ عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا بلکہ اللہ کا کلام بڑا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اپنے گھر چلے جاؤ پھر وہ آٹھ دن تک بیمار رہا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثعلبہ کی بیمار پرسی کو چلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو چلتے ہیں۔

وہاں پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سر اپنی آغوش میں رکھ لیا اس نے اپنا سر آپ کی گود سے الگ کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا یہ گناہ سے لبریز ہے۔ آپ نے فرمایا اس وقت تمہیں کیا امید ہے۔ عرض کی مغفرت کی امید ہے۔ اس وقت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی آپ کا اللہ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اگر میرا یہ بندہ زمین گناہ سے لبریز لے کر آئے تو میں زمین کو مغفرت سے لبریز کر دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل یہ بات میں ثعلبہ کو بتا دوں۔ عرض کی بتا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنائی۔ حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری اور فوت ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے غسل اور کفن کا حکم دیا پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپ اس کے جنازے کے ساتھ اس طرح چلے کہ پنجوں کے بل چلتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی وجہ پوچھی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس اللہ کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر اس قدر کثیر تعداد میں فرشتے

آ گئے ہیں کہ مجھے پورا پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ملتی۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۹،ص۳۲۹)

تیری عظمتوں کی ہو تعریف مجھ سے
میں لاؤں کہاں سے زباں اللہ اللہ

(د) عشق میں رونا:

وفات کے قریب ایک رات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے بدن مبارک پر دو سفید کپڑے تھے جو تھوڑی دیر بعد سبز رنگ کے ہو گئے اور اس قدر چمکدار ہو گئے کہ ان پر نگاہ نہ ٹھہر سکتی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامنے آ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصافحہ کیا اور اپنا نورانی ہاتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھا۔ جس کے سبب سینے اور دل کی ساری تکلیف دور ہو گئی۔ پھر فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کیا ابھی ہم سے ملنے کا وقت نہیں آیا یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن کر اس قدر روئے کہ آپ کے گھر والوں کو آپ کے رونے کی خبر ہو گئی۔ پھر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے آپ سے کب ملاقات ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فراق اور محبت میں رونا سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھبراؤ نہیں اب ہماری اور تمہاری ملاقات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس خواب کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ (شواہد النبوت، ص ۲۶۱)

جناں تناں وچہ عشق سماناں رونا کم انہا ہاں
وچھڑے روندے ملدے روندے روندے ٹردے راہاں
اک نگارا عشق تیرے دا دوجی بُری جدائی
دور وسیندیاں سجناں مینوں سخت مصیبت پائی

(ن) جدائی کا رونا:

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں اسی یا چالیس سال روئے کہ آپ کی آنکھیں نابینا ہو گئیں۔

ہجر تیرا جد پانی منگے میں کھوہ اکھیاں دا گیڑاں
جی کردا اج سامنے بہہ کے میں درد پرانے چھیڑاں

(ی) مکر کا رونا:

جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی آپ کو کنویں میں گرا کر رات کو روتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے ابا جان یوسف (علیہ السلام) کو بھیڑیئے نے کھا لیا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے کُرتے پر جھوٹا خون لگا لائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کے کُرتے کو خون سے رنگین دیکھا تو رونے لگے اور جب کُرتے کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو ہنسنے لگے اور فرمایا جب کُرتے پر خون دیکھا تو مجھے رونا آ گیا اور جب کُرتا سالم دیکھا تو مجھے اللہ سے امید ہے کہ یہ خبر غلط ہے کیونکہ بھیڑیا جب انسان کو کھاتا ہے تو کُرتا پھاڑ ڈالتا ہے۔

تین کُرتے:

تین کُرتوں نے تین قسم کے لوگوں کو شرمندہ کیا۔

(ا) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل ننگے غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام علیحدگی میں غسل کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کہنے لگے بخدا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہمارے ساتھ نہانے میں اس کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں کہ ان کو فتق کی

بیماری ہے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام غسل کر رہے تھے اور انہوں نے اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھے ہوئے تھے۔ اچانک پتھر ان کے کپڑے لے بھاگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پتھر کے پیچھے بھاگے اور کہتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دے اے پتھر میرے کپڑے دے۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شرمگاہ دیکھ لی اور وہ کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوئی بیماری نہیں جب لوگ دیکھ چکے تو پتھر ٹھہر گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مارنے سے پتھر پر چھ یا سات نشان پڑ گئے۔ بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کُرتے نے شرمسار کیا۔

(مسلم شریف کتاب الفضائل)

(ب) عبداللہ بن ابی جب مر گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ جو مخلص مومن تھا آیا اور اپنے باپ کے کفن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کُرتہ مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرما دیا اور آپ نے فرمایا۔

اِنَّ قَمِيْصِىْ لَا يُغْنِىْ عَنْهُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَلَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يُّدْخِلَ بِهٖ اَلْفًا فِى الْاِسْلَامِ

ترجمہ: میرا کُرتا اس کو عذاب سے نہ بچا سکے گا بلکہ ایک ہزار منافق اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔

(عمدۃ القاری، ج ۸، ص ۵۴۔ فتح الباری، ج ۸، ص ۳۳۶، مرقات، ج ۴، ص ۴۰)

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اس کی قوم کے لوگ ایک ہزار کی تعداد میں مومن ہو گئے۔ یہ وہ کُرتہ تھا جس نے منافقین کو شرمسار کیا اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

(ج) تیسرا کُرتہ حضرت یوسف علیہ السلام کا تھا جس نے بھائیوں کو شرمسار کیا کہ واقعی اگر بھیڑیئے نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کھایا ہوتا تو کُرتہ پھٹا ہوا ہوتا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم اس بھیڑیئے کو پکڑ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ لے آؤ وہ گئے اور انہوں نے ایک بوڑھے بھیڑیئے کو پکڑ لیا اور اس کے دانت توڑے اور اسے زنجیر میں باندھ کر باپ کے پاس لے آئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیئے سے کہا تو نے کیسا بُرا کام کیا تو نے اس چہرے کو کھا لیا جو مثل بدر تھا۔

لاڈلیاں دو زلفاں والا اوہ محبوب پیارا
کہہ بگھیاڑا مردم خورہ کیویں کیتوئی پارا
کھادا ماس بدن جے اس دا ہڈیاں دس ٹھکاناں
نازک ہڈیاں کھا گیوں یا توں کر کے زور دگاناں

اللہ نے اس بھیڑیئے کو انسانی طرز تکلم عطا فرمایا بھیڑیئے نے کہا یا نبی اللہ السلام علیک نبیوں کا گوشت ہم پر حرام ہے جو مجھ پر الزام لگایا گیا۔ میں اس سے بری ہوں۔ میرا اور تیری اولاد کا منصف اللہ ہے تیری اولاد نے مجھ پر بہتان لگایا ہے کیا انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں یہ نہیں پڑھا کہ جھوٹ اور بہتان بڑا گناہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حیران ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے سر جھکا لئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیئے سے کہا تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ بھیڑیئے نے کہا میں مسافر ہوں رضاعی بھائی کی تلاش میں مصر سے آ رہا ہوں وہ مجھ سے جدا ہو کر ملک شام کو چلا گیا ہے مجھے بھیڑیوں سے پتہ چلا کہ شام کے بادشاہ نے اسے پکڑ لیا ہے اور وہ کل اسے ذبح کر دے گا۔ میں نے اس کے غم میں سترہ دن سے کچھ نہیں کھایا یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام زار و قطار رونے لگے بھیڑیئے کو بھی فراق کا غم ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے زبان حال سے کہا۔

جناں اڈیک تیری دیاں تاہنگاں درد جھلے مشتاقاں
چل ہن وقت دراز ہویائی تیریاں وچہ فراقاں

پھر آپ نے اس بھیڑیئے سے فرمایا تجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی کچھ خبر ہے بھیڑیئے نے کہا ہاں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کیا تو مجھے بتائے گا بھیڑیئے نے کہا نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کیا وجہ ہے بھیڑیئے نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرا نام چغلخور نہ پڑ جائے اور چغلی ہماری قوم میں بڑی عار ہے اور چغل خور پر اللہ کا غضب ہے اور وہ جنت میں نہ جائے گا۔

حضرت امام غزالی نے لکھا ہے کہ انسانوں کے علاوہ سات جانور بھی جنت میں داخل ہوں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا، اصحاب کہف کا کُتا، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، حضرت عزیر علیہ السلام کا دراز گوش، اصحاف فیل کا ہاتھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دلدل اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ مالک بن ذعہ مصر کا رہنے والا تھا۔ اس نے خواب دیکھا کہ وہ کنعان کی زمین میں داخل ہوا اور آفتاب آسمان سے اتر کر اس کی آستین میں داخل ہو گیا اس نے آفتاب کو آستین سے نکال کر سامنے کھڑا کر لیا ایک سفید ابر آیا وہ اس پر موتی برسانے لگے اور وہ ان موتیوں کو چُن کر اپنے صندوق میں بھرنے لگا۔ مالک بن ذعہ اس خواب کی تعبیر معلوم کرنے کے لئے ایک معبّر کے پاس گیا۔ معبر نے اس سے کہا جب تک مجھے کچھ دو گے نہیں میں خواب کی تعبیر نہ بتاؤں گا۔ مالک بن ذعہ نے اسے دو دینار دیئے۔ معبر نے مالک سے کہا تجھے ایک غلام ملے گا اور فی الحقیقت وہ غلام نہ ہو گا اور اس غلام کے سبب تونگر ہو جائے گا اور قیامت تک وہ امیری تیری اولاد میں رہے گی اور تو اس غلام کی برکت سے دوزخ سے نجات پا جائے گا۔ اور اس کی دعا سے تجھے جنت ملے

گی اور اس کی برکت سے تیری اولاد کثرت سے ہو گی اور ہمیشہ تیرا نام اور ذکر باقی رہے گا۔ مالک یہ تعبیر سنتے ہی واپس آ کر سفر کا سامان تیار کرنے لگا اور سفر کرتا ہوا کنعان پہنچا اور وہاں کبھی زمین کو دیکھتا کبھی آسمان کو دیکھتا وہ اسی شش و پنج میں تھا کہ ہاتف نے آواز دی ابھی اس غلام کی ملاقات بہت دور ہے۔ تیری اور اس کی ملاقات میں ابھی پچاس برس باقی ہیں۔ مالک اس غلام کے دیکھنے کی آرزو میں سال میں دو دفعہ کنعان آتا تھا جب پچاس سال گزر گئے تو مالک نے اپنے غلام بشریٰ سے کہا میں جس غلام کی تلاش میں ہوں اگر وہ مجھے مل گیا تو میں تجھے آزاد کر دوں گا اور اپنے مال سے آدھا مال تجھے دے دوں گا اور میری بیٹیوں میں سے جس کے ساتھ تو چاہے گا تیرا نکاح کر دوں گا۔

جس زمانے میں بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا تھا مالک بن ذعہ دمشق میں تھا جب دمشق سے واپس ہوا تو کنعان کی زمین میں آیا تو اس نے دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کنویں کے گرد پرندے طواف کر رہے ہیں اور وہ فرشتے تھے۔

جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے حمل پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھے تو اس وقت:

وَكَانَتْ غَمَامَةُ النُّوْرِ تَظُلُّ عَلٰى رَاْسِهَا وَالطُّيُوْرُ تَتَنَزَّلُ مِنَ الْجَوِ تَتَبَرَّكُ بِفُوَادِهَا

حضرت آمنہ کے سر پر ایک سفید بادل سایہ کرتا تھا اور فضا سے پرندے اُتر کر آپ کے دل سے برکت حاصل کرتے تھے۔

یہ پرندے نہ تھے بلکہ فرشتے تھے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے منتظر تھے کہ کب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائیں اور کفر و شرک کی تاریکیاں دور ہوں۔

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

مالک بن ذعہ نے قافلے والوں سے کہا آؤ پانی کی طرف چلیں شاید ہمیں پانی مل جائے۔ جب وہ اس کنویں کے قریب پہنچا تو جن گدھوں پر مالک نے مال تجارت لادا ہوا تھا انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھی تو انہوں نے اپنی پیٹھوں سے بوجھ اتار پھینکا اور کنویں کی طرف دوڑنے لگے۔ مالک نے اپنے غلام اور خادم کو کنویں سے پانی لینے بھیجا جب انہوں نے کنویں میں ڈول ڈالا تو اس وقت جبریل امین علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگے آپ کھڑے ہو جائیں انہوں نے وجہ پوچھی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا آپ کو یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ آپؑ نے ایک آئینہ دیکھا تھا آپ نے فرمایا ہاں مجھے یاد ہے جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا اس وقت آپ کے دل میں کیا خیال آیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں نے کہا تھا کہ اگر میں غلام ہوتا تو کوئی میری قیمت نہ دے سکتا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا آج وہی دن ہے نکلئے اور اپنی قیمت دیکھیے۔ جب بشریٰ غلام نے ڈول کنویں میں ڈالا اور باہر نکالا تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔ اس نے مالک بن ذعہ سے کہا یہ وہی غلام ہے جس کی تلاش میں ہم نے پچاس سال صرف کردیئے۔

قیمتی چیزیں:

امام غزالی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قیمتی چیز کو بے قیمت چیز کے اندر چھپا رکھا ہے۔ موتی کو صدف میں، مشک کو نافہ میں، ریشم کو کیڑے میں، شہد کو مکھی میں، چاندی سونے کو پتھر میں، ایمان کو دل میں، عطار مشک کو دیکھتا ہے نافہ

کو نہیں۔ ریشم والا ریشم کو دیکھتا ہے کیڑے کو نہیں۔ غوطہ لگانے والا موتی کو دیکھتا ہے صدف کو نہیں۔ چاندی سونے نکالنے والا چاندی سونے کو دیکھتا ہے پتھر کو نہیں اور شہد والا شہد کو دیکھتا ہے مکھی کو نہیں۔ اللہ ایمان کو دیکھتا ہے دل کو نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکال کر مالک نے اپنے مال و اسباب میں چھپا لیا۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں چھپا دیا ہے۔

(۱) نمازوں میں صلوٰۃ وسطیٰ کو چھپایا تاکہ مومن ہر نماز صلوٰۃ وسطیٰ سمجھ کر پڑھے۔

(۲) اسماء میں اسم اعظم کو چھپایا تاکہ مومن تمام اسماء کا ذکر اسم اعظم سمجھ کر کرے۔

(۳) ولی کو مومنوں میں چھپا دیا تاکہ ہر مومن کو لوگ ولی سمجھ کر اس کی عزت کریں۔

(۴) قبولیت کی گھڑی کو جمعہ کے دن میں چھپا دیا کہ مومن اس دن دعا میں کثرت کرے۔

(۵) لیلۃ القدر کو تمام رمضان کی راتوں میں چھپا دیا تاکہ رمضان کی ہر رات کو قدر کی رات سمجھ کر اس میں عبادت کی جائے۔

جب صبح ہوئی تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی عادت کے مطابق آپ کو کنویں میں دیکھنے آئے اور کنویں میں جھانکا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں موجود نہ پایا۔ ان بھائیوں نے آ کر قافلے کو گھیر لیا انہوں نے کہا ہمارا غلام بھاگ گیا ہے اور لوگوں نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ اس کنویں میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے تم نے اسے کنویں سے نکال کر اپنے مال و اسباب میں چھپا لیا ہے۔ ہمارا غلام

نکال دو ورنہ ہم اس زور سے چیخیں گے کہ تمہارے جسموں سے تمہاری جان نکل جائے گی اور حضرت یوسف علیہ السلام بھائیوں کا کلام سن رہے تھے۔ غرضیکہ قافلوں والوں کے اسباب سے حضرت یوسف علیہ السلام کو نکال لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام ہوا میں درخت کے پتے کی طرح کانپ رہے تھے۔ یہودا نے قریب آ کر حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اگر تو نے غلام ہونے کا اقرار کرلیا تو خیر ورنہ ہم ان سے لے کر تجھے قتل کر دیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے قافلے والو یہ سچے ہیں یہ میرے صاحب اور میں ایک غلام ہوں اور اشارہ کیا اللہ تعالیٰ کی طرف مطلب یہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا غلام ہوں۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ نے کنویں اور بھائیوں کے ہاتھ سے کس کلمے کی وجہ سے نجات پائی آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ کلمہ یہ ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ

یہ کلمہ عبرانی زبان میں لکھا ہوا تھا اور توریت میں بھی لکھا ہوا تھا۔

ہور دوا نہ دلدی کاری کلمہ دلدی کاری ہو
کلمہ دور زنگار کریندا کلمے میل اتاری ہو
کلمہ ہیرے لعل جواہر کلمہ ہٹ پساری ہو
ایتھے تے اوتھے دونیں جہانیں کلمہ دولت ساری ہو

مالک بن ذعہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اصلی شکل میں نہ دیکھا تھا اگر اصلی شکل دیکھ لیتا تو خریدنے نہ آتا۔ اگر خرید لیا تھا تو فروخت نہ کرتا اسی طرح بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اصلی شکل میں نہیں دیکھا تھا اگر وہ آپ کے حسن و جمال کو دیکھ لیتے تو جو کچھ انہوں نے آپ کے ساتھ کیا تھا وہ نہ کرتے بلکہ

وہ بھی باپ کی طرح آپ سے محبت کرتے لیکن اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اصلی صورت کو بھائیوں سے چھپا لیا۔ یہی حال گنہگار بندے کا ہے اگر گنہگار بندہ اللہ کو پہچان لیتا تو گناہ نہ کرتا بلکہ اللہ کی اطاعت کرتا۔

حکایت:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ مسجد کے دروازے پر آ کر کھڑی ہو گئی اور کہا اے شیخ میرا یہ شوہر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جائز ہے۔ اس عورت نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اجنبی عورت کو دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نہیں۔ عورت نے کہا افسوس اگر اجنبی عورت کا دیکھنا جائز ہوتا تو میں چہرے سے نقاب اٹھاتی تاکہ آپ مجھے دیکھتے کہ جس شخص کی بیوی مجھ جیسی ہو کیا اس کو کسی اور عورت کو پسند کرنا مناسب ہے۔ یہ سن کر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور وہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ چلی گئی۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا آپ کو کیا ہو گیا تھا کہا میں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اگر یہ جائز ہوتا کہ بندہ دنیا میں مجھے ان آنکھوں سے دیکھ لے تو میں اپنے اور بندے کے درمیان سے پردہ اٹھا لیتا تاکہ بندہ یہ جان لیتا کہ جس کا اللہ مجھ جیسا حسین و جمیل ہو وہ دوسرے کی طرف کیوں رجوع کرتا ہے۔ (تفسیر امام غزالی، ص۵۹)

مالک بن ذعر نے ان بھائیوں سے کہا یہ غلام تم کتنے میں فروخت کرتے ہو۔ بھائیوں نے کہا اگر عیبوں کے ساتھ تم اسے خریدنا چاہتے ہو تو ہم تمہارے ہاتھ اسے بیچ ڈالیں۔ مالک نے کہا اس میں کیا کیا عیب ہیں۔ بھائیوں

نے کہا چور ہے، جھوٹا ہے اور جھوٹے خواب بیان کرنے والا ہے اور بھگوڑا ہے۔ مالک نے کہا ان عیبوں کے ساتھ تم کتنے میں فروخت کرو گے ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کبھی مالک کی طرف دیکھتے اور کبھی بھائیوں کی طرف دیکھتے اور دل میں کہتے کون ہے جو میری قیمت دے سکے کیونکہ بھائی بہت سا مال طلب کریں گے مالک نے کہا میرے پاس ان کھوٹے درہموں کے علاوہ کچھ نہیں حالانکہ اس کے پاس چار لاکھ دمشقی دینار تھے۔ بھائیوں نے کہا جو کچھ ہے لاؤ انہوں نے مالک سے چند درہم لے لئے۔

جب بھائی کوچ کرنے لگے تو مالک سے کہا اسے مضبوط رسی سے باندھ لو کہیں یہ بھاگ نہ جائے اور گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ڈالے بغیر اسے ایک شہر سے دوسرے شہر میں نہ لے جانا ہم تیرے بھلے کی بات کہتے ہیں پھر بھائی اسے چھوڑ کر واپس چلے آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام انہیں دیکھ کر بہت روئے۔

جد محبوب پیارے وچھڑن کون روئے مُڑ تھوڑا
سب روگاں دا روگ محمد جس دا نام وچھوڑا
لمبی رات جدائیاں والی نہیں کٹ دی رات غماں دی
کون لیاوے خبر محمد اج سجناں دور گیاں دی

سوداگر مالک بن ذعہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کر صوف کا لباس پہنایا اور لوہے کی بیڑیاں پاؤں میں پہنائیں اور کوچ کا قصد کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مالک سے اجازت لے کر بھائیوں سے آخری ملاقات کی اور ان سے کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے اگر چہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا۔ اللہ تمہیں عزت دے اگر چہ تم نے مجھے ذلیل کیا ہے۔ اللہ تمہاری نگہبانی کرے اگر چہ تم نے مجھے فروخت کر دیا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ کے بھائی بہت روئے۔

مالک بن ذعہ سوداگر کا قافلہ رات کو روانہ ہوا راستے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کی قبر آئی تو آپ نے بے اختیار ہو کر اپنی ماں کی قبر پر اپنے آپ کو گرا لیا اور رو کر کہنے لگے۔ اے ماں اے راحیل بھائیوں نے مجھے باپ سے جدا کر دیا۔ مجھے طمانچے مارے۔ پاؤں سے پکڑ کر مجھے گھسیٹا۔ مجھ پر چھریاں نکالیں۔ میرے قتل کا ارادہ کیا۔ اے ماں مجھے غلاموں کی طرح بیچ ڈالا اے ماں ذرا دیکھ تیرے بیٹے پر کیا کیا مصائب و آلام آئے۔ مجھے بھوکا اور پیاسا رکھا گیا مجھے کنویں میں قید کر دیا گیا۔ اب میرے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قبر سے آواز سنی۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ اے میرے دل کا چین یہ سن کہ حضرت یوسف علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو آواز آئی صبر کر تیرا صبر اللہ کے علاوہ کسی اور پر نہیں۔

وائے دریغ میرے فرزندا قبروں پیا پکارا
وادردا اس تیرے دردوں میرا جگر دو پارا
نوراکھیں دل میرے داتوں فرزندا میں واری
واہ لگے میں چا چھڑاواں سن سن گریہ زاری

اسی عرصہ میں مالک بن ذعہ کے ایک کارندے نے دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی سواری پر نہیں ہے اس نے مالک سے کہا اے سید غلام بھاگ گیا ہے۔ آپ لوگ ٹھہریں میں اسے تلاش کر کے لاتا ہوں۔ اس ملیح نامی کارندے نے دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس کی طرف آ رہے ہیں۔ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تیرے مالکوں نے کہا تھا کہ تو بھگوڑا اور جھوٹا ہے ہم نے ان کے قول کا یقین نہ کیا یہاں تک کہ تو بھاگا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں بھاگا۔ میری ماں راحیل کی قبر سے تمہارا گزر ہوا میں قبر پر آتے ہی بے

اختیار ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو ماں کی قبر پر گرا لیا اس ملیح اسود کو آپ پر غصہ آیا اور آپ کو طمانچے مارے اور پاؤں سے پکڑ کر آپ کو منہ کے بل گھسیٹا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور بہت روئے اور کہا اے اللہ اگر مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو مجھے معاف کر دے اور میرے باپ دادا کے حق کے سبب معاف فرما دے۔ انہوں نے تو کبھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ

ترجمہ: مظلوم کی دعا سے ڈرو اس کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

قیامت کے دن ظالم اپنا اعمالنامہ لے گا مگر اس میں کوئی نیکی نہ دیکھے گا عرض کرے گا یا اللہ میری نیکیاں کہاں ہیں اللہ فرمائے گا جس پر تو نے ظلم کیا ہے وہ نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھدی گئی ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے یہ کہتے ہی ایک سیاہ ابر نمودار ہوا اور اس میں سے شتر مرغ کے انڈوں کے برابر اولے پڑنے لگے سب اہل قافلہ کو ہلاک ہو جانے کا یقین ہو گیا۔ مالک نے کہا اے قوم اگر تم میں سے کسی نے کوئی گناہ کیا ہے تو ہلاک ہونے سے پہلے توبہ کر لے اس پر ملیح اسود نے کہا گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ مالک نے کہا وہ کونسا گناہ ہے ملیح اسود نے کہا میں نے عبرانی غلام کے ساتھ بدسلوکی کی ہے۔ عبرانی غلام نے اسی وقت دو کلمے اپنی زبان سے نکالے جس کی بنا پر یہ سیاہ ابر آیا ہے۔ اسی وقت مالک حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آ کر یہ کہنے لگا اے غلام مجھے یہ گمان ہے کہ تجھے اللہ کی بارگاہ کا قرب حاصل ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہاں مالک نے کہا ہم پر رحم کر۔ حضرت

یوسف علیہ السلام مسکرائے اور زبان سے دو کلمے نکالے اسی وقت بادل کے دو ٹکڑے ہوئے اور بارش بند ہو گئی اور اللہ کی قدرت سے آفتاب نکل آیا۔ مالک نے کہا آسمان و زمین کے اللہ کے نزدیک جو تیرا مقام ہے وہ مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ اب جائز نہیں کہ میں تمہیں اس حال میں رکھوں۔ بیڑیاں وغیرہ دور کر کے آپ کو عمدہ لباس پہنایا اور سارے قافلے سے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو سب سے آگے رکھو کوئی حضرت یوسف علیہ السلام سے آگے نہ بڑھے۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام شہر بلیسان میں پہنچے تو وہاں کے لوگ ان کے پاس جمع ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت کے انہوں نے بت بنائے اور ایک ہزار برس اللہ کے سوا ان کی پوجا کرتے رہے۔ وہاں سے حضرت یوسف علیہ السلام شہر تابلستان میں پہنچے وہاں کے لوگ کافر اور بت پرست تھے جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو آپ سے پوچھا تجھے کس نے بنایا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب نے کہا جس اللہ نے تجھے پیدا کیا ہے ہم اس پر ایمان لائے۔ انہوں نے سب بُت توڑ ڈالے اور رحمٰن کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تعجب ہے کہ ایک قوم آپ کو دیکھ کر ایمان لے آئی اور ایک قوم آپ کو دیکھ کر کافر ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّظْرُ بِالْعِبْرَةِ اِلٰی وُجُوْہِ اِحْسَانِ عِبَادَتٌ

ترجمہ: عبرت کے لئے خوبصورت چہروں کو دیکھنا عبادت ہے۔

اور شہوت کی نظر سے دیکھنا گناہ ہے۔ بعد ازاں حضرت یوسف علیہ السلام شہر قدس کے دروازے پر جب پہنچے تو امیر قدس نے خواب دیکھا کہ بہترین خلق تیرے شہر میں آ گیا ہے تجھے کل اس کا استقبال اور اچھی دعوت کرنی چاہیے اور جو وہ حکم کرے اس کی تعمیل کرنی چاہیے۔ صبح ہوتے ہی امیر نے دعوت کا بہت اچھا

انتظام کیا اور استقبال کے لئے گیا قافلے والوں سے پوچھا تمہارا امیر کون ہے اہل خانہ نے مالک بن ذعہ کی طرف اشارہ کیا امیر قدس دل میں متحیر ہو کر کہنے لگا یہ شخص ہر سال دو دفعہ آتا ہے مجھے کبھی اس کے استقبال کا حکم نہیں ہوا ابھی امیر کا یہ کلام پورا نہ ہونے پایا تھا کہ آسمان سے ایک سوار اترا اور امیر قدس کے قریب آیا اور یہ سوار ایک فرشتہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ آپ کی حفاظت کے لئے رہتا تھا اور اس کے ساتھ دو فرشتے اور رہتے تھے۔

علامہ یعقوب شیرازی نے لکھا ہے کہ جب ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سات سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی وفات ہو گئی اور ابوطالب آپ کے کفیل ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے اسرافیل (علیہ السلام) میرے محبوب کی خدمت میں رہا کرو چنانچہ حضرت اسرافیل علیہ السلام گیارہ سال کی عمر تک آپ کی خدمت میں رہے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا اور وہ ستائیس سال تک خدمت کرتے رہے لیکن انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا۔ (سفر السعادت، ج ۱، ص ۵)

وَ وَرَدَ اَنَّہٗ یَحْفَظُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ لَا یُفَارِقُوْنَہٗ فِی نَوْمٍ وَلَا یَقْظَۃٍ۔

ترجمہ: اور یہ بات حدیث میں ہے کہ ستر ہزار فرشتے نیند اور بیداری میں آپ کی حفاظت کرتے تھے۔ (جواہر البحار، ج ۳، ص ۲۱)

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمانِ سرائے محمد

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جھولا ہمارے ہلانے کا محتاج نہ ہوتا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ:

كَانَ مَهْدُهٗ يَتَحَرَّكُ بِتَحْرِيْكِ الْمَلَائِكَةِ

(جواہر البحار، ج ۲، ص ۱۱)

آپ کا جھولا فرشتے جھلاتے تھے۔

مہد میں جب لیٹ جاتا تھا سراپا نور
آ کے خود نوری جھلا جاتے تھے جھولا نور کا

وہ سوار امیر قدس کے قریب آیا اور اس سے کہا تو کون ہے؟ امیر قدس نے کہا میں وہ ہوں کہ مجھے تیرے استقبال کا حکم ہوا ہے سوار نے کہا اے امیر جس شخص کے استقبال کا تجھے حکم ہوا ہے وہ شخص یہ غلام ہے۔ امیر نے قافلے والوں سے کہا آپ سب لوگ اس غلام سے پہلے داخل ہو جائیں۔ وہ سب کے سب پہلے داخل ہو گئے آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام کی باری آئی۔ امیر حضرت یوسف علیہ السلام کے قریب آ گیا اور پوچھا آپ کون ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں وہ ہوں کہ میرے استقبال کا تمہیں حکم ہوا ہے۔ امیر حیران ہو گیا اور کہا آپ کو کس نے خبر دی ہے۔ آپ نے فرمایا جس نے تجھے استقبال کا حکم دیا ہے۔ امیر نے کہا مجھے تیرے حکم کی اطاعت کا حکم ہوا ہے تو مجھے کیا امر کرتا ہے فرمایا تجھے یہ امر کرتا ہوں کہ شہر قدس میں تو بتوں کی پوجا نہ کرے تاکہ تجھے دوزخ سے نجات مل جائے امیر نے کہا میں نے آپ کا قول اس شرط سے قبول کیا کہ جب آپ داخل ہوں تو میرا بُت آپ کو سجدہ کرے اور یہ اقرار کرے کہ آپ سچے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ امیر حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ باتیں کرتا ہوا کوچے کے پھاٹک میں داخل ہو گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام رُک گئے۔ امیر قدس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیچھے بہت بڑا لشکر دیکھا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا یہ کیسا لشکر ہے میرے گھر

میں تو اس کی گنجائش نہیں اور نہ میرے پاس اتنا کھانا ہے کہ ان کے لئے کافی ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مسکرا کر کہا اے امیر یہ اللہ کا لشکر ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے ان کا کھانا سبحان اللہ کہنا ہے اور پانی لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔ امیر نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ فرشتے ہیں۔ اللہ نے ان کو میری مدد اور حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔ امیر حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ شان دیکھ کر بے حد حیران ہوا جب حضرت یوسف علیہ السلام پھاٹک میں داخل ہوئے تو بُت نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا اور پھر ہلا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ امیر اللہ پر ایمان لے آیا۔

علامہ جلال الدین رومی نے مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ ایک دن ابوجہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک اللہ کی عبادت کرتا ہے اور میں تین سو ساٹھ خداؤں کو مانتا ہوں یا اپنا ایک دکھا دے یا میرے تین سو ساٹھ دیکھ لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی بت خانے میں نہیں جایا کرتے۔ ابوجہل دوسرے دن پھر آیا اور پھر یہی کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی جواب دیا وہ تیسرے دن پھر آیا اور اپنی بات دہرائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ ابوجہل بت خانے جانے کی دعوت دے رہا ہے میں کیا کروں حکم الٰہی ہوا اس کے ساتھ چلے جاؤ ہم تمہاری شان ظاہر کرنا چاہتے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کے ساتھ ہو لئے۔ ابوجہل نے کہا ٹھہرو میں اعلان کر لوں کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بت خانے جا رہا ہے۔ اچھے خاصے لوگ ساتھ ہو لئے سب سے پہلے ابوجہل بت خانے میں داخل ہوا اور اس نے ہر بُت کو سجدہ کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بت خانے میں داخل ہوئے تو ہر بت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔

شمع پر جائے پروانہ تو پروانہ نہیں رہتا
محمدؐ بت کدے میں ہو تو بت خانہ نہیں رہتا

پھر امیر قدس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بہت بڑی ضیافت کی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے ایک پیالہ رکھ دیا جس میں دودھ اور چاول تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس میں سے ایک لقمہ اٹھا کر اپنے ساتھ والے آدمی کو دیا اس نے وہ لقمہ کھا لیا اسی طرح کل قافلے والوں نے اس پیالے میں سے پیٹ بھر کر کھا لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی برکت سے اس پیالے میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ امیر نے یہ سارا ماجرا اپنی آنکھ سے دیکھ کر کہا اے قوم یہ شخص تمہارا سردار اور تمہارا امیر ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں یہ تو غلام ہے۔ امیر نے کہا تو پھر سردار کون ہے لوگوں نے مالک کی طرف اشارہ کیا۔ امیر نے کہا اے مالک جب غلام کا یہ معجزہ ہے تو سردار کا کیا کمال ہوگا مالک یہ سن کر حیران رہ گیا۔ امیر نے کہا غلام سردار سے بہتر ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ حضرت ابوہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوہریرہ یہ دودھ تمام حاضرین میں تقسیم کر دو وہ اُٹھے اور پیالہ لے کر حاضرین میں دودھ تقسیم کرنے لگے تمام حاضرین نے پیٹ بھر کر دودھ پیا لیکن پیالے کا دودھ ذرا بھی کم نہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اب تو اور میں باقی دودھ پینے والے رہ گئے ہیں۔ اب پہلے تم سیر ہو کر پی لو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پی لو انہوں نے اور پی لیا یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پی کر ختم کر دیا۔

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

پھر مالک وہاں سے شہر عسقلان کی طرف چلا جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی روانگی کی خبر حاکم عسقلان کو پہنچی وہ اسی وقت بارہ ہزار سوار لے کر شہر قدس کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا ارادہ تھا کہ مالک سے حضرت یوسف علیہ السلام کو چھین لے جب حاکم شہر عسقلان کے لشکر کی نگاہ حضرت یوسف علیہ السلام پر پڑی تو ان میں سے ہر شخص اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا اور لذت نظر کے سبب تین دن تک بیہوش پڑا رہا یہاں تک کہ مالک بن ذعہ وہاں سے گزر گیا۔

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

جب حضرت یوسف علیہ السلام شہر عریش پہنچے تو انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا۔ میری مثال کوئی شخص نہیں جب میں اس شہر میں جاؤں گا تو اس شہر کے لوگ مجھے دیکھ کر حیران ہوں گے جب حضرت یوسف علیہ السلام اس شہر میں گئے تو دیکھا کہ وہاں کے ہر شخص کی صورت حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت جیسی ہے اور وہاں کا کوئی آدمی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سنا ایک منادی یہ ندا کر رہا ہے اے یوسف (علیہ السلام) تو نے یہ گمان کیا کہ تری مثل حسین میرے ملک میں کوئی نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی اور دیدار کے طالب ہوئے تو گمان کیا کہ اللہ سے مناجات کرنے میں میں اکیلا ہوں اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ دائیں بائیں

جانب دیکھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو دائیں بائیں دیکھا تو ہزار آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صورت کے نظر آئے ان کا وہی لباس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور ہر ایک کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثل عصا ہے اور وہ سب کے سب یہی کہہ رہے ہیں۔ رب ارنی انظر الیك۔ اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی تو نے گمان کیا کہ تیرے سوا کوئی ہمارا مشتاق نہیں۔

(تفسیر امام غزالی، ص ۷۶)

القصہ حضرت یوسف علیہ السلام ندا سنتے ہی گھوڑے سے نیچے اتر کر سجدے میں گر پڑے اور جو دل میں خیال گزرا تھا اس خیال سے توبہ کی اسی وقت آواز آئی اب توبہ کرنے کے بعد اپنا سر اُٹھا کہ حال بدل گیا ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے سر اُٹھا کر دیکھا تو ہزاروں آدمی ان کے شوق میں چلے آتے ہیں اور وہ سب کی نگاہوں میں مقرب فرشتوں کی مثل ہیں۔

بے خودیاں وچہ کون پکاراں جان جناں کچھ باقی
قسم خدا دی ایہہ خاکی ناہیں ایہہ کوئی ملک افلاکی

امام غزالی نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک رات طواف کعبہ کرنے کے لئے نکلے تو بیت اللہ کو خالی پایا اور چاندنی رات تھی اپنے دل میں کہا آج کی رات طواف کرنے میں بڑی فراغت پائی ہے۔ آج میں اکیلا طواف کروں گا جب طواف کرنے لگے تو دیکھا کہ ستر ہزار آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ حیران ہو کر کہنے لگے میں پہلے کبھی رات میں اتنی خلقت نہیں دیکھی جس قدر آج کی رات دیکھ رہا ہوں ایک بزرگ نے آ کر حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ابراہیم یہ سب لوگ خلوت کے طالب ہیں ان کی بھی وہی طمع ہے جو تیری ہے پس سب طمع کرنے والے آج جمع

ہو گئے ہیں۔

جب مالک بن ذعہ مصر پہنچا تو اس نے کہا جس منزل پر پہنچا اور جس منزل سے بھی میں نے کوچ کیا حضرت یوسف علیہ السلام کی برکات دیکھتا چلا آیا۔ میں فرشتوں کی تسبیح سنتا رہا صبح و شام فرشتے حضرت یوسف علیہ السلام کو سلام کرتے رہے اور میں نے دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سر پر ایک سفید بادل سایہ کرتا رہا اور جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام ٹھہر جاتے وہ بادل بھی ٹھہر جاتا۔

بارہ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ایک تجارتی قافلے کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا جب یہ قافلہ مقام بُصریٰ میں پہنچا تو وہاں بحیرا نامی ایک راہب اپنے کنیسہ میں رہتا تھا جو کہ تورات و انجیل کا بہت بڑا عالم تھا وہ اچانک اپنے کنیسہ سے باہر نکلا اور اس نے آتے ہوئے قافلے کو بڑے غور سے دیکھا اس نے دیکھا کہ ایک بادل کا ٹکڑا برابر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ افگن ہے قافلہ کے لوگ اس کنیسہ کے پاس ایک درخت کے نیچے اترے جب آپ درخت کے قریب آئے تو اس کی شاخیں آپ پر جھک گئیں اور بادل کا ٹکڑا ٹھہر گیا۔ (دلائل النبوت، ص ۱۲۵)

پس مالک بن ذعہ نے کہا اے یوسف مجھے تیرے حالات نے متعجب کر دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تو میرے لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد نرینہ سے سرفراز فرمائے میرے ہاں کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مالک کے لئے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے بارہ مرتبہ حمل سے چوبیس لڑکے عطا فرمائے ہر حمل میں دو لڑکے ہوتے تھے۔

ایک دفعہ ایک عورت حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ آپ دعا کریں اللہ مجھے اولاد نرینہ عطا فرمائے۔

آپ نے فرمایا اے عورت چلی جا تری قسمت میں کوئی اولاد نہیں۔ وہ عورت واپس ہوئی تو شاہ رکن عالم سے ملاقات ہوئی جو بچوں میں کھیل رہے تھے۔ انہوں نے عورت سے رنجیدہ ہونے کا سبب پوچھا اس عورت نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے یکے بعد دیگرے سات لڑکے عطا فرمائے گا۔ وہ عورت مطمئن ہو کر چلی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو یکے بعد دیگرے سات لڑکے عطا فرمائے یہ عورت ساتوں فرزند لے کر حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا آپ تو کہتے تھے میری قسمت میں کوئی اولاد نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کی جگہ سات لڑکے عطا فرمائے ہیں۔ آپ نے تعجب سے پوچھا یہ کیسے ہوا اس عورت نے کہا آپ کے پوتے شاہ رکن عالم کی دعا سے مقصود حاصل ہوا۔ جب آپ سے نامراد ہو کر واپس ہوئی تو راستے میں ان سے ملاقات ہوئی۔ انہیں میرے حال کو سن کر رحم آیا اور مجھے فرمایا جا اللہ تجھے سات لڑکے عطا فرمائے گا۔ یہ معاملہ آپ اپنے پوتے سے سن سکتے ہیں۔ آپ نے اپنے پوتے کو بلا کر ان سے تمام حالات دریافت کئے۔ انہوں نے فرمایا اس کی نرینہ اولاد کی فہرست میری زبان پر لکھی ہوئی تھی اس لئے آپ سے پوشیدہ رہی۔ آپ نے زبان نکال کر دکھائی تو وہاں سات فرزندوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔

(فیضان قادریہ، ص ۳۲۴)

جب مصر قریب آ گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو مالک بن ذعہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا مصر صرف ایک منزل رہ گیا تم دریائے نیل میں غسل کر لو تا کہ سفر کا گرد و غبار دور ہو جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کُرتہ اتارا اور دریا میں غوطہ لگایا اور مچھلیاں حضرت یوسف علیہ السلام کا

میل چھڑانے لگیں اور جسم ملنے لگیں جب حضرت یوسف علیہ السلام غسل کر کے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا حسن کئی گنا زیادہ کر دیا اسی وقت مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے سجدہ نہ کر سجدہ خاص اللہ کے لئے ہے جب دوسرا دن ہوا تو مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سر پر سونے کا تاج رکھا جو یاقوت اور موتیوں سے مرصع تھا اور کمر میں حریر کی ایک پٹی باندھی اور ایک خلعت پہنایا جس کے کناروں پر موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے اور سونے کے کنگن ہاتھوں میں پہنائے گئے جن میں موتی اور لعل لگے تھے اور اسی طرح ہر طرح کی زینت سے آپ کو آراستہ و پیراستہ کیا گیا پھر ایک اونٹنی پر آپ کو سوار کیا گیا جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے دروازے پر پہنچے تو ایک ندا دینے والے نے ندا دی جس کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اے مصر والو تمہارے پاس ایک ایسا نوجوان آیا ہے کہ جو اس سے ملے گا وہ سعید اور نیک بخت ہو جائے گا اور کامیاب ہو جائے گا تمہیں چاہیے کہ تم اسے طلب کرو اور دیکھو مصر والوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہاں دیکھیں آواز آئی مالک بن ذعہ کے گھر میں تلاش کرو۔

نکتہ:

عزت کے لئے بھی مقامات ہیں اور ذلت کے لئے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی عزت مصر میں ہوئی اور مومن کی عزت موت کے وقت ہوتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً○

ترجمہ: اے نفس مطمئن تو اپنے رب کے پاس واپس جا اس حال میں کہ تو اسے پسند کرنے والا ہے اور وہ تجھے۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں داخل ہوئے تو پرندے چہچہانے لگے جو درخت خشک تھے وہ سرسبز و شاداب ہو گئے اور ان میں بے حد پھل لگ گئے۔ خشک نہریں جاری ہو گئیں بیمار شفایاب ہو گئے قحط سالی دور ہو گئی۔

کل بلا ہر آفت بدیاں سب مصروں اُٹھ گیاں

ایہہ یوسف دی برکت مصری خلق مراداں لیاں

مصر کے لوگ بے قرار ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کے مشتاق ہوئے اس رات مصر کے کسی آدمی نے نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا۔ اہل مصر تمام شب بیقرار رہے صبح ہوتے ہی حیرت زدہ سب کے سب مالک کے دروازے پر آ کر جمع ہو گئے اور نیم بے ہوشی کی حالت میں مالک کے مکان کے گرد پروانہ وار پھرنے لگے۔ مالک اپنے مکان کی چھت پر آیا اور پوچھا کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو سب نے کہا جس غلام کو تو لے کر آیا ہے ہم اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ مالک نے کہا اس غلام میں کیا خوبی ہے اس کی صورت میں اوروں کی صورت سے کیا چیز زائد ہے جسے تم دیکھنا چاہتے ہو جو فرشتہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہتا تھا اس نے مالک سے کہا تو ان لوگوں سے کہہ دے جو شخص غلام کو دیکھنا چاہے وہ ایک دینار لائے یہ سن کر وہ سب کے سب خوش ہو گئے اور کہا اچھا دروازہ کھولو کوئی شخص بغیر دینار کے اندر داخل نہ ہو گا وہ سب اندر داخل ہوئے اور ایک ایک دینار دے دیا اس طرح چھ لاکھ دینار اکٹھے ہو گئے جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا وہ ایسا بے ہوش ہو گیا کہ اسے دروازے تک کا ہوش نہ رہا۔ مالک نے حکم دیا اپنے غلاموں کو ان کو اٹھا کر باہر نکال دو جب ان کو باہر نکالا گیا تو ان میں سے کوئی شخص اپنے گھر کی راہ نہ پہچان سکتا تھا اور نہ اپنے قریب کو پہچان سکتا تھا نہ کسی کی زبان سے کوئی حرف نکلتا تھا اور نہ کسی کی بات سن سکتا تھا۔

نکتہ:

جب مخلوق کے دیدار کا یہ حال ہے تو خالق کا دیدار کرنے والوں کا کیا حال ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت اللہ تعالیٰ پردہ اُٹھا کر مومنوں کو اپنا دیدار کرائے گا تو سب مومن اللہ کو دیکھیں گے اور دیدار کی حالت میں آٹھ لاکھ برس تک نشے، غلبہ شوق اور وصال اللہ کی تشنگی کی کثرت کے سبب آنکھیں کھولے ہوئے بے ہوش پڑے رہیں گے یہاں تک کہ حوریں چلائیں گی اور کہیں گی اے معبود اے مالک ہمارے اور ہمارے دوستوں کے درمیان جدائی کی مدت بہت ہو گئی ہے ہم ان کے انتظار میں ہیں اور تو نے ان کو ہم سے روک رکھا ہے اسی وقت اللہ تعالیٰ اپنے اور مومنوں کے درمیان پردہ ڈال دے گا اور مومنوں سے کہے گا جنت میں جاؤ مومن کہیں گے اے اللہ ہمیں ایک دو لحظہ اپنا دیدار اور کرا دے۔ اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرمائے گا مجھے اپنے جلال اور عزت کی قسم آٹھ لاکھ برس ہو گئے ہیں میں نے اپنے اور تمہارے درمیان سے پردہ اُٹھا رکھا ہے تم میری مناجات اور میری حضوری میں ہو تم میرے دیدار سے کبھی سیر نہیں ہو سکتے تم جنت کی طرف جاؤ حوریں اور غلمان تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

جب دوسرا دن ہوا تو مالک نے کہا جو حضرت یوسف علیہ السلام کا دیدار کرنا چاہے وہ دو دینار لائے اس کے بعد مالک نے مکان کا دروازہ کھول دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو زیب و زینت کے ساتھ تخت پر بٹھایا پھر مالک نے اعلان کرایا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنا چاہے وہ حاضر ہو ہر ایک شخص نے خریداری کی طمع ظاہر کی بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور ہر ایک خریدار نے اپنا کل مال پیش کیا جو فرشتہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا اس نے کہا کہ تم سب لوگ

حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدنے کے دعویٰ سے دست بردار ہو جاؤ کیونکہ یہ غلام عزیز ہے اور اس کو عزیز کے سوا اور کوئی نہیں خرید سکتا۔

مصر کے لوگ تیسرے دن حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لئے اس قدر کثیر تعداد میں جمع ہوئے کہ اس بھیڑ کی وجہ سے پچیس ہزار مرد اور عورتیں لقمہ اجل بن گئے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ خلق اور حضرت یوسف علیہ السلام کے درمیان جو حجاب تھا اسے اٹھا دیا گیا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا جس صورت پر اللہ نے ان کو پیدا کیا تھا۔حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا ان کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ متوالوں کا ایک گروہ حیرت زدہ لوگوں کا اور ایک گروہ مجنون لوگوں کا۔

زلیخا نے بھی عزیز سے اجازت لی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے جانا چاہتی ہے عزیز مصر نے زلیخا کو جانے کی اجازت دے دی زلیخا رنگا رنگ کا لباس زیب تن کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے گئی ہزار کنیزوں اور ہزار سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئی۔جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے آئی اور آپ پر نگاہ پڑی تو زور سے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گرنے والی تھی کہ اس کی کنیزوں نے اسے تھام لیا جب ہوش آیا تو ایک کنیز نے دریافت کیا آپ کا کیا حال ہے زلیخا نے کہا یہ میرا شوہر ہے میں نے اس کو خواب میں دیکھا ہے پھر زلیخا نے لونڈی سے کہا تو جا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے کان میں یہ بات کہہ دے کہ تو میرے سوا کسی کو پسند نہ کرنا میں تیرے لئے اپنے سارے خزانے خرچ کر دوں گی اور میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کنیز نے جا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے کان میں یہ سب کچھ کہہ دیا حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب میں فرمایا میں نے

بھی زلیخا کو خواب میں دیکھا ہے تو میری طرف سے جا کر زلیخا سے کہہ دے کہ تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے ہوں لیکن ہماری ملاقات بہت سے مصائب کے بعد ہوگی۔

نکتہ:

جب سینکڑوں مصیبتوں اور مشقتوں کے بغیر مخلوق نہیں مِل سکتی تو پھر خالق بغیر مشقت اور مصیبت کے کیسے مل سکتا ہے۔

عشق دی بھاہ ہڈاں دا بالن عاشق بیٹھ سکیندے ہو
گھت کے جان جگر وچہ آرا ویکھ کباب تلیندے ہو
سرگرداں پھرن ہر ویلے خون جگر دا پیندے ہو
ہوئے ہزاراں عاشق باہو پر عشق نصیب کہیندے ہو

زلیخا نے عزیز کو کہلا بھیجا یہ غلام کسی قیمت پر بھی چھوڑنا نہ چاہیے جب سوداگروں کو معلوم ہوا کہ زلیخا نے اس غلام کو خریدنے کی خواہش کی ہے تو وہ قیمت بڑھانے سے رک گئے پھر عزیز مصر نے مالک سے پوچھا کہ تم اس غلام کو کتنے میں فروخت کرنا چاہتے ہو آدمی کی شکل میں جو فرشتہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہتا تھا اس نئے مالک سے کہا تم یہ کہو کہ غلام کے ہموزن سونا اور غلام کے ہموزن چاندی، غلام کے ہموزن موتی، غلام کے ہموزن یاقوت، غلام کے ہموزن ابریشم، غلام کے ہموزن عنبر اور غلام کے ہموزن کافور تول دو۔ عزیز مصر نے کہا مجھے اس قیمت پر خریدنا منظور ہے پھر حضرت یوسف علیہ السلام کا وزن کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کا وزن ہر چیز سے زیادہ ہے حتیٰ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا وزن تمام شاہی خزانے سے زیادہ ہو گیا اور خزانے میں کوئی چیز باقی نہ رہی۔

نکتہ:

حضرت یوسف ....مخلوق تھے ان میں نور نبوت تھا تو سارے خزانوں سے وزن میں زیادہ رہے۔ اسی طرح قیامت کے دن کلمہ شہادت کا وزن تمام گناہوں سے زیادہ ہو جائے گا چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میرے ایک امتی کو ساری مخلوق کے سامنے نجات دے گا اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر ہوں گے ہر دفتر حد نگاہ تک وسیع ہو گا اللہ فرمائے گا کراماً کاتبین نے کوئی زیادتی تو نہیں کی وہ عرض کرے گا نہیں اللہ فرمائے گا تجھے کوئی عذر ہے وہ کہے گا نہیں مجھے کوئی عذر نہیں اللہ فرمائے گا تیری ایک نیکی ہمارے پاس موجود ہے اور آج تجھ پر ظلم نہ ہو گا پھر ایک کاغذ نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت لکھا ہو گا بندہ عرض کرے گا بھلا یہ کاغذ کا ٹکڑا گناہوں کے ننانوے دفتروں کے سامنے کیا کام دے گا کہا جائے گا تجھ پر کوئی ظلم نہ ہو گا وہ ننانوے دفتر گناہوں کے میزان کے ایک پلڑے میں اور وہ کاغذ دوسرے پلڑے میں ڈالا جائے گا تو کاغذ ان ننانوے دفتروں سے بھاری ہو جائے گا اور یہ بوجھ اسم اللہ کا ہو گا۔ (شعب الایمان، ج۱، ص۲۶۴۔ مسند امام احمد، ج۲، ص۲۱۳)

جب عزیز مصر نے یہ حال دیکھا تو اس نے مالک سے کہا یہ غلام اس مال کے بدلے مجھے ہبہ کر دے مالک نے فروخت کرنے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کو اصلی صورت پر کبھی دیکھا نہ تھا۔ فروخت کرتے ہی اللہ تعالیٰ نے جو پردہ مالک اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے درمیان تھا اٹھا دیا جب مالک نے مال کو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ عزیز مصر نے بہت سا مال دے دیا ہے پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو جب اصلی صورت پر دیکھا تو چیخ مار کر بے

ہوش ہو گیا۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ شاید مر گیا ہے جب ہوش آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا اے مالک تجھے کیا ہو گیا ہے۔ مالک نے کہا آج میں نے تجھے اصلی شکل میں دیکھا ہے پہلے مال کو بہت سمجھتا تھا لیکن اب اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تیرے مقابلے میں مال کی کچھ حقیقت نہیں مالک بن ذعہ نے عزیز مصر سے کہا مجھے حضرت یوسف علیہ السلام سے دو باتیں کرنے کی اجازت دی جائے ۔عزیز مصر نے کہا اجازت ہے مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ بکنے کے بعد اپنا سارا حال تجھ سے بیان کر دوں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں نے وعدہ کیا تھا لیکن اس شرط پر کہ تو کسی سے بیان نہ کرے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں وہ شخص ہوں جسے تو نے مصر میں خواب میں دیکھا تھا اور میرا نام حضرت یوسف علیہ السلام ہے اور میرا باپ حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ کا نبی ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا باپ حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کا باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے جو اللہ کا خلیل ہے یہ سنتے ہی مالک نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو کہنے لگا میں نے کتنی بُری تجارت کی ہے مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا جنہوں نے تجھے میرے ہاتھ فروخت کیا وہ کون تھے ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے بھائی تھے مالک نے کہا تیرے بھائیوں نے تجھے کیوں فروخت کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ ایک راز ہے میں ان کے بھید کو ظاہر نہ کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید لیا اور سب خزانہ خرچ کر دیا تو لشکر عزیز مصر کو خوف ہوا بغیر خزانے کے بادشاہ کیسا کیونکہ خزانہ نہ ہو تو لشکر بادشاہ کی اطاعت نہیں کرتا پھر عزیز مصر نے خزانچی سے کہا ذرا خزانہ دیکھو تو سہی۔ اس نے جا کر دیکھا تو خزانے

بھرے ہوئے نظر آئے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدنے میں خرچ ہوا وہ سب موجود پایا۔ خزانچی نے خوش ہو کر بادشاہ کو خبر دی عزیز مصر بھی حیران ہوا یہ سب کچھ حضرت یوسف علیہ السلام کی برکت تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے بازار میں ایک زرع بکتی دیکھی فروخت کرنے والے سے کہا کہ یہ زرع کس کی ہے۔ اس نے کہا یہ زرع حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے وہ اس کی قیمت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی قیمت کیا ہے اس نے کہا اکہتر درہم فروخت کرنے والے سے کہا اس کے بیچنے کی آواز لگاؤ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ برابر قیمت بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ چار سو درہم تک اس کی قیمت پہنچ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چار سو درہم دے دیئے اور زرہ بھی بیچنے والے کو واپس کر دی اور کہا کہ یہ دونوں چیزیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اس طرح ڈالدو کہ تمہیں کوئی دیکھے نہ۔ اس نے وہ زرع اور درہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان میں ڈال دیئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دونوں چیزیں اٹھالیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیان کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ چیزیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو نے یہ کام کیوں کیا۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خوب جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بغیر سخت ضرورت کے زرع نہیں بیچتے ان کو ضرور کوئی سخت حاجت ہوگی۔ اس لئے میں نے چار سو درہم دیئے اور زرع اس لئے واپس کی کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ میں کام دے گی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے اس کا بہتر بدلہ دنیا و آخرت میں عطا فرمائے گا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ گھر آئے تو دیکھا کہ وہ درہموں کی تھیلی بھی موجود ہے اور اس کے ساتھ دس تھیلیاں اور بھی ہیں اور ہر ایک تھیلی میں چار سو درہم ہیں اور ہر تھیلی پر یہ لکھا ہوا ہے۔

هٰذَا ضَرْبُ الرَّحْمٰنِ لِعُثْمَانِ ابْنِ عَفَّانٍ○

ترجمہ: یہ رحمان کا تحفہ ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے۔

(تفسیر امام غزالی، ص۱۱۲)

نکتہ:

حضرت یوسف علیہ السلام سے تین شخصوں کو طمع تھی مالک بن ذعہ کو مال کی عزیز مصر کو تعریف اور شہرت کی اور زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام کے وصال کی پس سوداگر مالک کو مال مل گیا عزیز مصر کو عزت و شہرت مل گئی اور حضرت زلیخا کو وصال ہوا۔ اسی طرح جو شخص دنیا چاہتا ہے اس کو دنیا مل جاتی ہے جو آخرت چاہتا ہے اس کو آخرت مل جاتی ہے اور جو اللہ کو چاہتا ہے اسے اللہ مل جاتا ہے۔

ہارون الرشید ہر سال اپنے غلاموں اور کنیزوں کو خلعت دیا کرتا تھا۔ ایک سال اس نے سب کو اکٹھا کیا اور دیبا کے خلعت قسم قسم اور درہم و دینار رکھے اور کہا جو شخص ان میں سے جو چیز چاہتا ہے وہ اپنا ہاتھ اس پر رکھ دے ایک کنیز کے سوا ہر ایک نے ایک ایک چیز پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اس کنیز نے ہارون الرشید پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ ہارون الرشید نے کہا یہ تو نے کیا کیا اس نے کہا آپ ہی نے تو فرمایا ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز پر اپنا ہاتھ رکھدو میری پسند آپ ہیں اس لئے میں نے آپ پر اپنا ہاتھ رکھدیا ہے۔ ہارون الرشید نے کہا اے کنیز میں اور میرا سارا

مال تیرا ہے۔ ہارون الرشید نے اس کنیز کو آزاد کر کے باقی تمام کنیزوں کو اس کے ماتحت کر دیا۔ (تفسیر امام غزالی، ص ۱۱۵)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰهُ عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ

ترجمہ: اور مصر کے جس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا اس کو تعظیم و تکریم سے ٹھہراؤ شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا اس کو ہم بیٹا بنا لیں گے۔

امام غزالی نے اس کی تفسیر میں دس اقوال نقل کیے ہیں۔

(۱) عزیز مصر نے زلیخا کا حال فراست سے جان لیا اور زلیخا کو کہا تجھے حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت ہوگئی ہے۔

(۲) عزیز مصر کو حضرت یوسف علیہ السلام کی عزت و شرافت معلوم ہوگئی اور اپنی بادشاہت میں اس سے زیادہ کسی کو ذی عزت نہ دیکھا اس لئے فرمایا اس کو اچھی طرح رکھو۔

(۳) عزیز مصر نے خواب دیکھا کوئی شخص کہہ رہا ہے یوسف علیہ السلام کو زلیخا اور زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے جدا نہ کرو کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے ہیں پس اسی سبب سے بادشاہ نے کہا اسے اچھی طرح رکھو۔

(۴) زلیخا نے بادشاہ سے کہا حضرت کو مجھ سے جدا نہ کرو میں تنہا رہ جاؤں گی اس لئے بادشاہ نے کہا یہ حضرت یوسف علیہ السلام تیرا بیٹا ہے اسے اچھی طرح رکھو۔

(۵) زلیخا نے عزیز مصر سے کہا تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری میں

سارا مال خرچ کر دیا ہے اور خود محتاج وفقیر ہو گیا ہے۔ عزیز نے کہا اسے اچھی طرح رکھو جس کا ایسا غلام ہو وہ محتاج اور فقیر نہیں ہوتا۔

(۶) عزیز مصر نے زلیخا سے کہا اس غلام کا اکرام میرا اکرام ہے کیونکہ یہ میرے نزدیک کریم اور بہت بزرگ ہے لہٰذا اس کو اچھی طرح رکھو۔

(۷) ایک مطلب یہ ہے کہ ہمارے مکانوں میں سے جو مکان بہترین ہے اس میں اس کو رکھو اور زلیخا نے اپنے دل سے بہتر کوئی جگہ نہ دیکھی لہٰذا یوسف کو دل میں جگہ دی۔

(۸) عزیز مصر کو پتہ چلا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ بصورت انسان رہتا ہے جس سے عزیز سمجھ گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ ہے ہم اس کی تعظیم کریں گے تو اللہ ہم سے راضی ہو جائے گا۔

(۹) اسے اچھی طرح رکھو کہ یہ کریم ہے اور ہم بھی کریم ہیں اور کریم کے سوا کوئی کریم کی قدر نہیں جانتا۔

(۱۰) بادشاہ نے کہا اس کو اچھی طرح رکھو کہ اس کے علاوہ ہمارا کوئی قائم مقام نہیں چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کی جگہ بیٹھے۔

زلیخا نے سال کے تین سو ساٹھ دنوں کی تعداد کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے مختلف اقسام کے جوڑے تیار کرائے اور ہر روز ایک بہترین لباس سے آپ کو مزین کرتی تھی۔

نکتہ:

زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مال و دولت کے عوض خرید کر دوست

بنایا پھر قید خانے بھیجا اور جب قید خانے سے حضرت یوسف علیہ السلام کو نکالا تو مصر کی بادشاہت دی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مومنوں کوخریدا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ○

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔

اور اللہ نے مومنوں کو دوست بنایا پھر دنیا کے قید خانے میں قید کیا۔ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔ پھر اس قید خانے سے نکال کر ان کو جنت کی بادشاہت عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا○

ترجمہ: بے شک جو ایمان والے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان کی مہمانی جنت الفردوس میں ہوگی جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ○ اللہ اپنے کام پر غالب ہے۔

چند مثالیں:

(۱) حضرت آدم علیہ السلام نے چاہا کہ جنت میں رہیں اللہ نے چاہا کہ زمین پر جائیں وہی ہوا جو اللہ نے چاہا۔

(۲) شیطان نے چاہا کہ نیکوں کا سردار ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ کافروں اور بدکاروں کا سردار ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہی ہوا۔

(۳) قابیل نے چاہا کہ وہ آدم کی اولاد میں سب سے زیادہ شریف اور بہتر

ہو جائے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ سب سے بدتر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ غالب رہا۔

(۴) قوم نوح نے چاہا کہ حضرت نوح علیہ السلام سب سے زیادہ ذلیل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ سب سے معزز ہو، اللہ تعالیٰ کا چاہا پورا ہوا۔

(۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ آذر اسلام قبول کر لے، اللہ پاک نے نہ چاہا آخر تقدیر غالب رہی۔

(۶) حضرت داوٗد علیہ السلام نے چاہا کہ ان کا بیٹا میثا یوم نبی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہو، مقدر کا لکھا غالب رہا۔

(۷) ابوجہل نے چاہا کہ ولید بن مغیرہ نبی ہو اللہ پاک نے چاہا کہ ختم نبوت کا تاج حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر پر سجائے، اللہ پاک کی مرضی پوری ہوئی۔

(۸) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں کی تہ میں رہے۔ اللہ پاک نے چاہا وہ مصر کا بادشاہ بن جائے، آخر وہی ہوا جو اللہ پاک نے چاہا۔

(۹) بھائیوں نے چاہا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا قتل نہ کریں۔ اللہ پاک کا چاہا پورا ہوا۔

(۱۰) بھائیوں نے چاہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہ محبت حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں دن بدن زیادہ ہو، اللہ پاک کی مرضی پوری ہو کر رہی۔

(۱۱) بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیچا کہ ہمیشہ غلام رہے۔ اللہ پاک

نے چاہا کہ وہ حاکم بن جائے آخر کار اللہ پاک کا چاہا پورا ہوا۔

(۱۲) حضرت یعقوب علیہ السلام نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھائیوں سے خواب بیان نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا بیان کریں، اللہ پاک کا چاہا پورا ہوا۔

(۱۳) حضرت یعقوب علیہ السلام نے چاہا کہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام سے دوستی کریں، اللہ پاک نے چاہا دشمنی کریں، اللہ پاک کی مرضی پوری ہو کر رہی۔

(۱۴) زلیخا نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو فسق فجور میں مبتلا کر دے اور حق تعالیٰ نے چاہا کہ پاک رہیں، اللہ تعالیٰ کا چاہا پورا ہوا۔

(۱۵) زلیخا نے چاہا کہ اپنے خاوند کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگائے حق تعالیٰ نے چاہا کہ تہمت سے بری رہیں، اللہ پاک کا ارادہ غالب رہا۔

(۱۶) حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ قید خانے سے جلد چھٹکارا حاصل کر لیں اس لئے انہوں نے ساقی سے فرمایا اپنے بادشاہ سے میرا بھی ذکر کرنا لیکن اللہ پاک نے چاہا کہ وہ ساقی سے التجا نہ کریں بلکہ اللہ پر توکل کریں۔ آخر کار اللہ پاک کا چاہا پورا ہوا اور کچھ مدت اور قید خانے میں رہے۔

(۱۷) بھائیوں نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو باپ کی نظروں سے غائب کر دیں اور خود وہ باپ کے منظور نظر بن جائیں۔ اللہ پاک نے چاہا کہ تمام باپ کی نظروں سے محروم ہو جائیں ان کی قوت بینائی ختم ہو گئی کہ نہ نظر ہو گی اور نہ کوئی منظور نظر ہو گا۔ اللہ پاک کا چاہا پورا ہو کر رہا۔

حضرت زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام سے اتنی شدید محبت ہو گئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا باقی ہر چیز سے توجہ ہٹ گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ذکر کے

سوا اور کوئی بات نہ سنتی اور اس کے سوا اور کسی چیز کو نہ پہچانتی۔ کھانا پینا سونا سب کچھ بھول گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بغیر کسی اور چیز کا ذکر نہ کرتی جب فصد کھلواتی تو خون کے ہر قطرے سے یوسف علیہ السلام کی آواز آتی جب آسمان کی طرف رات کو دیکھتی تو تاروں پر حضرت یوسف علیہ السلام کا نام لکھا دیکھتی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں دیوانی ہوگئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں حیران تھی اور عقل جاتی رہی۔

عشق رہیا وچہ لکھاں آتش پکھ پکھ لاٹاں مارے
عشق لوکایاں لکدا ناہیں آخر جوش کھلارے
جھولی پا انگار محمد کوئی بجھا نہ سکے
عشقاں مشکاں تے دریاواں کون چھپائے ڈھکے

حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری نے اپنے ایک مرید کو حکم دیا کہ تمام دن اللہ اللہ کرو اس کے بعد تین روز تک یہی ورد رکھے تا کہ ذکر کا عادی ہو جائے۔ پھر فرمایا اب جس طرح دن اللہ اللہ میں گزارا ہے راتیں بھی اسی طرح گزارے۔ مرید حسب حکم کرتا رہا، غرضیکہ مرید کا یہ حال ہو گیا کہ اگر اپنے آپ کو خواب میں دیکھتا تو یہی ذکر کرتا پاتا۔ یہاں تک کہ وہ ذکر مرید کی عادت ثانیہ بن گیا۔ اب حکم ہوا کہ ذکر لسانی کو چھوڑ ذکر قلبی کیا کر چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا حتیٰ کہ وہ ذکر اتنا غالب آ گیا کہ ایک روز وہ اپنے گھر میں تھا کہ ہوا سے لکڑی گری اور اس کا سر پھوڑ دیا خون کے جو قطرات زمین پر گرے ان سے بھی اللہ اللہ لکھا گیا۔ (کشف المحجوب، ص۳۶۳)

بہائے خون گر تو عاشقوں کا
تو ہر قطرے سے نکلے لفظ اللہ

زلیخا نے بڑے بڑے انجینئروں کو بلایا اور کہا میں ایک ایسا مکان بنوانا چاہتی ہوں کہ اگر یوسف مشرق میں ہو تو میں اسے مغرب میں دیکھوں اور اگر وہ مغرب میں ہو تو میں اسے مشرق میں دیکھوں۔ اگر اوپر ہو تو میں اسے نیچے دیکھوں اور اگر وہ نیچے ہو تو میں اسے اوپر دیکھوں۔ انہوں نے کہا کہ ایسا مکان تو شیشے سے تعمیر ہوسکتا ہے چنانچہ انہوں نے زلیخا کے کہنے سے ایک خوبصورت مکان تعمیر کیا۔

زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو اس مکان میں لے گئی اور بُرے ارادے کا اظہار کیا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ○

ترجمہ: اور وہ جس عورت کے گھر میں تھے اس نے ان کو اپنی طرف راغب کیا اور اس نے دروازے بند کر کے کہا جلدی آؤ یوسف نے کہا اللہ کی پناہ وہ میری پرورش کرنے والا ہے اس نے مجھے عزت سے جگہ دی بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام حضرت زلیخا سے عاجز ہو تو انہوں نے اللہ کی پناہ مانگی فرمایا ''معاذ اللہ''۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد رسی فرمائی اور ان کو عزت و سلامتی کے ساتھ اس مکان سے باہر لایا۔ اس میں بندہ مومن کے لئے درس ہے کہ اگر وہ کسی بلا میں گرفتار ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے۔ وہ اس کی فریاد کو ضرور پہنچے گا۔ اس بلا سے نجات دے گا اور اپنی عطا سے مشرف فرمائے گا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام بلائے قوم سے عاجز ہوئے تو اللہ سے پناہ مانگی۔ رَبِّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ۔ اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ پاک نے پناہ دی اور خلعت سلامتی اور برکات کرامت سے سرفراز فرمایا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم

علیہ السلام بلائے نمرود میں گرفتار ہوئے۔ اللہ پاک سے پناہ مانگی۔ اَعُوْذُ بِالَّذِیْ خَلَقَنِیْ ○ اس کی پناہ جس نے مجھے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سلامتی کی خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اسی طرح بندہ مومن ہر روز پانچ مرتبہ نماز میں کہتا ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ حق تعالیٰ اس کو بھی خلعت رضا عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ اللہ ان سے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

اللہ پاک فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ○

ترجمہ: اس عورت نے ان (سے گناہ) کا ارادہ کر لیا اور انہوں نے (اس سے بچنے کا) قصد کیا اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے (تو گناہ میں مبتلا ہو جاتے)۔

جب زلیخا نے دست درازی کا ارادہ کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ دیوار میں سے ایک شخص نکلا اور اس نے لکھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً۔

ترجمہ: زنا کے قریب نہ جانا یہ بے حیائی کا کام ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس طرف سے منہ پھیر لیا اور دوسری دیوار کی طرف دیکھا وہاں قلم سے لکھا دیکھا۔

وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ۔

ترجمہ: اور تم پر دو محافظ فرشتے کراماً کاتبین ہیں۔

آپ علیہ السلام نے اس طرف سے بھی منہ پھیرا اور تیسری دیوار کو دیکھا وہاں لکھا پایا۔

یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ۔

ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور دل کے پوشیدہ راز کو۔

آپ علیہ السلام نے اس طرف سے بھی اپنا رُخ موڑا اور چوتھی دیوار کو دیکھا وہاں یہ لکھا ہوا پایا۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ۔

ترجمہ: ہر جان اپنے کیے میں گرفتار ہے۔

آپ زمین کی طرف جھک گئے۔ وہاں لکھا ہوا دیکھا۔

اِنَّنِیْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰى۔

ترجمہ: میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سنتا بھی ہوں اور دیکھتا بھی ہوں۔

آپ علیہ السلام نے چھت کی طرف دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت میں پایا جو اپنی انگلیوں کو حیرت سے چبا رہے ہیں۔

(خیر الموانس، ج ۱، ص ۱۹۷)

نظر پیا یعقوب پیغمبر منہ وچہ انگلی پائی
نال دھائیاں منع کریندا روندا نال جدائی
منع کیتا سی خواب نہ دسیں اے فرزندا تینوں
ایسے کارن پئی جدائی پھیر نہ ملیوں مینوں

حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت زلیخا سے دامن بچا کر وہاں سے دوڑے۔ زلیخا بھی پیچھے دوڑی اس نے پیچھے سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پکڑ لی وہ پھٹ گئی۔ دروازے پر زلیخا کا خاوند مل گیا۔ زلیخا نے اپنا کردار چھپانے کے لئے اپنے خاوند سے کہا جو تمہاری اہلیہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اس کو قید کر دینا چاہیے یا دردناک عذاب دیا جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اس عورت نے مجھے اپنی طرف راغب کیا ہے۔ پھر زلیخا کے خاندان کے ایک شیرخوار بچے

نے گواہی دی کہ ان کا قمیص دیکھ لو اگر آ گے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اگر پیچھے سے پھٹا ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام سچا ہے۔ دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹا تھا۔ زلیخا کے خاوند نے کہا۔ اے عورتو! تمہارا مکر بڑا عظیم ہے اے زلیخا یہ تمہارا گناہ ہے تم گناہ سے معافی مانگو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی:

اس واقعہ میں جو لوگ مبتلا ہیں وہ چار ہیں خود حضرت یوسف علیہ السلام، زلیخا اور اس کا خاوند اور گواہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي۔ یہ عورت مجھے بہکا رہی ہے۔

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ۔

ترجمہ: اے میرے رب جس کام کی طرف مجھے یہ عورت دعوت دے رہی ہے اس سے بہتر ہے کہ میں قید میں رہوں۔

زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تہمت سے برأت اس طرح بیان کی۔

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ۔

ترجمہ: بے شک میں نے اس کو بہکایا اس نے اپنے آپ کو بچا لیا۔

ایک اور جگہ ہے۔

اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔

ترجمہ: میں نے ہی اس کو بہکایا بے شک وہ سچوں میں سے ہے۔

اور عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت اس طرح بیان فرمائی:

قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ○

ترجمہ: اس نے کہا بے شک تم عورتوں کی گہری سازش ہے اور یقیناً تمہاری سازش بہت بڑی ہے۔ اے حضرت یوسف علیہ السلام تم اس عورت سے درگزر کرو اور اے عورت تم اپنے جرم کی معافی طلب کرو بے شک تم خطا کاروں میں سے ہو۔

اور گواہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت اس طرح بیان کی۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔

ترجمہ: اور اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے گواہی دی اگر ان کا کُرتا آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے اور اگر کُرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو اس عورت نے جھوٹ بولا اور وہ سچوں میں سے ہے۔

اور جب کُرتا دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹا تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت اور برأت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بن گئے تو ایک روز حضرت جبریل امین علیہ السلام کے ساتھ تخت پر بیٹھے تھے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے دریچے میں سے دیکھا کہ ایک شخص لکڑی فروش راہ عامہ سے گزر رہا ہے اس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا ہے اور بڑی تکلیف کا سامنا کر رہا ہے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ اس لکڑہارے کو پہچانتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام فرمانے لگے نہیں۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے کہا یہ وہی ہے جس نے آپ کی برأت کے لئے گواہی دی تھی۔ اس وقت اس کی عمر تین ماہ کی تھی اس نے آپ کو زلیخا کے مکر سے بچایا تھا۔ اب آپ اس کو بھول گئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو بلایا اور اپنا مقرب بنا کر اپنے خزانوں کا

مالک بنا دیا۔ (فیضان قادریہ، ص۲۷۳)

اے دوست جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی گواہی دی وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقرب بن گیا۔ اس کو تمام خزانوں کا مالک بنا دیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دن میں پانچ دفعہ نماز میں اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ وہ بھی اپنے بندوں پر کرم فرمائے گا اور اس پنجوقتہ گواہی کے بدلے جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا اور مومن کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا کیونکہ اس نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مومنوں پر رحم کرنے والا ہے۔

حضرت یوسف کی صداقت کے دلائل:

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام بظاہر عزیز مصر کے پروردہ غلام تھے اور جو شخص پروردہ غلام ہو اس کا اپنے مالک پر اس حد تک تسلط اور تصرف نہیں ہوتا کہ وہ اس کی عزت وناموس پر حملہ کرنے کی جرأت کرے۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا کے آگے لگ کر دوڑنا اور زلیخا کا آپ علیہ السلام کا تعاقب کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس سے جان چھڑانا چاہتے تھے۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام اس عورت کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے ہوتے تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا وہ عورت بھاگ رہی ہوتی اور حضرت یوسف علیہ السلام اس کا پیچھا کر رہے ہوتے۔

(۳) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس عورت کا خاوند نامرد تھا۔ عورت کے قابل نہ تھا

اور اس عورت میں طلب شہوت کے آثار بھرپور تھے لہٰذا اس فتنہ کی نسبت اس عورت کی طرف کرنا زیادہ مناسب ہے چونکہ یہ تمام قرائن حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت پر دلالت کرتے تھے اور اس عورت کو مجرم ثابت کرتے تھے۔ اس لئے عزیز مصر نے توقف کیا اور سکوت اختیار کیا کیونکہ اس نے جان لیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور یہ عورت جھوٹی ہے۔

(۴) عزیز مصر نے جان لیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام صداقت اور شرافت کا پیکر ہیں کیونکہ آپ ایک مدت تک اس کے گھر میں رہے اس نے آپ میں کوئی غیر شائستہ اور نازیبا حرکت نہیں دیکھی تھی اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی کی واضح شہادت تھی۔

(۵) ایک شیر خوار بچے کی گواہی بھی آپ کی صداقت کی ایک عظیم دلیل تھی اس لئے کہ شیر خوار بچہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔

(۶) زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو جب بہکانے لگی تو اس نے اپنے مکان کے ساتوں کمروں کو تالے لگا دیئے تھے اور دروازے بند کر دیئے تھے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے تو آپ نے اللہ سے دعا کی اے اللہ مجھے اس سے بچا اور اس گناہ سے بچنے کے لئے جو کچھ میں کر سکتا ہوں اور جو میری قدرت میں ہے وہ میں کرتا ہوں اور جو میں نہیں کر سکتا وہ تو کر دے یعنی میرا کام بھاگنا ہے اور تالے دروازے کھولنا تیرا کام ہے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دوڑنا شروع کیا تو تالے اور دروازے کھلتے چلے گئے۔ تالوں اور دروازوں کا کھلنا قدرت خداوندی سے تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کی حمایت میں تھی۔ کیونکہ اللہ سچوں کا ساتھ دیتا

ہے لہٰذا یہ بھی آپ کی صداقت کی بین دلیل تھی۔

عبدالواحد بن زید نے کہا کہ میں نے ایک غلام خریدا اس شرط پر کہ وہ رات کو میری خدمت نہ کرے جب رات ہوئی تو میں نے اسے مکان میں بہت ڈھونڈا لیکن نہ پایا حالانکہ سارے دروازے بند تھے جب صبح ہوئی تو میں نے اسے مکان میں دیکھا اور اس نے مجھے سلام کیا اور ایک درہم دیا جس پر سورہ اخلاص لکھی تھی۔ میں نے اس سے کہا تیرے پاس یہ کہاں سے آیا اس نے کہا اے میرے سردار میرے ذمہ یہ ہے کہ میں ہر روز ایک درہم آپ کو دوں اور آپ کے ذمے یہ ہے کہ رات میں آپ مجھ سے کام نہ لیں۔ وہ ہر روز رات کو غائب ہو جاتا چند روز بعد کچھ ہمسائے آئے اور انہوں نے کہا اے عبدالواحد تیرا یہ غلام کفن چور ہے تو اسے فروخت کر دے۔

عبدالواحد کہتا ہے یہ بات سن کر مجھے بہت دُکھ ہوا اور میں تے ان سے کہا کہ آپ لوگ اس وقت واپس چلے جائیں۔ میں آج رات خود اس کی نگہبانی کروں گا اور اس کا حال دیکھوں گا۔ تھوڑی رات گزرنے پر وہ غلام باہر جانے کے لئے کھڑا ہوا اور دروازہ بند تھا۔ اس نے اس کی طرف اشارہ کیا اور ہاتھ بالکل نہ لگایا وہ دروازہ اسی وقت کھل گیا۔ پھر دوسرے دروازے کا ارادہ کیا اُس کی طرف بھی اشارہ کیا وہ بھی کھل گیا اور میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے بھی اس کا تعاقب کیا میں نے اس کے پیچھے پانچ ہی قدم رکھے تھے کہ وہ ایسی زمین میں پہنچ گیا کہ میں اس کو پہچانتا نہ تھا۔ وہ ایک چکنے پتھر کے پاس کھڑا ہوا جو کپڑے پہنے تھے ان کو اتارا اور ایک کملی پہن لی اور صبح تک نماز پڑھتا رہا پھر دعا کے لئے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہا اے اللہ چھوٹے مالک کی مزدوری دے اسی وقت ہوا سے ایک درہم آپڑا اور غلام نے اس کو لے کر جیب میں رکھ لیا۔

عبدالواحد کہتا ہے میں اس کے اس حال سے بہت حیران ہوا اور میں کھڑا ہوا اور وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور جو غلام کے بارے میں میرے دل میں بدگمانی پیدا ہوئی تھی اس سے میں نے اللہ سے بخشش مانگی اور میں نے اس غلام کو آزاد کرنے کا پکا ارادہ کر لیا۔ اتنے میں وہ غلام مجھ سے غائب ہو گیا میں شام تک برابر چلتا رہا مگر کوئی آبادی نہ آئی پھر میں واپس ہو کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ میں اس زمین سے بالکل ناواقف تھا۔ اچانک ایک سوار میرے پاس آیا اور اس نے کہا اے عبدالواحد یہاں کیسے بیٹھے ہو اور تجھے اس جگہ کون لایا ہے۔ میں نے اپنا پورا حال بیان کیا۔ سوار نے کہا تو جانتا ہے کہ تیرا مکان یہاں سے کتنی دور ہے میں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ سوار نے کہا تیز رفتار شتر سوار کی دو سال کی راہ ہے۔ تو اسی جگہ رہ آج رات تیرا وہ غلام پھر آئے گا اور تجھے تیرے مکان میں پہنچا دے گا۔

عبدالواحد نے کہا میں ایک چشمے کے کنارے بیٹھا رہا اور شام تک بیٹھا رہا۔ رات ہوتے ہی غلام میرے پاس آیا اور اس کے ساتھ ایک طباق تھا اس میں بہت سا کھانا تھا۔ غلام نے آ کے مجھے سلام کیا اور وہ کھانا میرے سامنے رکھ دیا اور کہا اے مالک کھانا کھا لو میں بہت بھوکا تھا میں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا پھر وہ غلام صبح تک نماز پڑھتا رہا اور دعا کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر کہا اے مالک آئندہ پھر کبھی بدگمانی نہ کرنا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کے میرے ساتھ چلنے لگا میں نے اس کے پیچھے دو تین قدم رکھے تھے کہ اس نے مجھ سے کہا اے مالک کیا تو نے میرے آزاد کرنے کا پکا ارادہ نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا ہاں اس نے کہا مجھے آزاد بھی کر دو اور مجھ سے قیمت بھی لے لو اور تجھے آزاد کرنے کا ثواب بھی ہو گا۔ اس نے ایک پتھر اُٹھا کر مجھے دیا اور میں نے اسے آزاد کر دیا وہ پتھر اسی وقت

سونے کا ہو گیا اور وہ غلام مجھ سے غائب ہو گیا۔

مجھے معلوم نہیں کہ وہ کدھر چلا گیا میں اپنے گھر حیران ہو کر واپس آ گیا جن لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تیرا غلام کفن چور ہے وہ سب لوگ میرے پاس آئے اور پوچھا تو نے غلام کفن چور کے ساتھ کیا کیا۔ میں نے ان سے کہا وہ کفن چور نہ تھا وہ تو صاحب نور تھا۔ لوگوں نے کہا یہ کیونکر؟ میں نے ان سے سارا واقعہ بیان کر دیا وہ سب کے سب رونے لگے اور اپنے کیئے سے توبہ کرنے لگے وہ سب حیران ہو کر واپس چلے گئے۔ (تفسیر امام غزالی، ص ۱۰۵)

ہر مشکل دی کنجی یارو ایناں ہتھ مرداں دے آئی
مرد نگاہ کرے اک واری تے مشکل روے نہ کائی

مرد ملے تے مرض نہ چھوڑے روگن دے گن کردا
کامل لوگ محمد بخشا لعل بنون پتھر دا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے معراج کی رات حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور ان کو (لوگوں کا) نصف حسن عطا کیا گیا تھا۔

(مسلم شریف، ص ۲۵۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ کو نصف حسن عطا کیا گیا۔ (المستدرک، ج ۲، ص ۵۷۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ بجلی کی طرح چمکتا تھا اور جب کوئی عورت ان کے پاس سے گزرتی تو آپ اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیتے تھے کہ کہیں یہ عورت فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے۔

(درمنثور، ج ۴، ص ۵۳۲)

جب حضرت یوسف علیہ السلام گلیوں میں چلتے تو ان کا چہرہ دیواروں پر اس

طرح چمکتا تھا جس طرح سورج دیواروں پر چمکتا ہے۔ (درمنشور، ج ۴، ص ۵۳۲)

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی لوگوں پر اس طرح فضیلت تھی جس طرح چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر فضیلت ہوتی ہے۔ (درمنشور، ج ۴، ص ۵۳۲)

جب مصر کی عورتوں کو پتہ چلا کہ زلیخا ایسے حسن و جمال کے پیکر کی محبت میں گرفتار ہے تو انہوں نے خود بھی حسن یوسف کو دیکھنا چاہا اور اس کا بہانہ یہ بنایا کہ انہوں نے زلیخا پر اعتراض کیا اور نکتہ چینی کی کہ زلیخا اپنے زرخرید غلام کی محبت میں گرفتار ہے۔ منشا یہ تھا کہ جب زلیخا اس تنقید کو سنے گی تو وہ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کا رُخ زیبا دکھادے گی تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ زلیخا معذور ہے کہ وہ جس کی محبت میں گرفتار ہے وہ حسن و جمال کے شہنشاہ ہیں اور اس کی مثال حدیث میں یہ ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے ایام میں فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی امامت کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رونے کا غلبہ ہو گا اور وہ لوگوں کو اپنی قرأت نہ سنا سکیں گے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بات کہو۔ انہوں نے بھی یہی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو تم یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتوں کی طرح ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (بخاری، مسلم، نسائی، سنن کبریٰ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا منشا یہ تھا اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مرتبہ حکم دینے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنا دیا تو بعد میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بیماری کی حالت میں دیا ہے یا اتفاقاً کہہ دیا ہے یا سہو یا غفلت کی حالت میں کہہ دیا ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کسی اور کی طرف دلائی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حکم دے دیتے لیکن جب آپ کی توجہ دو بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دلائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنانے کے لئے ارشاد فرمایا جس سے بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم کسی غفلت یا سہو وغیرہ سے نہیں دیا بلکہ پوری توجہ حاضر دماغی اور بیداری ذہن سے دیا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتوں کی طرح ہو یعنی بظاہر وہ عزیز مصر کی بیوی پر نکتہ چینی کر رہی تھیں اور درحقیقت ان کا منشا یہ تھا کہ وہ حسنِ یوسف کو دیکھ لیں۔ اسی طرح تم بظاہر یہ کہہ رہی ہو کہ کسی اور کو امام بنایا جائے اور درحقیقت تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کو مؤکد اور پختہ کرنا چاہتی ہو۔

زلیخا نے اعتراض کرنے والی تمام عورتوں کی دعوت کا انتظام کیا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک معین جگہ پر بٹھایا اور پھل کاٹنے کے لئے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھری دی پھر اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہایت سفید لباس میں ملبوس کیا کیونکہ سفید لباس سے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا جس وقت وہ عورتیں پھل کاٹ رہی ہوں اس وقت ان کے سامنے آ جانا چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت ان کے سامنے آ گئے۔ ان کی عقلیں مغلوب ہو گئیں۔ انہوں نے ان چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور بالکل پتہ نہ چلا کہ وہ کیا کر رہی ہیں۔ ان کو ذرا بھی درد محسوس نہ ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد ان کو درد محسوس ہوا۔ پھر زلیخا نے ان سے کہا کہ تم نے ایک لمحہ کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو تمہارا

یہ حال ہو گیا تو سوچو جو دن رات حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہتی ہو اس کا کیا حال ہوگا۔ بے ساختہ ان عورتوں نے کہا یہ بشر نہیں یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ قرآن رطب اللسان ہے۔

فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ○

ترجمہ: ان عورتوں نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو بہت عظیم جانا اور انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا سبحان اللہ یہ بشر نہیں ہے یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔

بے خودیاں وچہ کرن پکاراں جان جناں کچھ باقی
قسم اللہ دی ایہہ خاکی ناہیں ایہہ کوئی ملک افلاکی

ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فرشتہ کہا اس لئے کہ:

(۱) ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ غیر معمولی حسن کے مالک ہیں۔ اس لئے کہ عام لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ فرشتوں سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں لہٰذا انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کی وجہ سے فرشتہ کہا۔

(۲) فرشتوں میں شہوت اور غضب کا مادہ نہیں ان کی غذا صرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے۔ پھر جب ان عورتوں نے دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کسی عورت کے چہرے کی طرف نہیں دیکھا حالانکہ جب کوئی عام آدمی عورتوں کے پاس سے گزرے تو ان کی طرف ضرور نظر ڈالتا ہے۔ تو انہوں نے کہا یہ بشر نہیں ہے یہ کوئی معزز فرشتہ ہے۔ مطلب یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام میں ہم نے کوئی شہوت کا اثر نہیں دیکھا۔ ان میں بشریت اور انسانیت کا کوئی تقاضا نہیں یہ انسان اور بشر کی تمام سفلی صفات سے منزہ ہے۔ انہیں دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ انسانیت کے پیکر میں

یہ کوئی فرشتہ ہے۔

(۳) ان عورتوں نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو کہا زلیخا نے جو حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگائی ہے یہ تہمت سے بہت دور ہیں یہ تو گناہوں سے بری ہونے میں فرشتوں کی طرح معصوم ہیں یہ کوئی بشر نہیں جن کے متعلق ایسی بدگمانی کی جائے۔

ان عورتوں نے زلیخا کے بارے میں کہا۔ اِنَّا لَنَرٰهَا فِی ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ○ ہم اسے کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں کیونکہ محبت کی شدت کا یہ اثر تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت زلیخا کے تمام بدن میں سرایت کر گئی تھی۔ گوشت ہڈیاں اور رگیں تک متاثر تھیں۔ یہاں پر امام غزالی نے بڑی مفید بحث کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

معیار محبت:

جسے کسی سے محبت ہو جاتی ہے وہ چار کام کرتا ہے۔ اسے راضی رکھنا چاہتا ہے اس کی جان کی قسم کھاتا ہے اس کے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اس لئے وہ آپ کی رضا چاہتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

(۱) وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی○

ترجمہ: اور عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

فترضیٰ نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

(۲) آپ کی جان کی قسم کھائی اللہ فرماتا ہے۔

لِعُمْرِكَ اِنَّهُمْ فِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ○

ترجمہ: تری جان کی قسم وہ اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔

والعصر تیرے زماں کی قسم ولعمرک ہے تیری جاں کی قسم
والبلد ہے تیرے مکاں کی قسم تیرے رہنے کی جا کا کیا کہنا

(۳) اور آپ کے دوستوں سے اللہ نے محبت کی اللہ فرماتا ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ○

ترجمہ: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں سے دشمنی کی اللہ فرماتا ہے۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا○

تحقیق اللہ تعالیٰ تیرا چہرہ آسمان کی طرف اُٹھتا دیکھتا ہے ہم تجھے اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے۔ جس طرف تیری مرضی ہو گی۔

یہود مدینہ نے طعنہ دیا کہ اگر ہمارا قبلہ بیت المقدس نہ ہوتا تو مسلمانوں کی نماز درست نہ ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا تھی کہ ہمارا قبلہ کعبہ بن جائے۔ اللہ پاک نے یہودیوں کو جلانے کے لئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے آپ کا قبلہ کعبہ مقرر کر دیا۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ محبت کی چار نشانیاں ہیں۔ مفلسی، آہ بھرنا، انس اور پیار کرنا اور وسواس اب ان چاروں کی تشریح سماعت فرمائیں۔

مفلسی:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ہم دونوں کو خلیل

کے پاس جانے کی اجازت دی جائے تا کہ ہم دیکھیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں دوستوں کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی موجود ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دوستوں کی نشانی کیا ہے۔ انہوں نے کہا جو کچھ مشقت سے حاصل کیا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کر دینا۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو اجازت دے دی وہ دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بکریوں کے ریوڑ میں کھڑے تھے اور ان کے پاس چار ہزار کُتے تھے جو بکریوں کی حفاظت کرتے تھے ہر کُتے کی گردن میں سونے کا پٹا پڑا ہوا تھا۔ دونوں فرشتوں نے کہا دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کُتے ہیں۔ دونوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب کھڑے ہو کر خوش آوازی سے کہا ''سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح'' حضرت ابراہیم علیہ السلام سنتے ہی وجد میں آ گئے اور دونوں سے پوچھا تم دونوں کون ہو انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہیں اپنے رب کی قسم ایک دفعہ یہ کلمات اور کہو یہ بکریوں کے سب ریوڑ اور اپنا سارا مال تمہیں دے دوں گا اور میں خود تمہارا غلام بن کر تمہاری بکریاں چرایا کروں گا۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا بیشک یہ اللہ کے خلیل ہیں اور دونوں نے اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ظاہر کر دیا اور کہا اللہ آپ کے مال و اولاد میں برکت دے میں جبرئیل علیہ السلام ہوں اور یہ میرا بھائی میکائیل علیہ السلام ہے۔

انس اور پیار:

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی طرف جا رہے تھے۔ راستے میں ایک شخص کھڑا دیکھا جب اس کے قریب سے گزرے تو اس نے پوچھا۔ اے اللہ

کے نبی آپ کہاں جا رہے ہیں فرمایا رب کی مناجات کے لئے اس نے کہا مجھے بھی آپ سے ایک کام ہے۔ میری طرف سے رب سے کہیے کہ مجھے ذرے کے برابر محبت دے دے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کرنے لگے تو مناجات کی لذت کے سبب اس آدمی کا پیغام بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! تو میرے بندے کا پیغام بھول گیا ہے۔ عرض کی الٰہی تو اس کے پیغام کو خوب جانتا ہے۔ فرمایا میں جانتا ہوں۔ پیغام ایک امانت ہوتا ہے اس کا نہ پہنچانا خیانت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیغام پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام میں نے اسی وقت اس کو اپنی محبت دے دی تھی جس وقت اس نے پیام تجھے دیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو تلاش کیا کہیں نہ پایا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی وہ حاجتمند کہاں چلا گیا فرمایا تیری وجہ سے وہ بھاگ گیا ہے کیونکہ جس کو مجھ سے محبت ہوتی ہے وہ کسی کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ ہم سے ہی محبت کرتا ہے۔ اگر تو اس کو دیکھنا چاہتا ہے تو اس جنگل کی طرف چلا جا وہ اس جنگل میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ اس شخص کو شیر نے پھاڑ ڈالا عرض کی یا اللہ یہ کیا بات ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ دنیا میں اپنے دوستوں کے ساتھ یہی کرتا ہوں تو اس شخص کا درجہ آخرت میں دیکھ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سر اُٹھا کر دیکھا تو سرخ یاقوت کا ایک قبہ دیکھا فرمایا یہ قبہ اس آدمی کے لئے ہے اور مجھے اس سے محبت ہے۔

آہ بھرنا:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے ایک دن بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کے مکان پر تشریف لے گئے دیکھا کہ ان کے مکان کی چھت سوختہ

اور سیاہ ہو گئی ہے۔ گھر والوں سے چھت کے جلنے کا سبب پوچھا محرمان راز نے بتایا کہ کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایک ایسی آہ پر درد دل سے نکالتے تھے جس کی حرارت سے یہ چھت جل گئی ہے۔ اللہ اکبر کیا عشق کی آگ تھی جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے سینے میں چھپائے ہوئے تھے۔

عشق ماہی دے لایاں اگیں ایناں لگیاں کون بجھاوے ہُو
میں کی جاناں ذات عشق دی جیہڑا در در چا جھکاوے ہُو
ناں خود سوویں نہ سوون دیوے ہتھوں ستیاں آن جگاوے ہُو
میں قربان تنہاں تو حضرت باہو جیہڑا وچھڑے یار ملاوے ہُو

وسواس:

عطا عسکری نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار ہزار افراد کا ایک لشکر فارس کی طرف بھیجا ہمارے ہتھیار اس قلعے میں کام نہ دیتے تھے اس قلعہ میں مجوسی لوگ تھے جن کی بادشاہ ایک خوبصورت عورت تھی۔ اس عورت نے قلعے کی فصیل کے اوپر سے جھانک کر ہمارے لشکر کے ایک نوجوان کو دیکھا جو بڑا خوبصورت تھا اور ایک گھوڑے پر سوار تھا اور دشمن کا کوئی آدمی اس کے سامنے ٹھہرتا نہیں۔ جب اس عورت کی نگاہ اس خوبصورت نوجوان پر پڑی تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ میرا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کی کنیز نے جب اس کی کیفیت دیکھی تو پوچھا آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا تو تھوڑی دیر بعد دیکھ لے گی کہ ہمارا قلعہ فتح ہو گیا ہے۔ اس نے اس نوجوان کے پاس قاصد بھیجا کہ کوئی صورت ہو سکتی ہے کہ میں تجھ تک پہنچ سکوں اور تو میرا ہو جائے۔ نوجوان نے کہا ہاں دو شرطوں کے ساتھ پہلی شرط یہ ہے کہ بیرونی قلعہ ہمارے حوالے کر دے اور دوسری شرط یہ ہے کہ اندرونی قلعہ

اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ اس کی وحدانیت کا اقرار کر لے۔ اس عورت نے کہلا بھیجا اپنا لشکر لے کر آ جاؤ ہم نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ جوان لشکر سمیت قلعہ میں داخل ہوا اور اس عورت کو دعوت اسلام دی اس نے کہا کہ میں بادشاہ ہوں تمہارے کسی بڑے آدمی کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گی۔ انہوں نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ اس عورت نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا آپ سے بھی کوئی بڑا ہے فرمایا اللہ کا رسول ہم سب سے بڑا ہے اور ان کا وصال ہو چکا ہے۔ اس نے کہا مجھے ان کی قبر پر لے چلو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آ کر اس نے پڑھا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وانك رسول اللہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا وسواس ایسا غالب ہوا کہ رونے لگ گئی اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کفر سے نکل آئی ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ کر بیٹھوں لہٰذا جس اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اس سے دعا کریں کہ میری روح قبض کر لے اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا۔

(تفسیر امام غزالی، ۱۴۸ تا ۱۵۳)

جب عزیز مصر پر حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت ظاہر ہو گئی تو واضح طور پر اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کوئی تعرض نہ کیا ادھر اس کی بیوی زلیخا اپنی حیلہ سازیوں اور مکر وفریب کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی موافقت پر ابھارتی رہی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح محفوظ رکھا جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام سے مایوس ہو گئی تو اس نے اپنا انتقام لینے کے لئے اپنے خاوند سے کہا اس عبرانی غلام نے مجھے لوگوں میں رسوا کر دیا ہے۔ یہ لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ اس عورت نے اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے مجھے بہکایا اور ورغلایا اور میں ہر شخص کے سامنے جا کر اپنا عذر بیان نہیں کر سکتی۔ اس لئے اس فحش بات کا

چرچا روکنے کے لئے اس غلام کو قید کر دیا جائے۔ عزیز مصر نے سوچا اس طرح اس کی بھی بدنامی ہو رہی ہے اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ لوگوں کی زبان بند کرنے کے لئے اس کو قید کر دیا جائے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کر دیا گیا۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے پہنچے تو وہاں کئی لوگ ایسے دیکھے جو رہائی سے ناامید ہو چکے تھے اور ان کی سزا بہت سخت تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان کو صبر کی تلقین کرتے اور فرماتے تمہیں صبر کا اجر ملے گا۔ انہوں نے کہا نوجوان آپ کتنے نیک سیرت انسان ہیں۔ آخر آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کے برگزیدہ بندے حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ کا بیٹا یوسف (علیہ السلام) ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں غمزدہ لوگوں کو تسلی دیتے زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے ساری رات نماز پڑھتے خوف خدا سے اس قدر روتے کہ کوٹھڑی کی چھت دیواروں اور دروازے پر بھی گریہ طاری ہو جاتا تمام قیدی آپ سے مانوس ہو گئے۔ قید خانے کا داروغہ بھی آپ سے محبت کرتا اور آپ کو بہت آرام پہنچاتا۔ ایک دن اس نے کہا اے یوسف میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری محبت سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس نے وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا میرے باپ نے مجھ سے محبت کی تو میرے بھائیوں نے میرے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا میری مالکہ نے مجھ سے محبت کی تو میں قید میں ہوں۔

بادشاہ کے دو غلام تھے ایک نانبائی دوسرا ساقی بادشاہ کو گمان ہوا کہ یہ مجھے زہر دینا چاہتے ہیں۔ اس نے ان دونوں کو قید خانے میں ڈالدیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں خوابوں کی تعبیر بتا سکتا ہوں۔ نانبائی اور ساقی نے کہا آؤ ہم اس عبرانی غلام کی آزمائش کریں۔ ایک روایت کے مطابق انہوں نے جھوٹے

خواب بیان کر دیئے اور کہا ان خوابوں کی تعبیر بتائے۔ ساقی کا خواب یہ تھا کہ میں بادشاہ کے لئے انگور نچوڑ رہا ہوں اور نانبائی کا خواب یہ تھا کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اور میں جا رہا ہوں اور پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے انہوں نے اپنا لعاب دہن حضرت یوسف علیہ السلام کے منہ میں ڈالا تو وہ خوابوں کی تعبیر کے عالم بن گئے۔

حضرت یوسف کا علم غیب:

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

ترجمہ: اور ہم نے اس کی طرف وحی کی عنقریب تم ان کو ان کے سلوک سے آگاہ کرو گے اور ان کو اس کی خبر نہ ہو گی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ میرے بھائی میرے سامنے مغلوب سرنگوں ہوں گے اور میری قدرت اور اختیار میں ہوں گے چنانچہ پھر وہ وقت آیا کہ جب بھائی گندم طلب کرنے کے لئے مصر میں داخل ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے تو ان کو پہچان لیا لیکن وہ نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا تم نے اپنے ایک بھائی کو کنویں میں گرا دیا تھا اور باپ سے کہا کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ○

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تم کو جو کھانا دیا جاتا ہے تم تک اس کے

پہنچنے سے پہلے ہی تم کو اس کی حقیقت بتا دوں گا یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس بیداری میں جو کھانا بھی آئے گا میں اس کے پہنچنے سے پہلے بتا دوں گا کہ وہ کس قسم کا ہے اس کا رنگ کیسا ہے اس کی مقدار کتنی ہے اس کھانے کا انجام کیا ہوگا یعنی اس کے کھانے سے صحت قائم رہے گی یا بیماری آئے گی کیونکہ بادشاہ جب کسی قیدی کسی کو مارنا چاہتا تھا تو اس کے کھانے میں زہر ملوا کر بھیجتا تھا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب کی خبر بتا دیتے تھے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول کے مطابق ہے۔

وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ○

ترجمہ: اور میں تمہیں اس چیز کی خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور اس چیز کی خبر دیتا ہوں جو تم گھروں میں جمع کرتے ہو۔

اسی طرح کا ارشاد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

لَوْلَا لِجَامُ الشَّرِيْعَةِ عَلٰى لِسَانِيْ لَأَخْبَرْتُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ۔

ترجمہ: اگر میری زبان پر شریعت کی لگام نہ ہو تو جو تم کھاتے اور جو گھروں میں جمع کرتے ہو اس کی خبر دے دوں۔

اس علمی معجزہ کو دیکھ کر وہ دونوں قیدی آپ کے معتقد ہو گئے۔ آپ سے محبت کرنے لگے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھ لیا کہ وہ دونوں قیدی میرے معتقد ہو گئے ہیں تو آپ نے ان کو بُت پرستی ترک کرنے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی

دعوت دی جس پر وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تھا کہ ان میں سے ایک کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو سولی پر لٹکا دیا جائے گا اور جب وہ اس جواب کو سنے گا تو بہت غمزدہ ہو گا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے وعظ و نصیحت اور ان کی دیگر باتوں کے سننے سے متنفر ہو جائے گا اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس میں مصلحت دیکھی کہ پہلے ایسی باتیں کریں جن سے حضرت یوسف علیہ السلام کا علم اور ان کا کلام ان کے دلوں میں مؤثر ہو حتیٰ کہ جب آپ خواب کی تعبیر بیان کریں تو وہ اس کو عداوت اور تہمت نہ تصور کریں۔

اب آپ نے ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ جس نے خوشوں کی شراب نچوڑی اس کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو تین دن کے بعد قید سے آزاد کر دیا جائے گا اور وہ اپنے عہدے پر بحال ہو کر بادشاہ کا ساقی مقرر ہو گا اور دوسرے کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا اور فضا سے پرندے اُتر کر اس کا دماغ کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَاصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّا اَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهٗ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ○

ترجمہ: اے میری قید کے دونوں ساتھیو تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا اور دوسرا سولی دیا جائے گا۔ پھر پرندے اس کے سر سے کھائیں گے

جب قید خانے کے سب لوگ ایمان لے آئے تو آپ نے ان سے فرمایا تم لوگوں کو کیا پسند ہے قید سے آزادی یا میرے ساتھ قید میں رہنا اور وہ ایک ہزار چار سو آدمی تھے ان میں سے ایک ہزار نے کہا ہم قید سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا تم قید خانے سے نکل جاؤ۔ ان

لوگوں نے کہا ہمارے پاؤں میں بیڑیاں ہیں اور گلے میں طوق ہیں۔ اس حالت میں ہم کیسے جائیں اور اگر بالفرض ہم نکل بھی جائیں تو لوگ ہمیں پہچانتے ہیں ہم اسی شہر کے رہنے والے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہاری صورتیں تبدیل کر دے تاکہ لوگ تمہیں نہ پہچانیں اور ان کی بیڑیوں اور طوقوں کی طرف حضرت یوسف علیہ السلام نے اشارہ کیا اسی وقت وہ مٹی کی طرح گر پڑیں پس وہ لوگ قید خانے سے نکل گئے اور صورت کے بدل جانے کے سبب کسی نے ان کو نہ پہچانا جو سیاہ تھا وہ سفید ہو گیا جو سفید تھا وہ سیاہ ہو گیا جو سرخ تھا وہ زرد ہو گیا ہر آدمی اپنے گھر آ گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جو ان کے ساتھ کیا تھا اس کی خبر اپنے گھر والوں کو دی باقی لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا ہم آپ کے ساتھ قید میں رہنا چاہتے ہیں کیونکہ آپ کے ساتھ رہنا قید خانے سے آزاد ہونے سے بہتر ہے۔

نکتہ:

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جو لوگ آپ پر ایمان لائے ان کا رنگ بدل گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض امتیوں کے گناہ اللہ نیکیوں میں تبدیل کر دے گا مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا۝

ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ گناہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہونے والے آخری آدمی

اور جہنم سے نکلنے والے آخری آدمی کو جانتا ہوں قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرمائے گا اس کے صغیرہ گناہ اس پر پیش کرو اور کبیرہ گناہ پیش نہ کرو۔ اس پر صغیرہ گناہ پیش کئے جائیں گے اور کہا جائے گا تو نے فلاں روز یہ کیا۔ فلاں روز یہ کیا اسے انکار کی مجال نہ ہو گی اور اپنے کبیرہ گناہوں سے خوفزدہ ہو گا کہیں وہ پیش نہ کر دیئے جائیں پس کہا جائے گا ہر گناہ کے بدلے تیرے لئے ایک نیکی ہے پھر وہ کہے گا یا اللہ میں نے تو ایسے بھی گناہ کئے ہیں جو مجھے یہاں نظر نہیں آ رہے۔ یہاں پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور آپ کے دانت ظاہر ہو گئے۔ (مسلم، ج۱، ص۱۰۴۔ سنن کبریٰ، ج۱، ص۱۹۰)

(۲) علانی زرقانی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ تو نے بعض امتوں کو عذاب میں مبتلا کیا تو نے بعض کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا جیسے قوم لوط اور بعض کو تو نے زمین میں دھنسا دیا جیسے قارون بعض کی تو نے شکلیں مسخ کر دیں جیسے بنی اسرائیل کا ایک گروہ میری امت کے ساتھ تو کیا سلوک کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اُنْزِلُ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةَ وَاُبَدِّلُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ○

ترجمہ: میں ان پر رحمت نازل کروں گا اور ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دوں گا۔ (زرقانی شریف، ج۴، ص۱۰۸)

کسی نے کیا عمدہ کلام کیا ہے کہ:

''رحمت خدا بہانہ می جوید'' اللہ کی رحمت مغفرت کے۔ لئے بہانہ تلاش کرتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے رہائی پانے والے ساقی سے کہا اپنے بادشاہ سے میرا بھی ذکر کرنا پس شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ کا یاد کرنا بھلا دیا

اس لئے سات برس اور قید میں رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا کہ بادشاہ کو خبر دے کہ میں مظلوم ہوں اور بے گناہ قید میں ہوں۔ ساقی نے کہا میں ضرور خبر دوں گا اسی وقت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور کہا اے یوسف علیہ السلام تجھے قتل سے کس نے بچایا۔ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا کنویں سے کس نے نکالا۔ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا زنا سے کس نے بچایا۔ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا پھر آپ نے مخلوق پر بھروسہ کیوں کیا تو نے اللہ پاک کی طرف رجوع کیوں نہ کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے اللہ! مجھ سے لغزش ہو گئی۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی آپ کو قید خانے میں مزید سات سال رہنا پڑے گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ مخلوق سے مدد لینی جائز ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ○

ترجمہ: نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

قرآن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

مَنْ اَنْصَارِىْ اِلَى اللّٰهِ ○

ترجمہ: اللہ کی طرف میری کون مدد کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہ کرے اس کو ہلاکت میں نہ ڈالے اور جو شخص اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں رہتا ہے اور جو شخص مسلمان کی سختی دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور کر دے گا اور جو شخص کسی کا پردہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔

(مسند امام احمد، ج ۲، ص ۹۱ ۔ بخاری حدیث نمبر ۲۴۴۲۔ مسلم حدیث نمبر ۲۵۸۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں مدینہ آنے کے ابتدائی ایام میں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش میرے اصحاب میں سے کوئی نیک آدمی آج رات میری حفاظت کرتا پھر ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی آپ نے فرمایا یہ کون ہے انہوں نے کہا میں سعد بن ابی وقاص ہوں اور آپ کی حفاظت کے لئے آیا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔

(بخاری حدیث نمبر ۲۸۸۵۔ مسلم حدیث نمبر ۲۴۱۰)

جب ثابت ہو گیا کہ مخلوق سے مدد لینا جائز ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس بادشاہ سے مدد طلب کی تو پھر ان پر عتاب کیوں ہوا۔ اس کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح انبیاء علیہم السلام کو بلند مرتبہ عطا کیا ہے اسی طرح ان کے تمام افعال و احوال کو بھی عام لوگوں کے احوال و افعال سے بلند رکھا ہے۔ نبی کے لئے احسن اور اولیٰ یہی ہے کہ جب وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو اپنے معاملہ کو اللہ کے سوا کسی اور کے سپرد نہ کرے۔ خصوصاً کسی کافر سے مدد طلب نہ کرے تاکہ کفار یہ نہ کہیں کہ اگر یہ نبی حق پر ہوتا اور واقعی اس کا رب واحد ہوتا تو یہ اسی سے مدد طلب کرتا۔ ہم سے مدد طلب نہ کرتا۔ بادشاہ چونکہ کافر تھا اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس سے مدد نہ مانگنی چاہیے تھی۔

(الکشاف، ج ۲، ص ۴۴۶)

نیز حضرت یوسف علیہ السلام کو اس لئے بھی اللہ کے سوا کسی کے سامنے اپنی حاجت پیش نہ کرنی چاہیے تھی کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے تھے جن کی شان یہ تھی کہ جب ان کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں ڈالنے لگے تو آپ کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے اور کہا کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ آپ

نے فرمایا تیری طرف کوئی حاجت نہیں اور چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید کے وارث تھے اس لئے ان کے لئے ساقی اور بادشاہ سے مدد طلب کرنا ان کی پیغمبرانہ شان کے لائق نہ تھا۔ (تفسیر کبیر، ج ۴، ص ۴۶۱)

قید خانے میں ایک چھوٹا سا روزن تھا اس میں سے حضرت یوسف علیہ السلام لوگوں کو اس طرح دیکھا کرتے تھے کہ وہ سب لوگ انہیں نہ دیکھتے تھے۔ اتفاقاً ملک شام سے ایک قافلہ آیا اس قافلے کے ساتھ ایک شخص تھا اور اس کے ساتھ کنعان کی طرف کی ایک اونٹنی تھی اور اس اونٹنی پر شمرزل نامی ایک اعرابی سوار تھا۔ جب وہ اونٹنی اس روزن کے قریب پہنچی تو اونٹنی نے فصیح زبان میں حضرت یوسف علیہ السلام کو پکارا اے یوسف علیہ السلام تیرے باپ کا جسم تیرے فراق میں دبلا ہو گیا ہے اور میں تیرے ہی وطن کی ہوں اور حضرت یوسف علیہ السلام اونٹنی کے کلام سے رونے لگے اور اس اونٹنی کا کلام حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا کسی نے نہ سنا اور اونٹنی والا اس کو عصا مارنے کے لئے آیا جب اونٹنی کے قریب پہنچا تو پنڈلی تک زمین میں دھنس گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اپنے ہاتھ سے عصا ڈال دے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور اس اعرابی کے درمیان دیوار کا پردہ تھا اس طرح کہ اعرابی تو آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا لیکن آپ اس اعرابی کو دیکھ رہے تھے۔ اعرابی نے اسی وقت ہاتھ سے عصا ڈال دیا اسی وقت زمین نے اسے چھوڑ دیا۔

اعرابی وہاں سے چل کر روزن کے قریب آیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس اعرابی سے کہا تجھے اس اللہ کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا ہے کیا تو کنعان کے اس بلند درخت کو جانتا ہے جس کی بارہ شاخیں تھیں ان میں سے ایک شاخ کٹ گئی اور درخت اس ٹہنی کے لئے روتا ہے اور ٹہنی سب ٹہنیوں سے اچھی تھی۔ اعرابی رو پڑا اور کہا ہاں میں اس درخت کو جانتا ہوں۔ یہ حضرت یعقوب بن اسحاق

بن ابراہیم علیہ السلام کی حالت ہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام اور اعرابی دونوں رونے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے اعرابی تو کس کام کے لئے آیا ہے کہا سوداگری کے لئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کتنا نفع چاہتا ہے کہا ایک دو دینار حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک سرخ یاقوت کا کنگن اس کی طرف پھینک دیا اور کہا اسے لے لو یہ بیس ہزار دینار کا ہے۔ اس شرط پر کہ تو میرا پیام اس درخت تک پہنچا دینا اور تجھے اللہ اس کا اجر و ثواب بھی عطا فرمائے گا۔ جب تو کنعان پہنچے تو رات ہونے تک صبر کرنا جب رات ہو جائے تو اس غمگین کے گھر جانا اور اسے کہنا کہ ایک مسافر مصر کے قید خانے میں قید ہے۔

اس نے تجھے سلام کہا ہے۔ اعرابی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں نام نہیں بتاتا۔ اعرابی اونٹنی پر سوار ہو کر کنعان واپس آ گیا۔ رات ہوئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر آ کر آواز دی۔ اے آلِ ابراہیم، حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن نے کہا تو اس سے کیا چاہتا ہے۔ اعرابی نے کہا میں اس کے پاس پیام لے کر آیا ہوں۔ بہن نے کہا وہ تو رات دن غمگین ہے کسی کی بات نہیں سنتا اور کبھی بھی ہنستا تک نہیں۔ اعرابی نے کہا میں اس کے پاس عزیز مصر کے غلام کا پیغام لایا ہوں۔ جب یہ سنا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن نے پکارا اے باپ اور حضرت یعقوب اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ سلام پھیر دیا اور پوچھا کیا بات ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن نے کہا اے باپ تیرے پاس کسی مسافر کا پیامبر پیغام لایا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کھڑے ہوئے اور گر پڑے اور دوبارہ کھڑے ہوئے اور بیٹی نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔

یہاں تک کہ باہر نکل آئے اور کہا اے پیامبر تو کون ہے مجھے تجھ سے

اچھی خوشبو آتی ہے کہا میں ایک غمگین مسافر غلام کا قاصد ہوں کہ اس کا حال ایسا اور ایسا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا تو نے اس کی صورت دیکھی ہے۔ کہا نہیں بلکہ اس نے دیوار کے پیچھے ہی سے کہا کہ میرا پیغام فلاں شخص تک پہنچا دینا۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام رونے لگے اور کہا اس نے تجھے اپنا نام بھی بتایا ہے۔ اعرابی نے کہا نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا جو کچھ ضرورت ہے مجھ سے کہو۔ اعرابی نے کہا مجھے دنیا کی ضرورت نہیں اس غلام نے دولت مند کر دیا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اللہ تیرے اوپر موت کی سختیاں آسان کر دے۔

اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اونٹنی نے کلام کیا ہے تو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی اونٹ نے کلام کیا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اونٹ ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی برحق ہے کہ جو ہماری پناہ میں آیا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس التجا لائے وہ نامرادی سے بری ہے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اونٹ کیا کہتا ہے۔ فرمایا اس کے مالک نے اسے حلال کر کے کھا لینا چاہا تھا یہ اس کے پاس سے بھاگ آیا ہے اور تمہارے نبی کے ہاں فریاد لایا ہے ہم بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں اس کا مالک بھی آ گیا۔ جب اونٹ نے اسے دیکھا تو پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور کے قریب آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ پکڑی۔ اس کے مالک نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا

اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے۔ آج آپ کے پاس ملا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا سنتے ہو اس نے کیا شکایت کی ہے اور وہ بہت ہی بُری شکایت ہے۔ وہ بولا یہ کیا کہتا ہے فرمایا یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں چلا گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور سردی میں گرم مقامات کی طرف کوچ کرتے جب وہ بڑا ہوا تم نے اسے سانڈ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسل سے بہت سے اونٹ کر دیئے جو چرتے پھرتے ہیں۔ اب جو شاداب سال آیا تو تم نے ذبح کر کے کھا لینا چاہا۔ وہ بولے اللہ کی قسم یارسول اللہ ﷺ بات بالکل یوں ہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالک کی طرف سے یہ نہیں ہے۔ وہ بولے یارسول اللہ ﷺ نہ ہم اسے فروخت کریں گے اور نہ ذبح کریں گے۔ فرمایا تم غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے۔ اور میں تم سے زیادہ مستحق ہوں کہ اس کی فریاد پر رحم کروں۔

اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی ہے اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے۔ پھر حضور ﷺ نے وہ اونٹ سو روپے میں خرید لیا اور فرمایا اونٹ چلا جا تو اللہ کے لئے آزاد ہے۔ یہ سن کر اونٹ نے اپنی بولی میں کچھ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آمین۔ اس نے پھر کچھ کہا آپ ﷺ نے آمین کہی۔ اس نے تیسری بار آواز نکالی۔ آپ ﷺ نے پھر آمین کہی۔ اس نے چوتھی بار آواز نکالی تو آپ ﷺ رونے لگے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ کیا کہتا ہے۔ فرمایا اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن اور اسلام کی طرف سے بہتر جزا دے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی امت سے خوف دور کرے جس طرح آپ نے میرا غم دور فرمایا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ حضور ﷺ کی امت کا خون ان کے دشمنوں کے

ہاتھوں محفوظ فرمائے جیسے کہ آپ نے میرا خون بچایا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی امت کی سختی آپس میں نہ رکھے یعنی باہمی خون ریزی سے دور رہیں۔ اس پر میں رونے لگا یا کہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب سے مانگ چکا۔ اس نے مجھے عطا کر دیں اور آخری سے منع کر دیا گیا۔

(الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۲۰۷)

جب اللہ تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کے اسباب مہیا فرما دیتا ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی اور کشادگی کے دن قریب آ گئے تو مصر کے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے ان کو سلام کیا اور ان کو کشادگی کی بشارت دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قید خانے سے نکالنے والا ہے اور آپ کو اس زمین کا اقتدار دینے والا ہے۔ اس زمین کے بادشاہ آپ کے تابع ہوں گے اور سردار آپ کی اطاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کے بھائیوں پر آپ کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس کا سبب یہ ہو گا کہ بادشاہ ایک خواب دیکھے گا اور اس کی ایسی ایسی تعبیر ہو گی پھر کچھ دن گزرنے کے بعد بادشاہ نے خواب دیکھا جس کے نتیجے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے آزادی ملی۔

شاہ مصر نے خواب دیکھا کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جو دریا سے نکلیں اور ان کے پیچھے سات دبلی گائیں نکلیں انہوں نے ان موٹی تازی گائیوں کو کان سے پکڑا اور کھا گئیں اور اس نے سات سرسبز خوشے دیکھے اور سات سوکھے ہوئے خوشے دیکھے ان سوکھے ہوئے خوشوں نے ان سرسبز خوشوں کو کھا لیا اور سوکھے خوشے اسی طرح سوکھے رہے۔ اسی طرح دبلی گائیں موٹی گائیوں کو کھا کر اسی طرح دبلی کی دبلی رہیں۔ یہ خواب دیکھ کر بادشاہ بہت گھبرایا اس نے اہل علم،

نجومیوں اور جادوگروں کو بلایا اور ان کے سامنے یہ خواب بیان کیا کہا کہ اس خواب کی تعبیر اگر تمہیں معلوم ہو تو بیان کرو۔ انہوں نے کہا یہ پریشان کن خواب ہے ہم پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔

ساقی جس نے قید سے رہائی پائی تھی اس نے کہا مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیج دو۔ بادشاہ نے اجازت دی۔ اس نے آ کر حضرت یوسف علیہ السلام سے بادشاہ کا خواب بیان کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ آپ اس خواب کی تعبیر ارشاد فرمائیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

(الجامع الاحکام، ج۹، ص۷۴)

حضرت یوسف علیہ السلام کا علم غیب:

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ○

ترجمہ: کہا تم سات سال تک حسب معمول کاشتکاری کرو گے پھر تم جو کھیت کاٹو تو تمام غلے کو ان کے خوشوں میں چھوڑ دینا ماسوا قلیل غلے کے جس کو تم کھاؤ پھر اس کے بعد سات سال سخت خشک سالی کے آئیں گے۔ وہ اس غلے کو کھا جائیں گے جو تم نے پہلے جمع کر کے رکھا ہے۔ ماسوا تھوڑے سے غلے کے جس کو تم محفوظ رکھو گے۔ پھر اس کے بعد ایک ایسا سال آئے گا جس میں لوگوں پر بارش ہو گی اور اس میں لوگ پھلوں کو نچوڑیں گے۔

یہ تھا وہ علم غیب جو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا

بذریعہ وحی۔ آپ نے اس میں آئندہ پندرہ سالوں میں جو کچھ ہونے والا تھا سب کچھ بیان فرما دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا چودہ سال گزرنے کے بعد مصر میں خوب بارش برسے گی جس کے نتیجے میں غلہ اور پھل کثرت سے پیدا ہوں گے لوگ پھلوں کا رس نچوڑ کر استعمال کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بارش کا علم عطا فرمایا کہ وہ کب برسے گی دیابنہ اور غیر مقلد وہابی کہتے ہیں کہ بارش کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور ہم اہلسنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ علم اپنے برگزیدہ بندوں کو بھی عطا فرمایا ہے خصوصاً امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے اجلہ اولیاء کرام سے بارش کا علم مخفی نہیں رہا اس کی مکمل بحث انشاء اللہ آئندہ صفحات پر آ رہی ہے۔

اللہ نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

بادشاہ نے جب یہ تعبیر سنی تو اس نے حکم دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لے آؤ۔ قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور رہائی کا پیغام دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے کہا جاؤ بادشاہ سے جا کر پوچھو کہ جن عورتوں نے ہاتھ کاٹے تھے ان کا کیا حال ہے۔ اللہ ان کا مکر جانتا ہے۔ بادشاہ نے ان عورتوں سے کہا جب تم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پھسلا دیا تھا اس وقت تمہارا کیا حال تھا۔ سب عورتوں نے کہا اللہ پاک ہے ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ عزیز کی بیوی نے کہا اب حق ظاہر ہو گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو میں نے ہی پھسلایا تھا اور وہ سچا ہے۔ اس رہائی کے توقف میں مندرجہ ذیل وجوہات تھیں۔

(۱) اگر حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے بلانے پر فوراً چلے جاتے تو بادشاہ

کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام پر لگائی ہوئی تہمت کا اثر باقی رہتا اور جب خود بادشاہ نے خود حضرت یوسف علیہ السلام پر لگائی ہوئی تہمت کی تحقیق کی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا بے قصور ہونا واضح ہو گیا تو اب کسی کے لئے گنجائش نہ رہی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کردار پر انگلی اُٹھاتا۔

(۲) جو شخص چودہ سال جیل میں رہے پھر اس کو قید سے نکلنے کا موقع ملے تو وہ رہائی کی طرف جلدی کرتا ہے اور جب حضرت یوسف نے قید خانے سے نکلنے میں توقف کیا تو معلوم ہو گیا کہ حضرت یوسف انتہائی دانش مند محتاط اور بہت صابر ہیں اور ایسے شخص کے متعلق باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ہر قسم کی تہمت سے بری ہو گا اور ایسے شخص کے متعلق یہ یقین کیا جا سکے گا کہ اس پر جو اتہام بھی لگایا جائے گا وہ جھوٹا ہے۔

(۳) حضرت یوسف علیہ السلام کا بادشاہ سے مطالبہ کرنا کہ وہ ان کے بے قصور ہونے کو ان عورتوں سے معلوم کرے ان کے بہت زیادہ پارسا اور پاک دامن ہونے کی علامت ہے کیونکہ اگر وہ ذرا بھی اس برائی میں ملوث ہوتے تو انہیں یہ خطرہ ہوتا کہ وہ عورتیں پہلے کی طرح پھر ان پر الزام لگا دیں گی۔

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا بادشاہ سے پوچھو ان عورتوں کا کیا حال ہے اس میں آپ نے زلیخا کا نام نہ لیا حالانکہ الزام لگانے اور قید کرانے میں وہ پیش پیش تھی۔ اس سے آپ کا مقصود صرف یہ تھا کہ آپ کا خلق کریمانہ ظاہر ہو جائے۔

علم کی برکت:

حضرت یوسف علیہ السلام نے جو قید سے آزادی اور رہائی حاصل کی ہے تو

اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمایا تھا اور آپ نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر بیان فرمائی اور بادشاہ نے خوش ہو کر آپ کو قید سے رہائی دی ۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم بہت برکت والی چیز ہے ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے علم کو ان کی قید سے رہائی کا سبب بنایا گیا تا کہ علم کی عظمت ظاہر ہو جائے۔

حضرت ثعلبہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ اپنے بندوں پر فضل فرمانے کے لئے اپنی کرسی پر جلوہ فرما ہو گا تو وہ علماء سے فرمائے گا میں نے اپنا علم اور حکم تمہیں صرف اس لئے دیا تھا کہ تمہاری مغفرت کرنا چاہتا ہوں۔ (طبرانی کبیر، حدیث نمبر ۱۳۸۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ قیامت کے دن علماء کو اٹھائے گا اور فرمائے گا میں نے اپنا علم تم میں اس لئے نہیں رکھا تھا کہ تم کو عذاب دوں، جاؤ میں نے تم کو بخش دیا۔
(مجمع الزوائد، ج ا، ص ۱۲۶)

بلکہ علماء کی برکت سے اہل قبور کے عذاب کو اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے۔ حدیث میں ہے۔

اِنَّ الْعَالِمَ وَالْمُتَعَلِّمَ اِذَا مَرَّا عَلٰی قَرْیَۃٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَۃِ تِلْکَ الْقَرْیَۃِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا

ترجمہ: بے شک جب عالم اور طالب علم کسی گاؤں کے قبرستان سے گزر جاتے ہیں تو اللہ اس گاؤں کے قبرستان سے چالیس دن کے لئے عذاب دور فرما دیتا ہے۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے آزاد کیا گیا تو بادشاہ نے حکم دیا

کہ مصر کو سجایا جائے چنانچہ پورے شہر کو زیب و زینت کے ساتھ آراستہ کیا گیا دیواروں پر پردے لٹکائے گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس کنیزیں بھیجی گئیں جن کے ہاتھوں میں انگیٹھیاں تھیں جن میں قسم قسم کی خوشبوئیں سلگ رہی تھیں۔ شاہی لشکر استقبال کے لئے بھیجا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ایک شاہی خلعت بھیجا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اگر قیدخانے میں ایک قیدی بھی رہے گا تو میں قیدِ خانے سے نہ نکلوں گا۔ بادشاہ نے حکم دیا سب قیدی چھوڑ دیئے جائیں۔

نکتہ:

جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○

ترجمہ: عنقریب تیرا اللہ تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِذًا اَلَّا اَرْضٰى وَ وَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ ○

ترجمہ: میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام سوار ہو کر بادشاہ کے پاس پہنچے۔ بادشاہ نے اپنے سینے سے لگایا اور اپنے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ نے کہا اے یوسف (علیہ السلام) اب تو میرے نزدیک مرتبے والا ہے پھر بادشاہ نے کہا اے یوسف (علیہ السلام) آج تو مجھے جو بھی حکم دے گا اس کی تعمیل ہو گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے فرمایا مجھے اپنے ملک کے کل خزانوں پر مقرر کر دے میں نگہبان اور دانا ہوں۔

نکتہ:

بادشاہ نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے نکالا تو طرح طرح سے ان کا اکرام اور تعظیم کی۔ اسی طرح جب بندہ مومن دنیا کے قیدخانے سے رہائی حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے انعامات سے مکرم فرماتا ہے چنانچہ جب مومن کی روح قبض ہوتی ہے تو اسے جنت کی بشارت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○

ترجمہ: اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ جا اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا میری جنت میں آ جا۔

بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام سے متاثر کیوں ہوا اس کے متعلق مفسرین نے مندرجہ ذیل وجوہات لکھی ہیں۔

(۱) بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کے علم سے بہت متاثر ہوا تھا کیونکہ جب بادشاہ کے تمام ارکان دولت بادشاہ کے خواب کی تعبیر سے عاجز آ گئے اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کے خواب کی برجستہ تعبیر ارشاد فرمائی اور بادشاہ کی پریشانی دور ہوئی اور قوم پر آنے والی مصیبت کے دور کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا۔

(۲) بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و تحمل سے بھی بہت متاثر ہوا کیونکہ جب اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا حکم دیا تو آپ نے رہا ہونے سے انکار فرمایا اور فرمایا پہلے مجھ پر لگائے گئے تمام الزامات کی

برأت ظاہر کی جائے۔

(۳) بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ادب و احترام اور پردہ پوشی کی صفت سے بہت متاثر ہوا کیوں کہ آپ نے صرف یہ فرمایا کہ جن عورتوں نے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے ان کا کیا حال ہے عزیز مصر کی بیوی زلیخا کا نام نہ لیا یہ آپ کا کمال حوصلہ تھا۔

(۴) بادشاہ آپ کی پاکیزگی اور پارسائی اور پختہ کردار سے بھی متاثر ہوا کیونکہ جو آپ پر تہمت لگانے والے تھے ان سب نے آپ کی ان تہمتوں سے برأت کا اعتراف اور اقرار کیا۔

(۵) بادشاہ سے ساقی نے کہا حضرت یوسف علیہ السلام بہت زیادہ عبادت کرنے والے ہیں۔ دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کا سلوک نہایت احسن ہے۔ وہ بیماروں کی عیادت کرتے ہیں اس وجہ سے بھی بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام سے متاثر ہوا۔

جب بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے تمام سیاہ وسفید کا مالک و مختار بنا دیا تو آپ نے یہ کیا کہ جس زمانے میں قحط سالی نہ تھی اس زمانے میں ساری زمین پر کھیتی باڑی کی اور کوئی جگہ بے کھیتی نہ چھوڑی حتیٰ کہ جنگلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی کھیتی بُوا دی اور بڑے بڑے گودام اور مکانات بنائے۔

ان سب کی تعمیر میں پتھر استعمال کیا گیا ان ارزانی کے سات سالوں میں حضرت یوسف علیہ السلام نے غلہ جمع کیا اس کے بعد سات سال سخت قحط کے آگئے وہ ایسا سخت قحط تھا کہ اس سے پہلے لوگوں نے قحط نہ دیکھا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کو اور اس کے متعلقین کو ہر روز دوپہر کے وقت کھانا بھجواتے تھے۔ ایک دن بادشاہ نے آواز دی اے یوسف بھوک لگ رہی ہے۔ حضرت

یوسف علیہ السلام نے فرمایا قحط کا وقت آ پہنچا ہے۔ قحط کے ان سات سالوں میں اہل مصر نے ہر سال آپ سے غلہ خریدا پہلے سال انہوں نے نقدی دے کر غلہ خریدا یہاں تک کہ مصر میں کسی کے پاس درہم و دینار باقی نہ رہے۔ تمام نقدی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آ گئی۔ دوسرے سال اہل مصر نے اپنے زیورات اور جواہرات دے کر غلہ حاصل کیا۔ تیسرے سال انہوں نے اپنے تمام جانور اور مویشی دے کر غلہ خریدا۔ چوتھے سال انہوں نے اپنے تمام غلاموں اور کنیزوں کے بدلے غلہ حاصل کیا۔ پانچویں سال اپنی زمینوں اور مکانات دے کر غلہ خرید لیا چھٹے سال انہوں نے اپنی اولاد کو حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام بنا دیا اور غلہ خریدا اور ساتویں سال انہوں نے اپنی جانوں کے بدلے غلہ خریدا حتیٰ کہ مصر میں کوئی انسان ایسا نہ رہا جو حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام نہ بنا ہو اور کوئی چیز باقی نہ بچی جو حضرت یوسف علیہ السلام کے قبضے میں نہ آئی ہو اور لوگ کہنے لگے ہمارے علم میں حضرت یوسف علیہ السلام سے پہلے کوئی اتنا بڑا جلیل القدر بادشاہ نہ تھا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیا کچھ عطا فرما دیا۔ اب آپ کی کیا رائے ہے بادشاہ نے کہا میری رائے وہی ہے جو آپ کی رائے ہے۔ تمام معاملات آپ کے سپرد ہیں میں تو آپ کے تابع ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں اللہ کو اور آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے تمام اہل مصر کو آزاد کر دیا اور ان کی تمام املاک ان کو واپس کر دیں۔

روایت ہے کہ ان ایام میں حضرت یوسف علیہ السلام سیر ہو کر نہ کھاتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ مصر کے تمام خزانوں کے مالک ہیں اس کے باوجود آپ بھوکے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے یہ خدشہ ہے اگر میں نے سیر ہو کر کھا لیا تو میں بھوکوں کا حق بھول جاؤں گا۔ (معالم التنزیل، ج ۲، ص ۳۶۴)

بعض علماء نے فرمایا کہ جب قحط کا زمانہ آیا اور غلہ ختم ہو گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ لوگوں کی بھوک کو کیسے دور کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کھلے میدان میں ایک طلائی کرسی پر بیٹھ جاؤ اور اہل مصر میں اعلان کر دو کہ وہ آ کر تمہارا دیدار کریں۔ جب وہ آئیں تو تم اپنے رُخ انور کو بے نقاب کر دینا جو تمہارا دیدار کریں گے وہ چوبیں گھنٹے کے لئے بھوک اور پیاس سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

برقعہ کھول زیارت بخشو جو پکھا بھی آئے
ویکھ جمال مبارک تیرا پکھ تمامی جائے

جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ بن گئے تو رعایا کی خبر گیری کے لئے ہر مہینے شہر مصر کا دورہ کرتے تھے۔ جب آپ سوار ہوتے تو دو لاکھ آگے اور دو لاکھ سپاہی آپ کے پیچھے ہوتا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے سر پر ہزار جھنڈے ہوتے تھے سامنے ایک ہزار نیزہ بردار اور ایک ہزار شمشیر زن ہوتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا گزر جس شخص کے پاس سے ہوتا وہ یہی کہتا تھا کہ اس عزیز کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا ملک عطا فرمایا ہے۔

زلیخا محتاج اور اندھی ہو گئی اور اس کا شوہر مر گیا وہ سخت مصیبت میں گرفتار ہو گئی۔ اس نے سر راہ ایک مکان بنا لیا اور اس حالت میں بھی وہ بتوں کی پوجا کرتی تھی اور بت سے عاجزی کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو مانگتی تھی مگر وہاں پتھروں کو کیا خبر اندھے کے آگے روئے اپنے نین کھوئے۔ یہ بت کورا پتھر تھا یہاں کیا رکھا تھا۔ زلیخا روتی روتی لاچار ہو گئی۔ اللہ کی توفیق نے دستگیری فرمائی فوراً بت کے ٹکڑے ٹکڑے کئے اور منہ سے لا الہ الا اللہ نکالا اور بُت کو طنزاً کہا کہ تجھ سے تو حضرت یوسف علیہ السلام کا اللہ بہتر ہے کیونکہ:

یوسف دا رب سن فریاداں درد اٹھاون والا
توں میرا رب گونگا بولا مغز کھپاون والا
یوسف دا رب توبہ کردیاں پار لنگھاون والا
تو میرا رب پوجا کردیاں دوزخ پاون والا
یوسف دا رب رہڑدے بیڑے بنے لاون والا
توں میرا رب تردیاں تاہیں غرق کراون والا
یوسف دا رب بردیاں دے سرتاج دکھاون والا
توں میرا رب تاجوراں نوں خاک رلاون والا
یوسف دا رب وچھڑیاں نوں پھیر ملاون والا
توں میرا رب رل مل بہندیاں جدا کراون والا

جب زلیخا نے زبان سے کلمہ توحید ادا کیا تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کی مولا مجھے حضرت یوسف علیہ السلام ملا دے یا پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میرے دل سے نکال دے اور اپنی محبت مرے دل میں ڈالدے۔ مولا مجھے وہ دن دکھا دے کہ مجھے خود حضرت یوسف علیہ السلام تلاش کرے اور میں حضرت یوسف علیہ السلام سے چھپتی پھروں۔ وہ اپنا حسن و جمال دکھائے اور میں اس سے منہ پھیر لوں۔ جب زلیخا نے یہ دعائیں مانگیں تو اللہ نے قبول فرمائیں۔ ملائکہ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی اگر تو نے زلیخا کی آرزو پوری نہ کی تو وہ کہے گی بت اور اللہ میں کوئی فرق نہیں۔ اللہ نے فرمایا ہم کل ہی زلیخا کی آرزو کو پورا کر دیں گے۔ دوسرے دن حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری بڑے تزک و احتشام کے ساتھ نکلی اور زلیخا کے مکان کے قریب سے گزری۔ زلیخا ہاتھ میں ایک لکڑی لے کر سرراہ کھڑی ہو گئی اور زبان سے یہ الفاظ نکالے۔

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْمُلُوْكَ عَبِيْدًا بِالْمَعْصِيَةِ وَجَعَلَ الْعَبِيْدَ مُلُوْكًا عَلَى الطَّاعَةِ○

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے بادشاہوں کو غلام بنایا گنہ گاری کے سبب اور غلاموں کو بادشاہ بنایا اطاعت الٰہی کے سبب۔

یہ آواز حضرت یوسف علیہ السلام کے کان میں پہنچی ایک غلام کو بھیجا کہ پتہ کرو یہ آواز کس کی ہے۔ غلام حضرت زلیخا کے پاس آیا دیکھا کہ ایک اندھی بڑھیا فریاد کر رہی ہے۔ پوچھا اے اللہ کی بندی تو کون ہے؟ حضرت زلیخا نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا میں حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام ہوں۔ حضرت زلیخا نے کہا تم چلے جاؤ اور اس کو بھیجو جس نے تجھے بھیجا ہے۔ غلام نے جا کر عرض کی ایک اندھی بڑھیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ اس کو بھیجو جس نے تجھے بھیجا ہے۔ ادھر اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے یوسف (علیہ السلام) تم خود جا کر حضرت زلیخا سے ملو۔ حضرت یوسف علیہ السلام آئے اور حضرت زلیخا سے پوچھا اے بڑھیا تو کون ہے۔ حضرت زلیخا نے کہا میں وہ ہوں کہ:

چھوڑ وطن وچہ تیریاں تاہنگاں مصرے آون والی
بازاراں تھیں وکدے تائیں مل لیاون والی
سختی نرمی عشق تیرے دی سر تے چاون والی
کی آکھاں منہ زیب نہیں دیندا قید کراون والی
فوج تیری دیاں قدماں تھلے جان وچھاون والی
ہو انھی وچہ راہ تیرے دے گلی پاون والی

مگر افسوس کہ تم مجھے اتنی جلدی بھول گئے۔ بتاؤ نہ تم بلائے سے آئے نہ

کبھی خود آئے آج تمہیں کس نے بھیجا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا آج مجھے رب العالمین نے بھیجا ہے اور ساتھ ہی یہ فرمایا ہے کہ اس بڑھیا کا دل خوش کر دینا زلیخا کی زبان سے نکلا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَقَبَّلَ مِنِّیْ قَلِیْلًا وَّاَعْطَانِیْ کَثِیْرًا○

ترجمہ: میں اس اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے مجھ سے تھوڑا سا لے کر بہت کچھ عطا کر دیا۔

ابھی تو صرف منہ سے لا الہ الا اللہ نکلا تو حضرت یوسف علیہ السلام آموجود ہوئے اور پوچھتے ہیں کہ تیری دلی تمنا کیا ہے۔ کفر کی حالت میں بلایا نہ آئے اور اب اللہ نے بھیجا ہے تو میری جھونپڑی کو زینت بخشی ہے۔ کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا آپ کی تمنا کیا ہے۔ حضرت زلیخا نے کہا میری تمنا اب بھی وہی دیرینہ ہے۔ آپ نے سوچا یہ نہایت بڑھیا اور اس قابل نہیں کہ اس کی تمنا پوری کی جائے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا رب العالمین کا ارشاد ہے۔ اے یوسف (علیہ السلام) زلیخا ہماری بندی ہے اگر وہ اس قابل نہیں مگر ہم تو اس قابل تھے کہ اس کو دوبارہ جوان کر دیں۔ اللہ کے حکم کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی آنکھوں کو ہاتھ لگایا وہ روشن ہو گئیں۔ کمر سیدھی ہو گئی اور نئے سرے سے جوان بن گئیں۔ نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زلیخا کو جوان بنا دیا بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دل میں زلیخا کا عشق پیدا کر دیا۔ قصہ مختصر حضرت یوسف علیہ السلام حضرت زلیخا کو گھر لے آئے شادی ہو گئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت زلیخا سے نکاح:

بہت سے مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح زلیخا کے ساتھ ہوا جب حضرت یوسف علیہ السلام اس کے پاس خلوت میں گئے تو آپ نے زلیخا کو باکرہ پایا اور اس سے کہا کیا یہ اس سے بہتر نہیں جس کو تو پہلے مجھ سے مطالبہ کرتی تھی۔ زلیخا نے کہا تو بہت سچا انسان ہے مجھے ملامت نہ کرو میں ایک حسین نوجوان عورت تھی اور میرا شوہر عورت کی خواہش پوری کرنے پر قادر نہ تھا۔ تم غیر معمولی حسن و جمال کے مالک تھے۔ پس مجھ پر میرا نفس غالب آ گیا۔ تمہارے ساتھ جو مجھے محبت تھی۔ اس نے مجھے بے قابو کر دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زلیخا سے دو بیٹے ہوئے۔ افراشیم اور میشا بن یوسف۔

(معالم التنزیل، ج ۲، ص ۳۶۴۔ کشاف، ج ۲، ص ۴۵۵۔ کبیر، ج ۵، ص ۱۴۲۔ ابن کثیر، ج ۲، ص ۵۳۴۔ مظہری، ج ۵، ص ۱۷۴)

علامہ قرطبی نے لکھا ہے:

زلیخا بوڑھی ہو چکی تھی حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں رو رو کر نابینا ہو چکی تھی اور اپنے شوہر کے مرنے کے بعد بھیک مانگتی پھرتی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے نکاح کیا اور اللہ سے دعا کی اللہ نے اس کا شباب اور حسن اور اس کی بینائی لوٹا دی بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ حسین ہوگئی اور اس کی دعا کا قبول ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کے اکرام کی وجہ سے تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو اس حال میں پایا کہ وہ کنواری تھی۔

(الجامع الاحکام القرآن، ج ۹، ص ۱۸۷)

حضرت یوسف علیہ السلام لوگوں کو بیت المال سے صدقہ دیتے تھے۔ جب

ایک خزانہ خالی ہو جاتا تھا تو دوسرا کھول دیتے تھے اور جو مہمان شام کی طرف سے آتے تھے ان کا بہت اکرام اور تعظیم کرتے تھے۔ جب اہل شام مصر سے واپس آتے تو بیت الاحزان کے قریب اترتے تھے اور حضرت کی خوبیاں بیان کرتے تھے اور کہتے تھے۔ اس نے ہم پر احسان کیا ہے اور اسے اہل شام سے محبت ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ان کی باتیں سنتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کے پہچاننے والوں کی نشانیاں ہیں۔ کاش مجھ میں طاقت ہوتی تو میں ان سے جا کر ملتا۔ جب قحط کا اثر کنعان تک آ پہنچا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ان کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا ہم پر بھی اور لوگوں کی طرح فاقہ کشی کی مصیبت نازل ہوئی ہے۔ آپ دعا کریں کہ اللہ ہمیں رزق دے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں ایسے شخص کا پتہ بتاتا ہوں۔ جس کے پاس نعمت اور کرم ہے۔

جس کے پاس عرب و عجم کے لوگ دور دور سے آتے ہیں اور دامن مراد بھر کر لے جاتے ہیں۔ تم اس کے پاس جاؤ انہوں نے کہا ہمارے پاس بادشاہ کے شایان کوئی تحفہ نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا وہ کریم ہے اور کریم تھوڑی چیز قبول کرتا ہے اور بہت کچھ دیتا ہے اولاد یعقوب علیہ السلام نے کچھ درہم اکٹھے کئے پھر اپنے باپ سے کہا اس نے اگر ہمارا یہ تحفہ قبول نہ کیا تو پھر ہم کیا کریں گے۔ فرمایا اپنا نسب بیان کرنا اور کہنا کہ ہم یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ غالب گمان ہے کہ وہ تم پر ضرور کرم کرے گا۔ اولاد نے کہا اگر وہ نسب کا خیال نہ کرے تو فرمایا اپنی محتاجی اور فاقہ کشی بیان کرنا اور شاہی ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا بغیر اجازت کے حاضر نہ ہونا جب تم بادشاہ سے بات کرو تو کسی اور طرف دھیان نہ کرنا کیونکہ شاہی دربار میں ادھر اُدھر دیکھنا بے ادبی ہے۔

نکتہ:

حدیث میں ہے جب نماز کی حالت میں نمازی دائیں بائیں دیکھتا ہے تو اللہ فرماتا ہے تو کس طرف نگاہ کرتا ہے کیا تو نے مجھ سے بھی کسی کو بہتر پایا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جب شاہی دربار میں پہنچو تو بادشاہ کی تعریف کرنا اور جب وہ بیٹھنے کا حکم دے تو بیٹھ جانا اور گفتگو میں پہل نہ کرنا بادشاہ جو کچھ کہے اسے غور سے سننا جب بادشاہ واپس جانے کا حکم دے تو اس کی طرف پیٹھ نہ کرنا اور بادشاہ سے جو باتیں ہوئی ہوں ان کا ذکر کسی اور سے نہ کرنا۔ اولاد باپ سے یہ آداب سیکھ کر مصر کی طرف روانہ ہوئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے دریا کے کنارے پہاڑ تک لوہے کا ایک بلند مکان بنوایا تھا اور اس کا صرف ایک دروازہ رکھا تھا۔ صرف یہ ایک راستہ تھا مصر میں داخل ہونے کا اس دروازے پر ایک دربان مقرر تھا جو شخص دربان کے پاس گزرتا وہ اس سے دریافت کرتا۔ تمہارا کہاں کا ارادہ ہے۔ تمہارے پاس کس قدر پونجی ہے۔ وہ آنے والے کے بارے میں سارے کوائف لکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجتا تھا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام چاہتے تو اس کو آنے دیتے ورنہ واپس کر دیتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پہرا چوکی صرف بھائیوں کے لئے مقرر کیا تھا کیونکہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ ان کے بھائی ضرور ان کے پاس آئیں گے۔ کیونکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو یہ خبر دی تھی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی پہنچے تو دربان نے انہیں دیکھا اور ان کے قدو قامت دیکھ کر حیران ہو گیا اور پوچھا تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا تم ہم سے یہ باتیں کیوں پوچھتے ہو۔ اس نے کہا مجھے یہی حکم ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہم کنعان

کے رہنے والے ہیں جو ملک شام میں ہے۔ ہم نبیوں کی اولاد میں سے ہیں ہم یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ دربان نے ان کے بارے میں جملہ معلومات لکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے ارسال کر دیں جب حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ عرضی دیکھی تو رونے لگے اور غش آ گیا جب افاقہ ہوا تو حاضرین مجلس کو باہر جانے کا حکم دیا۔ جب تنہا ہوئے تو دوبارہ عرضی کو پڑھا اور بہت روئے اور عرضی لانے والے سے پوچھا یہ لوگ کب آئے ہیں۔ اس نے کہا پانچ دن ہو گئے ہیں۔ پوچھا ان کے کپڑے کیسے ہیں۔ اس نے کہا پھٹے پرانے ہیں اور وہ پریشان حال ہیں۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام بلند آواز سے رونے لگے۔ آپ کے وزیر نے کہا اس رونے کا سبب کیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میرے بھائی میرے پاس آئے ہیں۔ جنہوں نے مجھے کنویں میں ڈالا تھا اور بیچا تھا وزیر نے کہا تو پھر آپ کیوں روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا دو وجہ سے ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ میرے سبب سے اللہ کے گنہگار ہوئے اور دوسرا سبب ان کی محتاجی اور فاقہ کشی ہے۔ وزیر یہ سن کر بڑا حیران ہوا حضرت یوسف علیہ السلام نے دربان کو لکھ بھیجا کہ تین دن تک ان کی مہمانی اور ضیافت کرو انہیں گوشت پھل اور مٹھائیاں کھلاؤ یہ پہرا چوکی میں نے انہیں کے لئے مقرر کیا تھا جب یہ آگئے تو اب اس پہرا چوکی کی ضرورت باقی نہ رہی۔

نکتہ:

جب سب انسان مر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ زمین و آسمان خراب کر دیئے جائیں اور سورج و چاند اور ستارے نیست و نابود کر دیئے جائیں کیونکہ یہ سب چیزیں میں نے انسان کے لئے پیدا کی تھیں جب یہ نہ رہے

تو ان چیزوں کی بھی ضرورت باقی نہ رہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ○

ترجمہ: جب آسمان پھٹ پڑے اور جب تارے جھڑ پڑیں۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ○

ترجمہ: جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا کہ اس کا تھرتھرانا ٹھہرا اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ اور جب سورج کی دھوپ لپیٹی جائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جو حکم دیا دربان نے وہی کیا پھر ان کے ساتھ مصر کے دروازے تک آیا جب وہ مصر میں داخل ہو گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع دی گئی۔ وہ مسافروں کی طرح الگ الگ آئے ان کی زبان عبرانی تھی اور اہل مصر کی زبان قبطی تھی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے یہ تو جان لیا کہ یہ میرے بھائی ہیں لیکن یہ تمیز نہ تھی کہ یہودا کون ہے اور شمعون کون ہے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے ان کے ناموں سے آگاہ فرمایا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے باورچی سے فرمایا ان کو میرے مکان میں اتارو اور جو کھانا مجھے کھلاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ۔ اعلیٰ اعلیٰ کھانوں سے ان کی مہمانی کی گئی۔ اس پر بھائیوں نے رائے زنی کی کہ ہم کریم ہیں یا ہماری محتاجی پر بادشاہ کو رحم آ گیا ہے یا بادشاہ کا گمان ہے کہ ہمارے پاس نقدی زیادہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان کی باتیں سنتے تھے اور روتے تھے۔ آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا میرے برتن میں ان کو پانی پلاؤ۔ اس نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تیرے چچا ہیں اس نے کہا یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے آپ کو بیچا تھا اور آپ پر ظلم و ستم کئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ہاں انہوں نے مجھے

فروخت کیا۔ یہاں تک کہ میں مصر کا بادشاہ بن گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا ان سے بات چیت نہ کرنا جب تک اللہ کا حکم نہ ہو اس بھید کو ظاہر نہ کرنا۔ بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچانا اس کی وجوہات مندرجہ ذیل تھیں۔

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دربانوں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ غلہ خریدنے کے لئے باہر سے آنے والوں کو ان سے فاصلے پر رکھیں اور حضرت ان سے بالواسطہ گفتگو کرتے تھے۔ اس لئے آپ کے بھائی آپ کو نہ پہچان سکے خصوصاً اس لئے کہ ان پر بادشاہ کا رعب طاری تھا اور جو ضرورت مند ہوتا ہے وہ کچھ زیادہ ہی مرعوب اور خوفزدہ ہوتا ہے۔

(۲) جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا تھا اس وقت وہ کمسن اور بے ریش تھے اور اب ان کو ڈاڑھی آ چکی تھی اور ان کی شکل وصورت میں کافی تغیر ہو چکا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ ریشم کا لباس پہنے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں گلے میں سونے کا طوق ہے اور سر پر سونے کا تاج ہے نیز اتنا عرصہ گزرنے سے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھول چکے تھے۔

(۳) کسی چیز کو پہچاننا اور یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ اللہ نے ان میں معرفت پیدا نہ کی ہوتا کہ اللہ کا یہ قول محقق ہو۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْہِ لَتُنَبِّئَنَّھُمْ بِاَمْرِھِمْ ھٰذَا وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ○

ترجمہ: اور ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ عنقریب تم ان کو ان کے اس سلوک سے آگاہ کرو گے اور ان کو خبر نہ ہو گی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو غلہ دے دیا اور ساتھ ہی اپنے کارندوں سے فرمایا ان کی رقم کی تھیلی ان کے سامان میں رکھ دو ان کی نقدی ان کو واپس

کرنے میں مندرجہ ذیل وجوہ تھیں۔

(۱) جب وہ گھر جا کر بوریاں کھولیں گے تو رقم دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے کرم سے متاثر ہوں گے اور دوبارہ غلہ لینے مصر آئیں گے۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام کو خدشہ تھا کہ شاید ان کے پاس غلہ خریدنے کے لئے مزید رقم نہ ہو اس لئے انہوں نے رقم واپس کر دی۔

(۳) حضرت یوسف علیہ السلام نے قحط کے زمانے میں اپنے باپ کی کچھ خدمت کرنی چاہی اس لئے نقدی آپ نے بوریوں میں رکھ کر واپس کر دی۔

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام کا گمان تھا کہ جب بھائی سامان میں رقم کی تھیلی دیکھیں گے تو یہ خیال کریں گے کہ شاید انہوں نے بھول کر ایسا کیا ہے اور وہ انبیاء کی اولاد ہیں۔ ضرور اس رقم کو واپس کرنے آئیں گے۔

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یقین ہو جائے کہ میں کریم ہوں اور وہ اپنے بیٹے بنیامین کو بھیجنے میں کوئی خطرہ محسوس نہ کریں۔

(۶) چونکہ یہ تنگی کا زمانہ تھا اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ ان کی کچھ مدد ہو جائے اور چونکہ چوروں اور ڈاکوؤں کا خطرہ تھا اس لئے نقدی بوریوں میں چھپا دی۔

جب بھائی جانے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا اپنے علاقائی بھائی کو میرے پاس لاؤ کیونکہ مجھے تم سے محبت ہے اور میں تمہارے ہی دین پر ہوں کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا پیمانہ اور پوری بھرتی دیتا ہوں اور مسافروں کو اچھی طرح اتارتا ہوں۔ اگر تم بھائی کو نہ لائے تو میرے پاس تمہارے لئے نہ پیمانہ ہے اور نہ تم میرے پاس آنا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی

اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس آئے تو وہ ہنسے اور کہنے لگے تم سے اچھی خوشبو آئی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے پوچھا تم نے عزیز مصر کو کیسا پایا ہے۔ انہوں نے کہا وہ کریموں کی طرح ہمارے ساتھ پیش آیا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا اس کا دین کیا ہے۔ انہوں نے کہا اس کا دین اسلام ہے۔ اسے ترے غم سے غم ہے۔ اس نے ہمیں اتنا دیا کہ غنی کر دیا ہے۔ اس نے ہم سے کہا ہے کہ اپنے بھائی بنیامین کو بھی لاؤ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یہ سن کر رونے لگے اور یہ کہنے لگے کہ اس پر بھی تمہارا بھروسہ کروں۔ جس طرح پہلے اس کے بھائی پر تمہارا بھروسہ کیا تھا۔ جب بیٹوں نے دوسری دفعہ مصر جانے کا ارادہ کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم سب کے سب ایک دروازے سے نہ جانا بلکہ الگ الگ دروازوں سے جانا اور اس وقت مصر کے پانچ دروازے تھے۔ باب شام، باب یمن، باب مغرب، باب روم اور باب طلیون اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو نظر لگ جانے کا ڈر تھا۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مصر کے دروازے پر پہنچے تو الگ الگ ہو کے الگ الگ دروازوں سے شہر میں داخل ہو گئے اور بنیامین باب شام کے پاس اکیلا باقی رہ گیا۔ اس نے کسی ایسے آدمی کو نہ دیکھا جو اس کی زبان جانتا ہو اور اس کو راستے کا علم ہو۔ اسی وقت ایک فرشتے نے حضرت یوسف علیہ السلام سے آ کر کہا اُٹھو اور غریبوں کے کپڑے پہن کر اونٹنی پر سوار ہوتا کہ تجھے کوئی نہ پہچانے اور باب شام کی طرف جا وہاں تیرا بھائی اکیلا کھڑا ہے وہ آنے جانے والوں سے راستہ پوچھتا ہے کوئی اس کی سنتا نہیں۔ کوئی اس کی زبان نہیں جانتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہ سنتے ہی رونے لگے اور فوراً چہرے پر نقاب ڈال کر اونٹنی پر سوار ہو کر باب شام پہنچ گئے اور عبرانی زبان میں بھائی کو سلام کیا اور پوچھا تم کہاں سے

آئے ہو اور کہاں جاؤ گے اور کیا ارادہ ہے۔ بنیامین نے کہا ہم شام سے آئے ہیں اور ہمیں اناج کی تلاش ہے پھر بنیامین نے پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ کے سوا کوئی عبرانی زبان نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا میں ایک مدت تک تمہارے ملک میں رہا ہوں۔ اس لئے مجھے تمہاری زبان آتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں پچاس ہزار دینار کا ایک سرخ یاقوت کا کنگن تھا۔ وہ آپ نے بنیامین کو دے دیا۔ بنیامین نے وہ کنگن لے تو لیا لیکن یہ نہ جانا کہ یہ کیا ہے اور اس نے اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تم اسے اپنے ہاتھ میں رکھو پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے کہا میرے ساتھ آؤ تا کہ تجھے تیرے بھائیوں تک لے چلوں۔ وہ دونوں اس دروازے سے داخل ہوئے جب حضرت یوسف علیہ السلام بھائیوں کے قریب آئے اور وہ اپنی اونٹنیوں پر کھڑے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا اپنے بھائیوں کے پاس چلے جاؤ۔ بنیامین رو کر کہنے لگا میں آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ میرا دل آپ کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں غلام اور مملوک ہوں۔ مراد یہ تھی کہ میں اللہ کا غلام اور مملوک ہوں۔ مالک کی اجازت کے بغیر تجھے اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔ بنیامین یہ سن کر بھائیوں کے پاس خوشی خوشی چلے گئے۔ بھائیوں نے پوچھا اے بنیامین تری خوشی کا موجب کیا ہے۔ کہا ہاں ایک شتر سوار سے میرا دل خوش ہو گیا ہے۔ اس نے عبرانی زبان میں میرے ساتھ باتیں کی ہیں اور شیشے کی ایک چیز دی ہے یہود نے کہا مجھے دکھا وہ کیا چیز ہے جب یہودا نے وہ کنگن دیکھا تو کہا اے بھائی یہ میرے ہاتھ میں رہنے دے تا کہ کہیں یہ گم نہ ہو جائے اور شمعون نے کہا مجھے دکھا اس نے لے کر اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ شمعون کے ہاتھ میں وہ کنگن غائب ہو گیا۔ شمعون نے کہا وہ کنگن میرے ہاتھ سے غائب ہو گیا ہے۔ بنیامین نے کہا وہ یہ

میرے ہاتھ میں ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے نکال کر دوبارہ شمعون کو دے دیا اسی طرح تمام بھائیوں نے وہ کنگن لینا چاہا لیکن کوئی نہ لے سکا۔

نکتہ:

بندہ مومن کو ایمان اللہ تعالیٰ نے دیا ہے لہٰذا شیطان مومن سے ایمان نہیں چھین سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ○

ترجمہ: بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی کنٹرول نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مکان تیار کرایا اور اس کی دیواروں پر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کے ساتھ جو کچھ کیا تھا وہ سب تصویر بنوائیں جس طرح بھائیوں نے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا وہ تصویر بھی بنوائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے پہلو میں شمعون کی تصویر بنی ہوئی ہے اور اس کے ہاتھ میں چھری ہے غرضیکہ پورے قصے کی تصویر دیواروں پر بنی ہوئی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے غلاموں کو حکم دیا کہ بھائیوں کو اس مکان میں لے جاؤ۔ بھائی اس مکان میں جا کر بیٹھے روبیل نے سر اُٹھایا تو نگاہ ان تصاویر پر پڑی اور اس نے ایک آہ بھری۔ بھائیوں نے پوچھا کیا ہوا یہودا نے کہا ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ سب دیوار پر لکھا ہوا ہے۔ سب نے سر اٹھا کر دیکھا اور سب کے رنگ بدل گئے۔ زبانیں بند ہو گئیں اور دل غمگین ہو گئے۔

نکتہ:

جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا نامہ اعمال ان کے سامنے کرے گا جو ہر وقت صغائر اور کبائر کی آلودگیوں میں ملوث رہتے تھے تو

کہیں گے ہائے افسوس ہم غفلت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَايُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً اِلَّا اَحْصَاهَا○

ترجمہ: اور نامہ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے اس کے لکھے ہوئے سے ڈرتے ہوں گے اور کہیں گے ہائے خرابی ہماری اس نوشتہ کو کیا ہوا اس نے چھوٹا گناہ اور نہ بڑا گناہ چھوڑا ہی نہیں جسے گھیر نہ لیا ہو۔ لیکن اس دن غمزدہ ہونا اور افسوس کرنا کام نہ آئے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ترجمان سے کہا ان کے سامنے کھانا لایا جائے جب کھانا ان کے سامنے رکھا گیا تو انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا اس مکان میں آنے سے ہماری بھوک جاتی رہی دیوار کی تصاویر نے ہماری بھوک ضائع کر دی ہے۔ پھر وہ رونے لگے پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا انہیں دوسرے مکان میں لے جاؤ جہاں کھانا چنا ہوا ہے۔ یہ وہاں گئے تو اللہ نے پہلے مکان کی دیوار کی تصاویر والا منظر ذہن سے بھلا دیا اور انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا لیکن بنیامین نے کھانا نہ کھایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے وجہ پوچھی تو بنیامین نے کہا مجھے پہلے مکان میں بھیج دیا جائے وہاں میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی تصویر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک غلام کے ساتھ بھیج دیا۔ بنیامین حضرت یوسف علیہ السلام کی تصویر کے مقابل بیٹھ کر رونے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام خلوت خانے میں چلے دل میں خیال آیا کب تک بھائی کو رونے کی تکلیف میں مبتلا رکھوں۔ اپنے لڑکے افراشیم کو بنیامین کے پاس بھیج دیا اور کہا اگر تجھ سے وہ کوئی بات پوچھے تو عبرانی زبان میں اس کا جواب دینا۔ اگر تجھ سے پوچھے کہ تو کس کا بیٹا ہے تو کہنا میں یوسف صدیق کا بیٹا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے راز

فاش کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ افراشیم جا کر بنیامین چچا کے مقابل بیٹھ گیا۔ بنیامین کبھی افراشیم اور کبھی یوسف علیہ السلام کی صورت کو دیکھتا دونوں میں کچھ فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ بنیامین نے افراشیم سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں یوسف صدیق کا بیٹا ہوں۔ بنیامین نے کہا یہاں کوئی آدمی ہے جس کا نام یوسف صدیق ہے کہا ہاں وہ اللہ کا نبی اور اللہ کا صدیق ہے۔ بنیامین زار زار رونے لگے ۔ افراشیم نے کہا آپ کیوں روتے ہیں کہا میرا بھی ایک بھائی تھا اس کا نام بھی یوسف صدیق تھا۔ اب افراشیم نے حضرت یوسف علیہ السلام کا سارا قصہ بیان کر دیا۔ پھر کہا اے چچا میں اسی یوسف کا بیٹا ہوں اور میرا باپ یوسف آپ کا بھائی ہے۔ اسی بنیامین نے افراشیم کو سینے سے لگا لیا اور پوچھا یوسف کہاں ہے افراشیم نے اپنے باپ سے اجازت لی اور بنیامین کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس لے گیا۔ دونوں ایک دوسرے کے گلے ملے اور رونے لگے اور کہا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک میں تیرا بھائی یوسف (علیہ السلام) ہوں۔ جب دونوں کو افاقہ ہوا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے پوچھا باپ کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا تیرے غم میں روتے روتے ان کی آنکھیں نابینا ہو گئی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھی رونے لگے اور کہا کاش میری ماں مجھے نہ جنتی پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا آپ بھائیوں کے ساتھ جائیں اس پر بنیامین نے کہا آپ مجھے اپنے سے دور کیوں کرتے ہیں۔ میں تو آپ کی جدائی سے چالیس سال تک روتا رہا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تو میرے پاس رہ جائے مگر میں چوری کی نسبت تیری طرف کروں گا۔ اس نے کہا جو آپ کے جی میں آئے کریں۔ بنیامین وہاں سے اُٹھ کر بھائیوں کے پاس گئے خوشی کے سبب بنیامین کا چہرہ اس قدر نورانی ہو گیا کہ بھائیوں نے اسے پہچانا نہیں۔

نکتہ:

جس وقت مومن اللہ کا دیدار کر کے جنت میں اپنے گھروں کی طرف جائیں گے تو ان کے چہرے اس قدر حسین و جمیل ہو جائیں گے کہ حوریں ان کو پہچان نہ سکیں گی اور پوچھیں گی اے اللہ کے دوستوں یہ حسن و جمال تمہیں کہاں سے ملا وہ کہیں گے آج ہم نے اپنے اللہ کا دیدار کیا ہے۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کا سامان سفر تیار کیا تو اپنے بھائی بنیامین کے سامان میں اپنا جام رکھ دیا اور بنیامین کو جام چور اس لئے بنایا کہ وہ اس کے پاس رہ جائیں کیونکہ اس زمانے میں چور کی سزا یہ تھی کہ اس کو غلام بنا کر اپنے پاس رکھ لیا جاتا تھا۔ جب بھائی مصر سے نکل گئے تو بعد میں حضرت یوسف علیہ السلام نے کچھ سوار بھیجے جنہوں نے ان سے کہا کہ اے قافلے والو تم چور ہو سب بھائی ٹھہر گئے پوچھا تمہارا کیا سامان چوری ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا شاہی جام چوری ہو گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی واپس آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے بھی کہہ دیا کہ جس کی بوری سے جام نکل آئے اس کو غلام بنا لیا جائے۔

بہر حال تلاشی شروع ہو گئی بنیامین کے علاوہ سب کی تلاشی لی گئی جام برآمد نہ ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ان کے پاس جام نہیں ہے ان کو جانے دو اور یہ ان سب سے چھوٹا ہے اس کے سامان کی تلاشی نہ لی جائے لیکن بھائیوں نے کہا اس کے سامان کی بھی تلاشی لی جائے۔ جب اس کی بوری کھولی گئی تو اس میں جام موجود تھا۔ سب بھائیوں نے اپنے سر جھکا لیے اور بنیامین بہت خوش ہوا سب بھائیوں نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کے بھائی نے

بھی چوری کی تھی اور وہ چوری یہ تھی کہ حضرت بچپن میں جبکہ آپ کی عمر چار سال کی تھی اپنی پھوپھی کے ہاں تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ یوسف کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیج دیں اور ان کی پھوپھی کو ان سے محبت تھی۔ پھوپھی نے ایک قیمتی پٹی حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر کے ساتھ باندھ دی تا کہ وہ غلام کی طرح ان کے پاس رہ جائیں۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو قید کرنے کا حکم صادر فرمایا اور فرمایا میں اسے غلام بنانا چاہتا ہوں۔ بھائیوں نے کہا اے عزیز اسے قید نہ کر کیونکہ اس کا باپ بہت بوڑھا اور ضعیف ہے۔ اس کے بدلے میں ہم میں سے کسی کو قید کر دے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کیا میں مجرم کو چھوڑ دوں اور بے گناہ کو پکڑ لوں۔ جب بھائی بنیامین سے ناامید ہو گئے تو شاہی دربار سے آ گئے اور باہم مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کیا جائے۔ یہودا نے کہا میں تو قید خانے کے دروازے پر جا کر بیٹھتا ہوں۔ میں بنیامین کو ہرگز قید خانے نہ جانے دوں گا اور تم سب بازار چلے جاؤ اور اپنے ہتھیار لے لو میں جس وقت چیخ ماروں گا ان کے پتے پھٹ جائیں گے۔ جس وقت تم میری آواز سنو تو دائیں بائیں قتل عام شروع کر دینا اور میرے پاس جو آئے گا اسے اور مصر کے بادشاہ کو میں قتل کر دوں گا اور یہودا کو جب غصہ آتا تھا تو بدن کے بال کپڑوں سے باہر آ جاتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے اگر کوئی اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتا تھا تو اس کا غصہ دور ہو جاتا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام ان کی یہ باتیں سن رہے تھے۔ پھر یہودا کو غصہ آیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے لڑکے سے کہا جا کر یہودا کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھ دو۔ اس نے ایسا ہی کیا اسی وقت غصہ فرو ہو گیا۔ یہودا نے اس لڑکے سے پوچھا تو کون ہے مجھے تجھ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے۔ لڑکے نے

کچھ جواب نہ دیا جب دن چڑھ گیا تو بھائیوں نے یہودا کی چیخ نہ سنی۔ انہوں نے یہودا سے کہا تجھ پر کیا مصیبت آ گئی۔ یہودا نے کہا چپ رہو یہاں پر حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی موجود ہے مگر میں اسے جانتا نہیں پھر ان سے سارا قصہ بیان کر دیا۔ پھر یہودا نے اور بھائیوں سے کہا تم سب کے سب باپ کے پاس جاؤ اور جو کچھ بنیامین نے کیا ہے اس کی خبر باپ کو دو اور جب تک مجھے حکم نہ کرے گا میں یہاں سے جانے کا نہیں۔ سب بھائی باپ کے پاس آئے باپ نے ہر ایک کو سینے سے لگایا پھر کہا یہود اور بنیامین کہاں ہے۔ انہوں نے کہا بنیامین نے چوری کی ہے باپ نے کہا تم نے اسے چوری کرتے دیکھا ہے انہوں نے کہا نہیں اس نے بادشاہ کا جام چرایا ہے۔ آپ قافلے والوں سے پوچھ سکتے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تمہارے دلوں نے ایک بات بنا لی ہے۔ صبر کرنا ہی بہتر ہے میں اپنا غم اور رنج اللہ تعالیٰ سے بیان کرتا ہوں۔

پھر شمعون سے کہا کہ عزیز مصر کو خط لکھوائے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میرا دل تنگ ہو گیا ہے اور غم نے میرے جوڑوں کو جدا کر دیا ہے اور میں ہر خوشی سے دور اور ہر غم کے قریب ہوں۔ رات دن رونا میرا کام ہے میں انبیاء کی اولاد سے ہوں مجھ سے چور پیدا نہیں ہوتے اور ہم خاص لوگ ہیں اور مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ تو نے رات کے وقت میرے لڑکے کے سامان میں جام رکھ دیا ہے تو نبیوں کی اولاد کے ساتھ نادانوں کا سا کام نہ کر میں نے سنا ہے کہ تو کریم اور رحیم ہے میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے پاس میرے لڑکے کو اس سے پہلے بھیج دے کہ میں ایسی دعا مانگوں جو تجھے نقصان پہنچائے۔ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ جب یہ خط حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس

پہنچا تو انہوں نے کھول کر پڑھا اور آنکھوں پر رکھا تخت سے اُتر کر بھائیوں کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور بغیر کسی ترجمان کے ان سے گفتگو کی اور وہ بیعنامہ جو بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فروخت کرتے وقت لکھا تھا حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی طرف پھینک دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے وہ بیعنامہ مالک بن ذعہ سے منگوا لیا تھا۔ جب بھائیوں نے اس بیعنامے کو دیکھا تو ان کے رنگ بدل گئے اور اعضاء کانپنے لگے پھر انہوں نے انکار کیا کہ یہ ہمارا خط نہیں۔

نکتہ:

جب قیامت کا دن ہو گا تو گنہگار اپنے گناہوں کا انکار کرے گا اور کہے گا یہ میرا اعمالنامہ نہیں۔ اللہ فرمائے گا اے میرے بندے تو اس اعمالنامے سے انکار کر رہا ہے اور میرے پاس گواہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ○

ترجمہ: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا جام لے لیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں سونے کی ایک سلائی تھی اس سلائی کو جام میں مارا اور فرمایا کہ میرا یہ جام گذشتہ زمانے کی خبریں دیتا ہے اگر تم چاہو تو اس سے گذشتہ زمانے کا حال پوچھو۔ انہوں نے کہا ہاں جام میں سلائی مار کر کان لگائے اور فرمایا یہ جام کہتا ہے کہ تم نے حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام میں جدائی ڈال دی اور تم نے حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم کیا۔ انہوں نے کہا ہاں یہ جام سچ کہتا ہے پھر دوسری

دفعہ سلائی ماری اور اس میں سے ایک آواز آئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر کان لگا کر سنا پھر آپ نے کہا تم نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کھانا کتے کے آگے ڈالدیا اور اس کا پانی زمین پر گرا دیا اور تم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو طمانچے مارے کیا تم نے یہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں جام سچا ہے پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے تیسری مرتبہ سلائی ماری اور کہا تم نے اس کے قتل کا ارادہ کیا اور تمہارے بھائی یہودا نے اسے تمہارے ہاتھ سے چھوڑایا۔ انہوں نے کہا جام سچا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تم میں سے یہودا کون ہے۔ انہوں نے یہودا کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہودا سے کہا اے یہودا اللہ تجھے جزائے خیر دے بھائیوں نے کہا اے بادشاہ اس جام سے پوچھ کیا ہمیں دوبارہ رسوا کرے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے چوتھی مرتبہ سلائی ماری اور کہا یہ کہتا ہے کہ تم نے اسے کنویں میں ڈالا پھر کنویں سے نکلنے پر تم نے چند درہموں کے بدلے اسے فروخت کر دیا کیا تم نے ایسا کیا۔ بھائیوں نے کہا ہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تم نے بہت بُرا کیا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے غلاموں سے فرمایا ان کے ہاتھ پکڑو اور ان کی گردنیں مار دو۔ غلاموں نے پکڑ کر ان کے ہاتھ باندھ دیئے۔ جب غلام انہیں لے چلے تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف پھر کے دیکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا انہیں واپس لے آؤ۔ وہ اسی وقت واپس لے آئے اور وہ رو کر کہنے لگے ہمارا باپ ایک بھائی کے گم ہونے سے اس قدر رویا ہے کہ اس کی آنکھیں نابینا ہو گئی ہیں۔ اگر وہ ہم سب کے قتل ہونے کی خبر سنے گا تو اس کا کیا حال ہوگا۔ ان کے اس قول پر حضرت یوسف علیہ السلام کو ہنسی آ گئی اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دانتوں کی طرف دیکھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو پہچان لیا۔ بھائیوں نے کہا کیا تو ہی یوسف (علیہ السلام) ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ہاں میں یوسف

(علیہ السلام) ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے۔ بھائیوں نے سر جھکا لیا اور بہت روئے اور کہنے لگے اے یوسف (علیہ السلام) تو ہمارے فعل کی طرف نہ دیکھ بلکہ اللہ نے تجھے جو مقام دیا ہے اس کو دیکھ اللہ تعالیٰ نے تجھے ہم پر برگزیدہ کیا ہے اور بے شک ہم سے خطا ہوئی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اسی وقت کھڑے ہوئے اور سب بھائیوں کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ○

ترجمہ: آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اور یہی بات ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اہل مکہ سے کہی چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج جو اپنے گھر میں بیٹھ گیا اس کے لئے امان ہے جس نے ہتھیار ڈالدیئے اس کے لئے امان ہے۔ قریش کے سردار کعبہ میں داخل ہو گئے اور ان سے جگہ تنگ ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے سامنے نماز ادا فرمائی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے دروازے کی دونوں چوکھٹ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت اسلام کرنے لگے۔ پھر آپ نے مشرکین مکہ سے فرمایا تم کیا گمان کرتے ہو انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے برادر زاد اور عم زاد ہیں اور انہوں نے یہ تین مرتبہ کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آج اس طرح کہتا ہوں جس طرح حضرت نے کہا تھا۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ○

ترجمہ: آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

پھر مشرکین مکہ تیزی سے اسلام میں داخل ہونے لگے جیسے ان کے پیروں کی بیڑیاں کھول دی گئی ہوں۔ (السنن الکبریٰ، ج۹، ص۱۱۸)

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے کہا جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا ہے میں قیامت کے روز اس کا تم سے بدلہ نہ لوں گا۔ میں نے سب کو معاف کیا اور اللہ سے تمہارے لئے بخشش چاہتا ہوں اور فرمایا میرا یہ کُرتا لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے پر ڈال دینا اللہ پاک ان کی آنکھیں روشن کر دے گا اور یہ وہ کُرتا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اس وقت جنت سے آیا تھا جب آپ کو نار نمرود میں ڈالا گیا تھا اور اس کُرتے کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لانے والا یہودا تھا کیونکہ جھوٹے خون سے آلودہ کُرتا بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس وہی لایا تھا۔ اس وجہ سے خوشخبری کا کُرتہ بھی وہی لایا تھا اور بعض علماء کہتے ہیں کہ کُرتہ لانے والا وہ غلام تھا جسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیچ ڈالا تھا اور اس کا قصہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت بنیامین کی والدہ راحیل کا انتقال ہو گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کے دودھ پلانے کے لئے ایک لونڈی خریدی اس لونڈی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس لئے فروخت کر دیا کہ سارا دودھ بنیامین پئے وہ لونڈی روئی اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے اللہ جس طرح اس نے میرا بچہ مجھ سے جدا کیا ہے تو اسی طرح اس کا بچہ جدا کر دے۔ جس سے یہ محبت کرتا ہے۔ اسی وقت غیب سے آواز آئی تو غم نہ کر اللہ نے تیری دعا قبول کر لی ہے اور اللہ تعالیٰ حضرت یعقوب علیہ السلام سے اس کے لڑکے کو جدا کر دے گا جس سے وہ محبت کرتا تھا اور جب تک تیرا لڑکا بشیر تجھے نہ ملے گا اس وقت تک حضرت یعقوب علیہ السلام کا لڑکا بھی اسے نہ ملے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر میں کسی سوداگر سے اسے

خرید لیا تھا اور یہ معلوم نہ تھا کہ یہ وہی لڑکا بشیر نامی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام اسے اپنے کام کے لئے دوسرے شہروں میں بھیجتے تھے یہی لڑکا حضرت یوسف علیہ السلام کا خط اور کُرتا لایا اور یہ اللہ نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات سے پہلے وہ لڑکا اپنی ماں سے مل لے۔ جس وقت بشیر مصر سے چلا تو ہوا نے اللہ سے اجازت مانگی کہ خط اور کُرتے کے پہنچنے سے پہلے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو پہنچا دوں ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی اولاد میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کہا میرا غم جاتا رہا مجھے گمان ہے کہ خوشی قریب آ گئی ہے پھر انہوں نے فرمایا مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ○

ترجمہ: ان کے باپ نے کہا اگر تم یہ نہ کہو کہ بوڑھا سٹھیا گیا ہے تو مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔

اس دن یعقوب پیغمبر خبراں غیب سنائیاں
اج پیاریاں سجناں ولوں سرد ہوائیں آئیاں

امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو دو مہینے کی راہ سے آئی تھی۔

نکتہ:

اسی طرح مومن کو جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ سے آئے گی جس وقت کہ وہ اپنی قبر سے نکلے گا۔

جب بشیر کنعان پہنچا تو اس نے اپنی ماں کو کنویں پر پانی کے ساتھ کپڑے دھوتے پایا۔ بشیر نے اس سے پوچھا حضرت یعقوب علیہ السلام کا مکان کہاں ہے ماں نے کہا یعقوب علیہ السلام سے تیرا کیا کام ہے وہ تو کسی کی بات نہیں سنتا۔ وہ تو رات دن غم میں رہتا ہے۔ بشیر نے کہا میں تجھ سے قصہ سننا نہیں چاہتا تو مجھے اس کا مکان بتا دے میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قاصد ہوں۔ وہ سنتے ہی چیخنے لگی اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہنے لگی اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ بشیر نے کہا اے عورت تیرا کیا حال ہے اس نے اپنا سارا قصہ بیان کر دیا۔ بشیر نے پوچھا تیرے لڑکے کا نام کیا ہے اس نے کہا بشیر اس پر بشیر نے کہا کھڑی ہو جا اللہ پاک نے تیرا وعدہ پورا کر دیا ہے اور اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اُٹھ کر مجھے اچھی طرح پہچان لو میں تمہارا لڑکا بشیر ہوں یہ سن کر ماں نے اپنے بیٹے بشیر کو گلے سے لگا لیا اور اسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لے آئی۔ اس نے وہ کُرتا حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر ڈال دیا اللہ پاک نے آپ کی آنکھیں بینا کر دیں۔ اس وقت آپ کو تین خوشخبریاں ملیں۔ ایک بینا ہونے کی دوسری حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کی اور تیسری حضرت یوسف علیہ السلام کے دین اسلام پر قائم رہنے کی۔ جب یہ تینوں خوشخبریاں ملیں تو اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں شکریہ ادا کرتے ہوئے تین رکعتیں پڑھیں وہی تین رکعتیں اللہ تعالیٰ نے مغرب کی نماز کے تین فرضوں کی شکل میں مسلمانوں پر فرض فرما دیں اور گویا ارشاد فرمایا اے میرے محبوب کے امتیو! اگر تم مغرب کے تین فرض پڑھو گے تو تمہارا حشر قیامت کے دن حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ ہو گا۔

پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہو کر

کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے بشیر کے چہرے کو دیر تک دیکھا اور کہا کہ تو کون ہے بشیر نے کہا کہ میں وہ ہوں کہ آپ نے مجھے میری ماں سے جدا کیا تھا۔ میں بشیر ہوں پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے رو کر کہا جو کچھ میں نے بشیر کے ساتھ کیا تھا، مجھے اس پر افسوس ہے اور بشیر سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے۔ بشیر نے کہا مجھے دنیا کی ضرورت نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جس طرح تو نے میرا غم دور کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ پر موت کی سختی دور فرما دے گا۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط اپنے رخسار پر رکھا اور کہا اللہ پاک کا شکر ہے کہ میں نے یوسف (علیہ السلام) کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط دیکھا اور خط میں یہ لکھا تھا۔ اے میرے باپ میں نے آپ کی زیارت کا ارادہ کیا اور میں نے آپ کے پاس آنے کا قصد کیا اور میرے اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ آپ میرے پاس آئیں اور پھر میرے پاس ہی رہیں تاکہ آپ کو خوشی حاصل ہو اور میں نے آپ کے لئے اور آپ کی جملہ اولاد کے لئے عمدہ عمدہ لباس تیار کرائے ہیں اور سب کے لئے اعلیٰ سواریوں کا انتظام کیا ہے تاکہ آپ شان و شوکت اور تزک واحتشام کے ساتھ مصر میں داخل ہوں تاکہ کوئی آپ کو فقیر اور محتاج نہ کہے اور حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور قبطی لوگ جو کافر ہیں آپ کو محتاجی کے ساتھ عار نہ دلائیں۔

نکتہ:

جب بندہ مومن اپنی قبر سے نکلے گا تو اللہ فرشتوں کے ذریعے اس کے جنتی لباس لائیں گے اسے وہ پہنائے جائیں گے اور اس کی قبر میں ایک ایسا گھوڑا

لایا جائے گا جس کے دو خوبصورت پر ہوں گے جن سے وہ اڑے گا پھر ایک مقرب فرشتہ اس سواری کے ساتھ ہو گا اس مومن کو اس شان و شوکت سے جنت میں لے جایا جائے گا اور یہ سارا انتظام اس لئے ہو گا کہ کافر لوگ مومنوں کو دیکھ کر ان کو حقیر نہ جانیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے غسل کیا اور کپڑے پہنے اور اولاد کو بھی کپڑے پہنائے اور مصر کی طرف روانہ ہوئے جب قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آنے کی خبر دی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے سارے لشکر کو استقبال کے لئے جانے کا حکم دیا جب صبح ہوئی تو تیس ہزار پہلوان گھوڑوں پر سوار حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملے انہوں نے سواریوں سے اُتر کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو سجدہ کیا تھوڑی دیر آگے بڑھے تو تیس ہزار گھوڑ سوار اور ملے انہوں نے بھی سواریوں سے اُتر کر آپ کو سلام کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں کہا گیا یہ آپ کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کا لشکر ہے پھر ذرا اور آگے بڑھے تو ایک ہزار عمدہ اونٹنیاں اور چار ہزار لشکری خچر سوار ملے ان خچروں پر عماریاں موجود تھیں اور ہر عماری میں دو لونڈیاں تھیں۔ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کو چالیس ہزار بوڑھے آدمی ملے ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے ان کو بتایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ انہوں نے جو آپ کی مخالفت کر کے بھائیوں کو خواب بیان کر دیا تھا آپ ان کا قصور ان بوڑھوں کے صدقے معاف فرما دیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یہ سن کر رونے لگے جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک عماری دیکھی آپ سے کہا گیا یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عماری ہے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام

دونوں قریب ہوئے تو غیب سے کسی نے ایک تیر پھینکا اسی وقت حضرت یعقوب علیہ السلام سنے پیچھے پھر کر دیکھا اور کچھ کہا مگر سنائی نہ دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی پیچھے پھر کر دیکھا اور کچھ کہا مگر سنائی نہ دیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا اے غم خانے میں نے تجھے رخصت کیا اور دوست دوست کے پاس پہنچ گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے پیچھے دیکھنے کے وقت یہ کہا اے مصر والو تم سب میرے غلام ہو اپنے باپ کے دیدار کی برکت سے میں نے تم سب کو آزاد کر دیا۔

نکتہ:

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے سب غلام آزاد کر دیئے تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ کے سبب دوزخ سے آزاد کر دے کیوں کہ جتنی محبت حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام سے تھی اس سے کہیں زیادہ محبت اللہ کو اپنے محبوب حضرت محمد علیہ السلام کے ساتھ ہے۔

ایسا کوئی محبوب نہ ہو گا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے

جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر پہنچے تو آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا بھائیوں کا پورا قصہ اول سے آخر تک مجھے سناؤ حضرت نے پورا قصہ بیان کر دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے پورا قصہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو غش آ گیا جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو ہوش آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ابا جان وہ دن گزر گئے۔ دوست دوست کے پاس پہنچ گیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے بڑی

حمد و ثنا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کو تخت پر دائیں طرف اور اپنی خالہ کو بائیں طرف بٹھایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ

ترجمہ: اور اس نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے میں گر گئے۔

علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ راحیل کو زندہ کر دیا تھا تا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کریں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب تحقیقی طور پر واقع ہو اور قرآن مجید کی ظاہر آیت کے مطابق بھی یہی بات ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ماں اور باپ دونوں نے سجدہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کو بھی زندہ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حج کیا آپ مجھے ساتھ لے کر عقبۃ الحجون کے پاس سے گزرے اس وقت آپ غمزدہ تھے اور رو رہے تھے۔ آپ کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگی میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا اے حمیرا ٹھہر جاؤ میں نے اونٹ کے پہلو سے ٹیک لگا لی آپ کافی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر آپ میری طرف آئے اور خوشی سے مسکرا رہے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ میرے پاس آئے اس وقت آپ غمگین تھے اور رو رہے تھے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو روتا دیکھ کر رونے لگی پھر آپ میرے پاس آئے اس وقت آپ خوشی سے مسکرا رہے تھے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا میں اپنی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس سے گزرا میں نے اپنے رب سے

سوال کیا کہ اس کو زندہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا اور وہ مجھ پر ایمان لے آئی پھر اللہ نے اس کو اسی طرح لوٹا دیا اور ایک روایت میں ہے کہ ماں باپ دونوں کو زندہ کیا اور وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان لانا نہ شرعاً اور نہ عقلاً محال ہے۔ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کا مقتول آدمی زندہ کیا گیا اور اس نے اپنے قاتل کی خبر دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اللہ نے مردوں کو زندہ کیا جب ان کا زندہ ہونا محال نہیں ہے تو آپ کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان لانا کیسے محال ہوا۔ عقلاً اس طرح محال نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورج کا غروب ہو کر طلوع ہونا ثابت ہے۔ اگر سورج کا غروب ہو کر طلوع ہونا نافع نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ سورج کو نہ لوٹاتا۔ اسی طرح اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کرنا پھر آپ پر ایمان لانا اور آپ کی تصدیق کرنا نفع بخش نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کو زندہ نہ فرماتا۔ (التذکرہ، ج ۱، ص ۳۵)

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں باپ اور ان کے جملہ بھائیوں نے آپ کو سجدہ کیا تو آپ نے اپنے باپ سے کہا اے باپ میں نے جو پہلے خواب دیکھا تھا یہ اس کی تعبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے خواب کو سچا کر دیا ہے اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا اے باپ ہمارا قصور معاف فرما دیں۔ آپ بھی اور یوسف (علیہ السلام) بھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے بھائیوں کا قصور معاف کر دو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں نے آپ کے آنے سے پہلے ہی ان کا قصور معاف کر دیا ہے میں انہیں اس کے فعل کی سزا نہ دوں گا اور میں نے اللہ کی وجہ سے اور آپ کی وجہ سے ان کا قصور معاف کر دیا ہے۔

نکتہ:

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اکٹھا کر دیا اور ملا دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے امتیوں کو اکٹھا کر دے گا اور ملا دے گا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا مجھے ایک ایسا مکان بنا دو جس میں دھوپ کا بچاؤ ہو تا کہ میں اس میں اللہ کی عبادت کروں اور جو جو نعمتیں اس نے مجھے دی ہیں ان پر اس کا شکر ادا کروں اور رات دن میں اسی مکان میں رہوں اور رات کے قریب تو میرے پاس آئے اور رات کو تو میرے پاس ہی سوئے تا کہ میں تری خوشبو سونگھوں اور میری روح تازہ رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں نے آپ کے حکم کو قبول کیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے ارشاد کے سبب آپ کے لئے ایک مکان تعمیر کرایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اس مکان میں چلے گئے اور وہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کے سوا سب بھائیوں کے لئے الگ الگ مکان بنوائے اور حضرت بنیامین حضرت یوسف علیہ السلام کے محل میں رہتے تھے۔ زلیخا نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے بہت علم اور عبادت سیکھی۔ یہاں تک کہ وہ مصر کے دیگر تمام مردوں اور عورتوں سے افضل ہو گئی۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات قریب ہوئی تو ان کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کے قبرستان میں چلے جاؤ اور وہ بیت المقدس میں ہے تا کہ تجھے وہاں وفات آئے۔ اسی وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت

یوسف علیہ السلام کو بلایا اور جبرئیل امین علیہ السلام کی آمد کی خبر دی اور فرمایا کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا روح قبض ہونے کا وعدہ کب ہے فرمایا قریب ہے۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام رونے لگے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامانِ سفر کی تیاری کی اور حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کو روانہ کرنے کے لئے شہر سے باہر نکلے اور حضرت یعقوب علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے۔

بیت المقدس میں اپنے باپ دادا کے قبرستان کے قریب پہنچے وہاں حضرت یعقوب علیہ السلام پر نیند کا غلبہ ہوا آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سرخ جواہرات کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور جواہرات سورج کی طرح روشن ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دائیں ہاتھ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بائیں ہاتھ سے حضرت اسحاق علیہ السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے یعقوب علیہ السلام تو بھی ہمارے پاس آجا۔ ہم تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی وقت نہایت خوشی اور سرور کی حالت میں جاگ اُٹھے اور اسی وقت اپنی سواری اونٹنی کے پاس آئے اور اسے قاصد کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس روانہ کیا اور اونٹنی سے کہا تو جا کر حضرت یوسف علیہ السلام سے کہہ دے کہ میں اپنے رب کے پاس جانے والا ہوں۔ اونٹنی قاصد ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف روانہ ہوگئی اور خود حضرت یعقوب علیہ السلام قبرستان میں پھرنے لگے۔ یکا یک ایک کھدی ہوئی قبر کے پاس سے ان کا گزر ہوا اس سے نہایت عمدہ خوشبو آتی تھی۔ اس قبر کی نسبت فکر کرنے لگے اور پھرتے رہے۔ یکا یک انسان کی شکل میں ان کے پاس ملک الموت آئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ قبر کس کے لئے ہے کہا یہ قبر ایک ایسے شخص کے لئے ہے جو اللہ

کے نزدیک بزرگ ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کیا تو اسے جانتا ہے کہا ہاں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا وہ کون شخص ہے۔ ملک الموت نے کہا مجھے بیان کرنے کا حکم نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا اے اللہ اس قبر کو میرا گھر بنا دے۔ غیب سے آواز آئی اے اسحاق (علیہ السلام) کے بیٹے یہ قبر ہم نے تیرے لئے کر دی۔ اسی وقت ملک الموت روح قبض کرنے کے لئے آ گئے۔ جب ملک الموت کو دیکھا تو پوچھا تو کون ہے تیرے دیکھنے سے میرے اعضاء اور جوڑ بے قابو ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس سے کہا تو زیارت کے لئے آیا ہے یا روح قبض کرنے۔ ملک الموت نے کہا زیارت کے لئے بھی اور روح قبض کرنے کے لئے بھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا اللہ کا حکم اور اللہ کی ملاقات پر مرحبا صد مرحبا اور حضرت یعقوب علیہ السلام چت لیٹ گئے اور ملک الموت روح نکالنے لگے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا کہ میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے حبیب یوسف علیہ السلام کی روح آسانی سے قبض کرنا۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے پڑھا لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ پھر ملک الموت حضرت یعقوب علیہ السلام کی روح کو آسمان کی طرف لے گئے اور فرشتوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی روح کا استقبال کیا۔ جبرئیل امین و میکائیل علیہما السلام اور فرشتوں کے ایک گروہ نے آپ کو غسل دیا کفن پہنایا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور کہا حضرت یوسف علیہ السلام کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات پر اللہ تمہیں اجر دے۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام اونٹنی سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے اور اللہ کا حکم پہنچایا اور اونٹنی کی

حفاظت کے لئے اللہ نے ایک فرشتہ مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ اونٹنی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئی اور اس نے عبرانی زبان میں حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی موت کی خبر دی۔ کہا اے یوسف (علیہ السلام) تیرا باپ اس حال میں اللہ سے جا ملا کہ وہ تجھ سے راضی تھا۔ تین دن تک سارے مصر میں لوگوں نے تعزیت کی۔ (تفسیر امام غزالی، ص ۲۳۳)

حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے افراشیم کو بلا کر وصیت کی جب میری وفات ہو جائے تو جب تک اللہ کے ہاں سے آواز نہ آئے۔ اس وقت تک مجھے دفن نہ کرنا۔ پھر جہاں میرا رب حکم کرے وہاں مجھے دفن کر دینا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے تین سانس لئے اور دنیا سے کوچ کر گئے۔ افراشیم نے غیب سے آواز سنی کوئی کہہ رہا ہے تو اپنے باپ کو غسل دے کفن دے کر ان کی نماز جنازہ پڑھ۔ افراشیم نے ایسا ہی کیا اور افراشیم اور مومن نماز پڑھ کر اس کو دریا کی طرف لے گئے۔ جب جنازہ دریا کے کنارے پہنچا تو دریا درمیان سے شق ہو گیا اور یکا یک دریا میں ایک کھدی ہوئی قبر ظاہر ہوئی جو خوشبودار اور آراستہ تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام وہاں دفن کر دیئے گئے۔ جب دفن سے فارغ ہوئے تو دریا کا پانی حسب سابق رواں اور جاری ہو گیا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل جاؤ تو ساتھ یہ بھی وحی ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جسد اقدس قبر سے نکال کر ساتھ لے لو اور ان کو ان کے آباؤ اجداد کے ساتھ دفن کر دو چنانچہ حدیث مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی کام کے متعلق سوال کیا جاتا اگر آپ کا ارادہ اس کے کرنے کا ہوتا تو فرماتے ہاں اور آپ کا ارادہ نہ کرنے کا ہوتا تو آپ خاموش رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے متعلق نہ نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کچھ سوال کیا آپ خاموش رہے۔ اس نے پھر سوال کیا آپ خاموش رہے۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ سوال کیا آپ نے گویا جھڑکنے کے انداز میں فرمایا۔ اے اعرابی مانگ کیا چاہتا ہے۔ ہمیں اس پر رشک آیا اور ہم نے گمان کیا کہ اب وہ جنت کا سوال کرے گا اس نے کہا میں آپ سے سواری کا سوال کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہیں مل جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں اس پر بہت تعجب ہوا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اعرابی کے سوال میں اور بنی اسرائیل کی بڑھیا کے سوال میں کتنا فرق ہے۔ پھر آپ نے فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا پار کرنے کا حکم ہوا تو آپ کے پاس سواری کے جانور لائے گئے جو کنارے تک پہنچ کر واپس ہو لیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب یہ کیا ماجرا ہے حکم ہوا کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے پاس ہو اس کے جسد اقدس کو اپنے ساتھ لے جاؤ وہ قبر ہموار ہو چکی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے سوال کیا کہ تم میں سے کسی کو پتہ معلوم ہے لوگوں نے کہا اگر کوئی جاننے والا ہے تو وہ بنی اسرائیل کی ایک بڑھیا ہے اس کو معلوم ہے کہ وہ قبر کہاں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بڑھیا کو بلوایا جب وہ آ گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر معلوم ہے۔ اس نے کہا ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہمیں بتاؤ۔ اس نے کہا اللہ

کی قسم جب تک آپ میرا سوال پورا نہ کریں گے، اس وقت تک نہیں بتاؤں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا بتاؤ تمہارا سوال کیا ہے اس نے کہا میرا سوال یہ ہے کہ جنت کے جس درجے میں تم رہو گے اسی میں میں رہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا صرف جنت کا سوال کرو اس نے کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے درجے میں نہ رہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو ٹالتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام) اس کو وہ درجہ عطا فرما دو اس سے تمہیں کوئی کمی نہ ہو گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو جنت کا وہ درجہ عطا فرما دیا اس نے قبر بتا دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کا جسد اقدس نکال کر اپنے ساتھ لے لیا اور دریا کے پار چلے گئے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۷۰۔ المستدرک، ج ۲، ص ۵۷۱۔
طبرانی اوسط، ج ۸، ص ۳۷۶۔ مسند ابی یعلیٰ، ج ۱۳، ص ۲۳۶)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا سل ماشئت یا اعرابی۔ اے اعرابی جو چاہو مانگ لو معلوم ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں۔

(۲) صحابہ نے کہا اب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت مانگے گا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے مالک و مختار ہیں جس کو چاہیں جنت عطا فرما دیں۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کیا کہ ہم تو زبان دے چکے تھے اگر یہ جنت کا اعلیٰ مقام بھی ہم سے مانگتا تو ہم عطا فرما دیتے

یہ سب کچھ ہمارے اختیار میں ہے۔

(۴) حضرت کلیم اللہ سے اس بڑھیا نے جنت کا مختار سمجھ کر جنت کا اعلیٰ مقام مانگا جو اس کو مل گیا جب کلیم اللہ کے اختیار کا یہ کمال ہے تو امام الانبیاء حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کا کیا کمال ہوگا۔

تجھ سے اور جنت کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے مندرجہ ذیل مسائل ثابت ہوئے بحث ملاحظہ فرمائیں۔

نبی کی زبان کُن کی کنجی ہے:

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام سے قید خانے میں ایک قیدی نے اپنا خواب بیان کیا آپ نے تعبیر دی کہ تجھے تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا وہ کہنے لگا میں نے مذاق کیا ہے۔ میں نے تو خواب نہیں دیکھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تو نے خواب دیکھا ہے یا نہیں مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں اب جو میرے منہ سے نکل گیا وہ ہو کے رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ○

ترجمہ: اور لیکن دوسرا قیدی سولی دیا جائے گا اور پھر پرندے اس کا سر کھائیں گے فیصلہ ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام سامری سے ناراض ہو گئے کیونکہ اس نے سونے کا بچھڑا بنا کر لوگوں کو مشرک بنا دیا تو آپ کے منہ سے نکل گیا جا ترے جسم میں یہ

تاثیر پیدا ہو جائے گی کہ جس سے تو چھو جائے اسے بھی بخار ہو جائے اور تجھے بھی بخار ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ لوگوں سے کہتا پھرتا تھا کہ مجھے کوئی نہ چھوئے اور فرمایا یہ سزا تو دنیا کی ہے آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۝

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا جا تیری سزا دنیا کی زندگی میں یہ ہے کہ تو کہتا پھرے گا کہ چھو نہ جانا۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کے لئے تین دعائیں کیں ایک یہ کہ ان کے مال ہلاک ہو جائیں۔ دوسرے اپنے جیتے جی یہ ایمان نہ لائیں تیسرے یہ کہ مرتے وقت ایمان لائیں اور پھر ایمان قبول نہ ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فرعونیوں کی نقدی اور غلہ سب پتھر ہو گئے اور زندگی میں ایمان کی توفیق نہ ملی اور ڈوبتے وقت فرعون ایمان لایا مگر وہ ایمان قبول نہ ہوا۔ اس نے کہا تھا:

اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ۝

ترجمہ: میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لایا۔

فرعون کے سوا کوئی قوم ایمان لا کر نہ مری جو کلیم اللہ کے منہ سے نکلا وہ ہو کے رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے ہمارے رب فرعونیوں کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے یہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

(۴) سورہ نوح کی آخری تین آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کی تین دعائیں

ذکر ہوئی ہیں۔

سارے کافروں کو ہلاک کر دے اس لئے کہ اب ان کی اولاد بھی کافر ہی ہو گی۔ میری اور میرے باپ کی مغفرت کر دے اور جو میرے گھر میں پناہ لے لے اس کو بخش دے۔ اب دعاؤں کو اللہ نے حرف بحرف قبول فرما لیا اور سارے عالم کے کافر غرق کر دیئے گئے۔ آپ کے ماں باپ کی مغفرت کر دی گئی اور جس نے کشتی میں پناہ لی اسے بچا لیا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے نبوت کی عینک سے ان کی ہونے والی اولاد تک کا حال معلوم کر لیا کہ وہ کافر ہی ہو گی جو آپ کی زبان سے نکلا وہ پورا ہو کے رہا یہ ہے زبان کُن کی کنجی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ○

ترجمہ: اور نوح (علیہ السلام) نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی رہنے والا نہ چھوڑ بے شک اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی اولاد بھی فاسق و فاجر اور کافر ہو گی۔

(۵) اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی۔

رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ○

ترجمہ: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک جنگل میں بسائی جس میں کھیتی نہیں تیرے حرمت والے گھر کے پاس۔ اے ہمارے رب اس لئے کہ نماز قائم کریں تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منہ سے نکل گیا بواد غیر زاع بے کھیتی والا جنگل تاثیر تو دیکھو کہ اب تک وہ جگہ ریتلی ہی ہے کہ وہاں کھیتی ہو سکتی ہی نہیں یہ ہے ان کی زبان کی تاثیر اور ہو بھی کیوں نہ رب نے فرمایا اپنا لڑکا ذبح کر دو عرض کی بہت اچھا فرمایا اپنے آپ کو نار نمرود میں ڈالدو عرض کی بہت اچھا۔ فرمایا اپنے بچے اور بیوی کو ویران جنگل میں چھوڑ آؤ۔ عرض کی بہت اچھا۔ جب وہ رب کی مانتے ہیں تو پھر رب بھی ان کی مانتا ہے۔ جلیل نے کہا خلیل نے مانا، خلیل نے کہا جلیل نے مانا غرضیکہ ان کی زبان کُن کی کنجی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص وحی لکھتا تھا وہ مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے مل گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُہٗ○ بے شک اس کو زمین قبول نہ کرے گی۔ لہٰذا جب وہ مر گیا تو مشرکوں نے اسے دفن کر دیا زمین نے باہر پھینک دیا کئی دفعہ قبر کو گہرا کر کے دفن کیا گیا لیکن زمین نے پھر باہر پھینک دیا۔

زباں کُن کی کنجی رضا میں قضائیں
یہ تاب وتواں ہے محمد کے صدقے

اللہ کے برگزیدہ بندے مشکل کشا دافع البلا ہوتے ہیں:

(۱) جب حضرت یعقوب علیہ السلام فراق یوسف میں رو رو کر نابینا ہو گئے تو ان کی مصیبت اور مشکل کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص کے ذریعے دور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا○

ترجمہ: میرا یہ کُرتا لے جاؤ میرے باپ کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں

روشن ہو جائیں گی۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا۝

ترجمہ: جب خوشی سنانے والا آیا تو وہ کرتا یعقوب کے چہرے پر ڈال دیا اسی وقت ان کی آنکھیں لوٹ آئیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ۝

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اللہ کے حکم سے شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھوں کو اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

اندھا کوڑھی ہونا بلا ہے جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے دفع کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ دافع البلا تھے۔

(۳) جب بنی اسرائیل تیہ کے میدان میں پیاس کی مصیبت سے دوچار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں براہ راست پانی نہ دیا بلکہ ان کا دافع البلا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنایا اور وہ اس طرح کہ اللہ پاک فرماتا ہے۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا۝

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی جبکہ ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑیں گے۔

(۴) حضرت ایوب علیہ السلام سات سال تک بیماری میں مبتلا رہے ان کی بیماری اس طرح دور فرمائی کہ ان سے کہا گیا اپنا پاؤں زمین پر رگڑو رگڑنے سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا فرمایا اسے پی لو اور غسل فرما لو پینے سے اندرونی بیماری اور نہانے سے ظاہری بیماری کو شفا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○

ترجمہ: اے ایوب زمین پر پاؤں مارو یہ ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

(۵) اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ○

ترجمہ: اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دل کا چین ہے۔

اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اسے فرشتے اُٹھا کر لائیں گے۔ یہ صندوق شمشاد کی لکڑی کا تھا جو تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں نبیوں کی تصاویر تھیں اور وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تھا۔ آپ کے بعد بنی اسرائیل کے پاس رہا اس وقت اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا کپڑے نعلین اور حضرت ہارون کا عمامہ شریف وغیرہ چند تبرکات تھے۔

بنی اسرائیل اس صندوق کو جس میں یہ تبرکات تھے۔ لڑائی کے موقع پر ادب سے آگے رکھتے اور ان کو اس کی برکت سے فتح حاصل ہوتی تھی اور جب ان کو کوئی حاجت پیش ہوتی تو اس کو سامنے رکھ کر دعا مانگتے تو ان کی حاجت پوری ہو جاتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات ان کی وفات کے بعد بھی دافع البلا ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ○

ترجمہ: اللہ ان کو عذاب نہ دے گا حالانکہ ان میں آپ موجود ہیں۔

اس آیت میں فرمایا گیا کہ دنیا پر عذاب اس لئے نہیں آتا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے عذاب رُکا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ اقدس عذاب کو مانع اس لئے ثابت ہوا کہ آپ دافع البلا ہیں۔

تمہیں شافع برایا تمہیں دافع بلایا
تمہیں قاسم عطایا کوئی تم سا کون آیا

لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا○

ترجمہ: اگر وہ مسلمان مکہ سے نکل جاتے تو ہم کافروں پر دردناک عذاب بھیجتے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بہتر مسلمان اور تھے جو کسی مجبوری کی وجہ سے فوری ہجرت نہ کر سکے ان کی برکت سے اہل مکہ عذاب سے محفوظ رہے۔ معلوم ہوا کہ یہ مسلمان اہل مکہ کے لئے دافع البلا ثابت ہوئے۔

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ○

ترجمہ: پس ہم نے مومنوں کو قوم لوط کی بستی سے نکال لیا۔

جب تک حضرت لوط علیہ السلام کی امت کے مومن بستی میں موجود رہے کافروں پر عذاب نازل نہیں کیا۔ عذاب اس وقت نازل ہوا جب یہ مومن بستی سے نکل گئے۔ معلوم ہوا یہ مومن بستی میں کافروں کے لئے دافع البلا ثابت ہوئے۔

انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور ان کے تبرکات مشکل کشا اور دافع البلا ہوتے ہیں۔ باذن اللہ ان کی برکت سے آنے والی بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ مشکلات حل ہوتی ہیں۔

حیلہ کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ○

ترجمہ: پھر جب یوسف (علیہ السلام) نے ان کا سامان تیار کیا تو اس نے پیالہ اپنے بھائی کی بوری میں رکھ دیا۔ پھر منادی نے اعلان کیا اے قافلے والو بے شک تم ضرور چور ہو۔

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے تو ان کے شاہی کارندے نے شاہی پیمانہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور اس ملک کا قانون یہ تھا کہ جس شخص کے پاس سے چوری کا مال برآمد ہو تو بطور سزا اس شخص کو مالک کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ سو جب بنیامین کے سامان سے شاہی پیمانہ برآمد ہوا تو ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیا گیا اور اس حیلے سے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ لیا۔

دوسرے مقام پر اللہ پاک فرماتا ہے۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ○

ترجمہ: اے ایوب اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک جھاڑو لے لو پھر اس سے مارو اور اپنی قسم نہ توڑو۔

حضرت ایوب علیہ السلام کسی وجہ سے اپنی بیوی سے ناراض ہو گئے اور قسم کھالی کہ وہ صحت یاب ہونے پر اپنی بیوی کو سو کوڑے ماریں گے۔ جب صحت یاب ہوئے تو اب یہ پریشانی ہوئی کہ اگر میں اپنی بیوی کو سو کوڑے ماروں تو

خدمت گزار بیوی کو اذیت ہو گی اور اگر نہیں مارتا تو قسم ٹوٹ جاتی ہے۔ تب اللہ نے ان کو یہ حیلہ بتایا کہ وہ سوتنکوں کا جھاڑو لے کر ان کو ماریں اس طرح آپ کی قسم پوری ہو جائے گی اور آپ کی بیوی اذیت سے بچ جائے گی۔

احادیث:

(۱) انصار میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا یہاں تک کہ وہ بہت کمزور ہو گیا اس کی کھال ہڈیوں سے چپک گئی۔ اس کے پاس انصار کی باندی آئی جس پر وہ فریفتہ ہو گیا اور ہشاش بشاش ہو گیا اور اس سے جنسی عمل کر لیا پھر جب اس کے قبیلے کے لوگ عیادت کے لئے اس کے پاس آئے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں حکم معلوم کرو کیونکہ میں نے اس باندی سے جماع کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس واقعہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور کہا ہم نے اس جتنا بیمار کسی اور کو نہ دیکھا۔ اگر ہم اس کو اُٹھا کر آپ کے پاس لائیں تو اس کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی اس کی ہڈیوں پر کھال لپٹی ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک گچھا لے کر اس پر ایک ضرب مارو۔

(ابوداوٗد، ج ۲، ص ۲۵۸۔ مسند امام احمد، ج ۵، ص ۲۲۲۔ ابن ماجہ، ص ۱۸۵)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو خیبر کا عامل مقرر فرمایا وہ آپ کے پاس عمدہ کھجوریں لے کر حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح کی ہیں اس نے کہا نہیں بخدا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دو صاع کھجوریں دے کر ایک صاع لیتے ہیں یا تین صاع کھجوریں دے کر دو صاع کھجوریں لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح نہ کرو سب کھجوروں کو درہم کے بدلہ میں فروخت کر دو اور عمدہ کھجوریں درہموں کے

بدلے خرید لو۔ (دارمی، ج ۲، ص ۱۷۷۔ بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۹۳)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے سود سے بچنے کا حیلہ بیان فرمایا ہے۔

(۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوریں لائی گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ہماری کھجوریں نہیں اس آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم اپنی دو صاع کھجوریں دے کر ایسی کھجوریں ایک صاع لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سود ہے ان کو واپس کر دو پھر اپنی کھجوریں فروخت کر کے ایسی کھجوریں حاصل کر لو۔

(طبرانی اوسط، ج ۲، ص ۳۰)

سود کی تعریف یہ ہے کہ دو ہم جنس چیزوں کا باہمی تبادلہ اس طرح کیا جائے کہ ایک طرف زیادتی لازمی آئے اس زیادتی کا نام سود ہے۔ حدیث مذکورہ میں کھجوروں سے تبادلہ کیا گیا اور ایک صاع زیادتی تھی جس کو نبی کریم ﷺ نے سود قرار دیا اور سود شریعت اسلامیہ میں حرام ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے سود سے بچنے کا حیلہ بیان فرما دیا۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ حیلے کی دو اقسام ہیں مستحسن اور مکروہ۔ حیلہ مستحسن وہ ہے کہ جس حیلے سے انسان حرام سے چھٹکارہ حاصل کر لے یا جس کی وجہ سے حلال چیز کو حاصل کر لے اور حیلہ اس وقت مکروہ ہوتا ہے جب حیلہ کر کے کسی شخص کے حق کو باطل کر دے یا حیلہ کر کے باطل کو حق کر کے دکھائے یا حیلہ کر کے کسی حق میں شبہ ڈال دے اس قسم کے حیلے مکروہ ہیں۔

(المبسوط، ج ۳۰، ص ۲۱۰)

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہما میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی

کہ مجھے موقع ملا تو ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا کوئی عضو کاٹوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ ان میں صلح کرادیں۔ حضرت سارا نے عرض کی میری قسم کا کیا حیلہ ہوگا۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ حضرت سارہ کو حکم دو کہ وہ حضرت ہاجرہ کے کان چھیدیں۔ اسی وقت سے عورتوں کے کان چھیدے جانے لگے۔ اس حیلے سے حضرت سارا کی قسم بھی نہ ٹوٹی اور حضرت ہاجرہ بھی اعضا میں سے کسی عضو کے کٹنے کی اذیت سے محفوظ رہیں۔

پس حیلہ کا ثبوت قرآنی آیات، احادیث اور فقہی عبارات سے ہوگیا۔

نبی کو بارش کا علم ہونا:

حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر دیتے ہوئے فرمایا:

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ○

ترجمہ: پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں پر بارش ہوگی اور اس میں لوگ پھلوں کو نچوڑیں گے۔

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ انبیاء علیہم السلام کو بارش کا علم عطا فرماتا ہے۔ قرآن مجید کی اس دلیل کے بعد کچھ دلائل از احادیث سماعت فرمائیں۔

(۱) حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ایک بادل دیکھا اور کہا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ بادل ہم پر برسے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بادل وادئ لیل میں برسے گا۔ ورجالہ موثوقون ○

(مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۲۱۶۔ طبرانی کبیر، ج ۷، ص ۱۱۷)

(۲) مالک الدار جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وزیر خوراک تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط آ گیا۔ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے بارش کی دعا کریں کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ ان کو میرا سلام کہو اور ان کو یہ خبر دو کہ یقیناً بارش ہو گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۲، ص ۳۲)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بادل چھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا ایک فرشتہ بادلوں کا مؤکل میری خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے اس نے سلام کیا اور مجھے خبر دی کہ وہ بادلوں کو چلائے گا۔ یمن کے ایک نالے کی طرف جس کو صندیہ کہتے ہیں۔ ہمارے پاس اس کے بعد ایک سوار آیا ہم نے اس سے بادل کی نسبت دریافت کیا۔ اس نے خبر دی کہ اس دن بارش ہوئی۔ (خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۲۶۶)

عقلی دلیل:

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ میکائیل علیہ السلام کی کیا ڈیوٹی ہے۔

قَالَ عَلَى النَّبَاتِ وَالْقَطْرِ ۝

ان کی ڈیوٹی نباتات اگانا اور بارش برسانا ہے۔

(طبرانی کبیر، ج ۱۱، ص ۳۰۱)

جب میکائیل علیہ السلام کی ڈیوٹی بارش برسانا ہے تو پھر وہ بارش برسنے کے

وقت کو بھی جانتے ہیں اور بارش برسنے کی جگہ کو بھی جانتے ہیں کہ کس جگہ بارش برسے گی اور میکائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں جب امتی جانتا ہے تو نبی بھی جانتا ہے۔

لگے ہاتھوں مخالفین کے گھر کا حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ لیاقت علی دیوبندی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مولوی رشید احمد گنگوہی سے ملنے گنگوہ گئے پھر واپسی کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا اب نہ جاؤ راستہ میں بارش سے بھیگ جاؤ گے۔ پریشان ہو گے۔ اس وقت آسمان بالکل صاف تھا۔ آفتاب نکلا ہوا تھا۔ مجھے بارش کا وسوسہ بھی نہ گزرا میں نے عرض کی حضرت آسمان پر ابر کا نشان بھی نہیں پھر یہی فرمایا راستہ میں بارش میں بھیگ جاؤ گے۔ پریشان ہو گے۔ میں نے پھر عرض کی حضرت ابھی تو بارش کا کوئی سامان نہیں اور مجھے بوجہ ملازمت آج ہی وطن پہنچنا ہے۔ میرے اصرار پر حضرت نے اجازت دے دی اور میں گنگوہ سے باہر نکلا دو تین کوس چلا ہوں گا کہ دفعۃً ابر نمودار ہوا اور چار طرف گھٹا چھا گئی اس زور کی بارش ہوئی کہ پاؤں اٹھانا اور ایک قدم چلنا مشکل پڑ گیا سر سے لے کر پاؤں تک خوب نہایا۔ (تذکرۃ الرشید، ج ۲، ص ۲۲۱)

عصمت انبیاء:

اللہ تعالیٰ کے انبیاء قبل از دعوائے نبوت اور بعد از دعوائے نبوت صغائر و کبائر سے معصوم ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ زلیخا نے ان سے برائی کا ارادہ کیا ان کو ساتویں کوٹھڑی میں لے گئی زیب و زینت کے ساتھ آراستہ ہو کر اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی اور اپنی طرف گناہ کے لئے بلایا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام ارادہ گناہ سے بھی پاک رہے۔ ایک شیر خوار بچے

نے بھی آپ کی پاکدامنی اور زلیخا کی خطا کاری کی گواہی دی۔ آخر کار زلیخا نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے سچا ہونے کی گواہی دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کے نبی صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ مزید دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) اگر انبیاء علیہم السلام سے گناہ صادر ہو تو ان کی اتباع حرام ہو گی حالانکہ ان کی اتباع کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۝

ترجمہ: تم فرمادو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

(۲) جس سے گناہ صادر ہوں اس کی شہادت کو بلا تحقیق قبول کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا ۝

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔

اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ نبیوں کی شہادت کو بلا تحقیق قبول کرنا واجب ہے کیونکہ وہ سچے ہوتے ہیں ان کے کلام میں جھوٹ کا شبہ نہیں ہوتا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کسی فاسق و فاجر کو نبوت نہیں عطا فرماتا کیونکہ وہ نبوت کا اہل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ظالموں کو میرا عہد نہیں پہنچتا۔

عہد سے مراد نبوت ہے۔

(۴) اگر نبی سے گناہ کا صدور ہو تو ان کو ملامت کرنا جائز ہوگا اور اس سے نبی کو ایذاء پہنچے گی اور نبی کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ ○

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔

(۵) انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے:

اِنَّاۤ اَخۡلَصۡنٰہُمۡ ہم نے ان کو مخلص کر دیا اور مخلصین کو شیطان گمراہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغۡوِیَنَّہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ○ اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡہُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ○

ترجمہ: ابلیس نے کہا تیری عزت کی قسم تیرے مخلص بندوں کے سوا میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کے نبی اللہ کے بندوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اگر وہ خود گناہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات سخت ناراضگی کا موجب ہے کہ تم وہ بات کہو جو خود نہیں کرتے۔

حالانکہ اللہ انبیاء علیہم السلام سے راضی ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے:

عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ ○

ترجمہ: وہ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب کو کسی پر مطلع نہیں کرتا بجز ان کے جن سے وہ راضی ہے جو اس کے رسول ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سب رسولوں سے راضی ہے اور نیکی کا حکم دے کر خود اس پر عمل نہ کرنے والے پر وہ راضی نہیں۔

(۷) اگر معاذ اللہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ صادر ہوں تو وہ عذاب کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا۝

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو بے شک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام جہنم سے مامون و محفوظ ہیں۔ ان کا مقام جنت ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ۝

ترجمہ: اے ابلیس میرے خاص بندوں پر تیری دسترس نہیں۔

اور اس میں شک نہیں انبیاء علیہم السلام اللہ کے خاص بندے ہیں اور شیطان ان کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام تک شیطان کی پہنچ نہیں پھر ان سے گناہ کیونکر سرزد ہوں تعجب ہے کہ شیطان تو ان کو معصوم مان کر ان کے بہکانے سے اپنی معذوری ظاہر کرے مگر بعض بے دین ان حضرات کو مجرم مانیں یقیناً یہ لوگ شیطان سے بدتر ہیں۔

(۹) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

مَاكَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ۝

ترجمہ: ہم گروہ انبیاء کے لئے یہ لائق نہیں کہ اللہ کے ساتھ شرک کریں۔

(۱۰) اللہ پاک نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیْ ○

ترجمہ: میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بناتا بے شک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔

اس آیت پر غور فرمائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا نفس برائی کا حکم دیتا ہے بلکہ فرمایا عام انسانوں کے نفوس برائی کا حکم کرتے ہیں سوائے ان نفوس کے جن پر رب تعالیٰ رحم فرمائے اور وہ نفوس انبیاء کرام کے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نفوس انہیں فریب نہیں دیتے اس لئے کہ وہ ذاتاً اور صفاتاً ہر نقص اور ہر عیب سے پاک ہوتے ہیں۔ حضرات انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے اعلیٰ اور ارفع ہوتے ہیں۔ (تلك عشرة كاملة)

سجدۂ تعظیمی:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا○

ترجمہ: اور اس نے اپنے ماں باپ کو بلند تخت پر بٹھایا اور وہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے سجدے میں گر گئے۔

سجدے کی دو اقسام ہیں ایک سجدہ عبادت ہے جو غیر اللہ کے لئے کفر اور شرک ہے۔ امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے۔

لِاَنَّ سَجُوْدَالْعِبَادَۃِ لِغَیْرِاللّٰہِ کُفْرٌ

ترجمہ: سجدہ عبادت غیر اللہ کے لئے کفر ہے۔

اور جو شخص بقصد عبادت سجدہ کرے وہ شرک ہے۔ دوسرا سجدہ تعظیم ہے

یہ سجدہ بھی ہماری شریعت میں اللہ کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں حرام ہے لیکن شرک اور کفر نہیں۔ اسی لئے پہلی شریعتوں میں جائز تھا اگر کفر ہوتا تو کبھی جائز نہ ہوتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان بھائیوں نے سجدہ کیا یہ سجدہ تعظیم تھا یا پھر ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

اس آیت کے تحت علامہ علاؤ الدین نے لکھا ہے۔

وَكَانَ سُجُوْدُ تَحِيَّةٍ وَتَعْظِيْمٍ لَا سُجُوْدَ عِبَادَةٍ كَسُجُوْدِ اِخْوَةِ يُوْسُفَ

ترجمہ: حضرت آدم کے لئے فرشتوں کا سجدہ، سجدہ تعظیم وتحیت تھا سجدہ عبادت نہ تھا جیسا کہ برادران یوسف کا سجدہ سجدہ تعظیم تھا سجدہ عبادت نہ تھا۔

لیکن سجدہ تعظیم ہماری شریعت میں حرام ہے۔ امام رازی نے لکھا ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ یہ کیا ہے عرض کیا کہ یہود اپنے عالموں اور بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا ہے یعنی سجدہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت مستمرہ نہیں۔ یہود و نصاریٰ جھوٹے ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ یہ شرک ہے۔ نہ یہ فرمایا تم نے مجھے سجدہ کیا یہ شرک ہوا از سر نو اسلام لاؤ۔ معلوم ہوا سجدہ تعظیم ہماری شریعت میں حرام ہے شرک نہیں۔ (کبیر، ج ۱، ص ۴۲۷)

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو منع فرمایا لیکن وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی کے نزدیک مطلقاً سجدہ شرک ہے ان کے عقیدہ کے مطابق تمام فرشتے جنہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور برادران یوسف مشرک تھے معاذ اللہ۔

نوٹ:۔ سجدہ پر مکمل اور مفصل بحث درکار ہو تو ہماری کتاب ''مقام سجدہ'' کا مطالعہ کریں۔

وسیلہ:

کنعان سے جاتے ہوئے راستے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کی قبر آئی۔ آپ علیہ السلام نے اپنے آپ کو اس قبر پر گرا لیا۔ مالک بن ذعر کے غلام نے آپ کو سخت مارا۔ آپ نے فرمایا میں بھاگا نہیں تھا میں اپنی ماں کی قبر سے گزرا تو میں نے چاہا کہ میں اپنی ماں کو الوداع کہوں اور میں دوبارہ ایسا کام نہ کروں گا۔ اس غلام نے کہا تو بہت بُرا غلام ہے۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اگر تیرے نزدیک میرا یہ کام خطا ہے تو میں اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما۔ اس وقت جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا اے یوسف اپنی آواز کو پست کرو تم نے تو آسمان کے فرشتوں کو رُلا دیا ہے۔ زمین پر جبریل امین علیہ السلام نے اپنا پر مارا تو اندھیرا چھا گیا۔ سیاہ بادل آ گیا اور بارش ہونے لگی۔ (احسن القصص، ص ۷۰)

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے انبیاء علیہم السلام کے وسیلے سے دعا مانگی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اور انبیاء علیہم السلام کے

وسیلے سے دعا مانگی ہے چنانچہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آ کر اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے۔ اے فاطمہ آپ میرے لئے میری والدہ کے بعد والدہ کے قائم مقام تھیں۔ جب غسل کے بعد کفنانے کا موقع آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص اتار کر دیا اور کفن کے ساتھ اس کو پہنایا گیا۔ پھر آپ نے اسامہ ابو ایوب انصاری، عمر بن خطاب اور غلام اسود کو بلا کر قبر کھودنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ ان حضرات نے قبر کھودی جب لحد بنانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لحد تراش کر اس کی مٹی نکالی جب قبر مکمل تیار ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اتر کر اس میں لیٹ گئے اور فرمایا اللہ زندہ کرتا ہے مارتا ہے خود زندہ ہے اس پر موت نہیں آتی۔ اے اللہ فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما دے اس کو صحیح جواب سکھا دے اس کی قبر کو فراخ فرما دے میرے وسیلے سے اور سابق انبیاء علیہم السلام کے وسیلے سے تو ارحم الراحمین ہے۔

(طبرانی اوسط، ج ۱، ص ۱۵۲۔ مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۲۵۶)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگی چنانچہ محمد بن یحییٰ تاذفی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ بغداد والوں کی نظر سے عرصہ تک غائب رہے۔ لوگوں نے آپ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کو دجلہ کی طرف جاتے دیکھا گیا۔ لوگ دجلہ کی طرف گئے دیکھا کہ آپ پانی پر چلتے ہوئے آ رہے ہیں۔ مچھلیاں آپ کے ہاتھوں کو چومتی ہیں۔ اس وقت ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک بھاری جا نماز تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گیا یہ جا نماز سبز رنگ اور سونے چاندی سے مرصع تھا

اس پر دو سطریں لکھی تھیں۔

پہلی سطر میں لکھا تھا۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ○

دوسری سطر پر لکھا تھا۔

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○

جب یہ جا نماز بچھ گیا تو بہت سے لوگ جا نماز کے برابر کھڑے ہو گئے۔ پھر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امامت کرائی آپ تکبیر کہتے تو حاملان عرش بھی ساتھ تکبیر کہتے اور جب تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو آپ کے منہ سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے یوں دعا مانگی۔

اے پروردگار تیرے دربار میں، میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی جو کہ میری طرف منسوب ہوں روح قبض نہ کرنا مگر توبہ پر غیب سے یہ آواز سنی گئی کہ آپ کی دعا پر فرشتوں نے آمین کہی اور آواز آئی کہ خوش ہو جاؤ تمہاری دعا قبول ہو گئی۔ (قلائد الجواہر، ص ۸۹)

فراست صادقہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَالَکَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَہٗ لَنٰصِحُوْنَ○

ترجمہ: بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملے میں ہمارا

اعتبار نہیں کرتے ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور چہرے کی رنگت زرد ہوگئی کیونکہ آپ نے ان کے دل کے بُرے ارادے فراست سے جان لیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے جب مومن کی فراست کا یہ کمال ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ولی کی فراست کا کیا کمال ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد خیف میں تشریف فرما تھے کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دونوں نے سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا پھر انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں بتا دوں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو اور اگر چاہو تو میں ایسا نہ کروں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ارشاد فرمائیں اس پر ثقفی نے انصاری سے کہا آپ پہلے دریافت کرلیں۔ انصاری نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر دیں کہ میں کیا پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ جب تو اپنے گھر سے بیت اللہ کے ارادے سے نکلا تو اس میں کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنے، صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے، شام تک عرفہ میں ٹھہرنے اور قربانی کے رمی جمار اور بعد کی رمی جمار اور قربانی کرنے اور سر منڈانے میں تیرے لئے کیا ثواب ہے۔ اس انصاری نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں انہی باتوں کے دریافت

کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو بیت اللہ کے ارادے سے گھر سے نکلا تو اونٹنی کے ہر قدم کے بدلے تیرے لئے یہ ثواب ہے کہ ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے اور جنت میں ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے بنی اسماعیل سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ صفا مروہ کی سعی ایسی ہے جیسے ستر غلام آزاد کر دیئے اور عرفات میں شام تک ٹھہرنے کا ثواب یہ ہے کہ اللہ کی رحمت پہلے آسمان پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ اللہ فرماتا ہے میرے یہ بندے پریشان حال بکھرے بالوں والے دور دراز علاقوں سے میری رحمت اور بخشش کے حصول کی امید پر آئے ہیں۔ اگرچہ ان کے گناہ ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر ہوں یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں میں نے ان تمام گناہوں کو معاف کر دیا۔ اے میرے بندو تم اس حال میں لوٹ جاؤ کہ تمہاری مغفرت ہو گئی اور جس کی تم نے شفاعت کی اس کی بھی مغفرت ہو گئی رمی جمار کا ثواب یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلے ایک ہلاکت میں ڈالنے والا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور تیری قربانی تیرے رب کے نزدیک بھلائی ہے۔ سر منڈھانے کا اجر یہ ہے کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے اور بیت اللہ کے طواف کے بدلے تیرے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایک فرشتہ تیرے کندھوں پر آ کر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے تیرے گناہ معاف ہو گئے از سر نو عمل کر۔ (الترغیب والترہیب، ج۲، ص۱۷۰)

صحابی کی فراست:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں صبح کی نماز ادا کی نماز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

دیوار کے ساتھ سہارا لیا اتنے میں ایک لڑکی کھجوروں کا طبق لے کر آئی اور اس نے وہ طبق آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور لی اور فرمایا اے علی کھاؤ گے یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجور میرے منہ میں رکھدی پھر دوسری کھجور لی اور میرے منہ میں رکھدی۔ اتنے میں مَیں بیدار ہو گیا کھجور کا ذائقہ میرے منہ میں موجود تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق میرے دل میں تھا میں نے وضو کیا اور سجدے میں جا کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی انہوں نے بھی نماز کے بعد دیوار سے سہارا لیا۔ میں اپنا خواب بیان کرنا چاہتا تھا کہ ایک لڑکی کھجوروں کا طبق لے کر آئی اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا آپ ایک کھجور لے کر میرے منہ میں رکھدی پھر دوسری کھجور لی اور میرے منہ میں رکھدی پھر بقیہ کھجوریں حاضرین میں تقسیم کر دیں۔ میں نے ایک اور کھجور کی تمنا کی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کھجور عطا فرما دیتے تو میں بھی اور عطا فرما دیتا میں نے کہا میرے خواب کی آپ کو اطلاع ہو گئی۔ انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا المومن ینظر بنور الله مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کی آپ نے سچ فرمایا میں نے آپ کے ہاتھ کی کھجور میں وہی ذائقہ محسوس کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی کھجور میں ذائقہ تھا۔

(الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۲۰)

ولی کی فراست:

ایک مرتبہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے آپ نے دیکھا ایک شرابی شراب کے نشے میں بدمست ہے۔ منہ سے بدبو آ رہی ہے اور منہ پر مکھیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس کا منہ دھویا اور پھر چلے

گئے جب اس شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ تیرا منہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ دھو کر گئے ہیں۔ اس شرابی نے اپنے آپ کو ملامت کی اور کہا اے بد بخت اب تو شراب نوشی سے توبہ کر کہ اب تو ایک کامل ولی نے تیرا منہ دھو دیا ہے۔ پس اس نے سچے دل سے توبہ کی کہ آئندہ شراب نہ پیوں گا۔ رات ہوئی تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ تو نے ہماری خاطر اس شرابی کا منہ دھویا اور ہم نے تیری خاطر اس کا دل دھو دیا۔ جب صبح ہوئی تو سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ ایک شخص اللہ اللہ کا ذکر کر رہا ہے۔ آپ کے دل میں خیال آیا یہ کون ہے جو مجھ سے بھی پہلے مسجد میں آ کر ذکر اللہ میں مشغول ہے۔ غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ وہی شراب پینے والا ہے آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تجھ میں یہ تغیر و تبدل کیسے واقع ہو گیا۔ اس نے جواب دیا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ بتا دیا ہے تو پھر مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔

پاک ہوویں تے پاک ملے بن پا کیوں پاک نہ ملدا
سارے جسم دے دھوون کولوں اکو دھولے ٹکڑا دل دا

اظہار قدرت:

ایک ہے قانون الٰہی اور ایک ہے قدرت الٰہی۔ قانون کچھ اور چیز ہے اور قدرت کچھ اور مثلاً قانون الٰہی یہ ہے کہ شیر خوار بچہ بولتا نہیں لیکن اللہ کی قدرت یہ ہے کہ وہ اگر چاہے تو شیر خوار بچہ بول سکتا ہے۔ ایک شیر خوار بچے نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے کہ ایک مشرکہ

عورت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت دشمنی رکھتی تھی۔ قریب سے گزری اس نے اپنے دو ماہ کے شیر خوار بچے کو اُٹھا رکھا تھا جب آپ کے سامنے آئی تو کھڑی ہو گئی اور کلام کرنے لگی اور اس کے بچے نے بزبان فصیح کہا اسلام علیکم یا محمد بن عبداللہ السلام علیک یا حبیب اللہ لیکن اس بچے کی ماں نے اسی بات کا انکار کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے فرمایا تو نے کیسے جانا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبداللہ ہوں اور تو نے عقلمندوں کی طرح کوئی میرا معجزہ بھی نہیں دیکھا۔ اس بچے نے جواب دیا آپ کی شریعت کی آگ نے میرے اور آپ کے درمیان حجابات کو جلا دیا اور انوار نبوت نے میری آنکھ کھول دی اور مجھے آپ کا مرتبہ معلوم ہو گیا اور مجھے توفیق الٰہی سے آپ کی معرفت حاصل ہوئی اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے جبرئیل امین علیہ السلام کی زبان سے سکھا دیا کہ آپ محمد بن عبداللہ ہیں اور اللہ رب العالمین کے رسول ہیں۔ اس وقت جبریل امین علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ انہوں نے آپ سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے سے روح الامین کے بارے میں پوچھیں۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا اس نے کہا روح الامین رب العالمین کا رسول ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت وہ کہاں ہے اس بچے نے کہا اس وقت وہ آپ کے قریب کھڑا ہے اور میرے سوا آپ کے کسی صحابی کو نظر نہیں آرہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا میری ماں نے میرا نام عبدالعزیٰ رکھا ہے اور میں اس نام کو پسند نہیں کرتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا نام آپ رکھ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر اس بچے نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ کی دعا قبول فرماتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں کہ اللہ مجھے جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم بنا دے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو قبول فرمالیتا ہے۔

پھر اس بچے نے کہا جو آپ پر ایمان لایا وہ نیک بخت ہے اور جس نے آپ کا انکار کیا وہ بدبخت ہے پھر وہ بچہ فوت ہو گیا اس پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور مسلمانوں نے بھی گریہ زاری کی اللہ کی تکبیر تہلیل اور تسبیح بیان کی جب اس کی ماں نے دیکھا تو وہ بھی رونے لگی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ پر سلام ہو میں آپ سے بہت دشمنی رکھتی تھی اور آپ کی تکذیب میں جلدی کرتی تھی اور آپ کے بارے میں بُری باتیں کرتی تھی اور اب آپ کو دیکھ لینے کے بعد سب کچھ جاتا رہا۔

وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

میں اپنی گذشتہ عمر پر افسوس کرتی ہوں کہ میں نے آپ کی فرمانبرداری نہ کی میری اتنی عمر گزر گئی اور میں نے آپ کی کوئی خدمت نہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس اللہ کی جس نے تمہیں ہدایت دی میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ فرشتوں نے تیرا کفن اور خوشبو اٹھا رکھی ہے۔ اس عورت نے کہا اللہ آپ کی اس بشارت کو اور زیادہ اچھا کرے لیکن ابھی تو میری موت کے کچھ آثار نظر نہیں آرہے۔ میں چاہتی ہوں کہ فی الحال مجھے آپ کی اطاعت کا موقع ملے۔ پھر وہ اپنے گھر کی طرف چلی لیکن راستے میں موت آگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اور اس کے بچے کا جنازہ پڑھا اور جب جنازہ لے کر چلے تو پنجوں کے بل چلے۔ صحابہ کرام علیہم اجمعین نے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا ان کی نماز جنازہ پر اتنے فرشتے آئے ہیں کہ مجھے پورا پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ملتی۔

(النطق المفہوم، ص ۱۰)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ بھیڑیا انسانوں کی طرح کلام نہیں

کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ چاہے تو بھیڑیا انسانی طرز تکلم میں کلام کر سکتا ہے۔ جیسے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ بھیڑیئے نے کلام کیا کہ میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کھانا تو درکنار دیکھا بھی نہیں اور ایک حدیث میں یوں بھی آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ، حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرایا کرتے تھے تو ایک بھیڑیا آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا اور فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ میں موسیٰ علیہ السلام ہوں اور یہ بکریاں حضرت شعیب علیہ السلام کی ہیں۔ اس وقت اس بھیڑیئے نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کلام کیا اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام قسم ہے مجھے اس اللہ کی جس نے مجھے آپ کے ساتھ کلام کرنے کی توفیق دی میں نے آپ کو پہچانا نہیں کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور نہ مجھے یہ علم تھا کہ یہ بکریاں حضرت شعیب علیہ السلام کی ہیں میں بھوک سے مغلوب ہو کر یہاں آیا تھا۔ آپ مہربانی فرما کر ایک بکری مجھے دے دیں۔ میں بھوک کی وجہ سے مرنے کے قریب ہوں۔ آپ نے فرمایا میں ان بکریوں کا مالک نہیں ہوں میں تجھے بکری کیسے دے دوں جاؤ یہاں سے چلے جاؤ آئندہ ادھر کا رخ کیا تو تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا وہ بھیڑیا دوڑ گیا۔ (النطق المفہوم، ص ۲۱)

نظر کا لگنا:

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مصر کی طرف جانے لگے تو آپ نے ان سے فرمایا۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

ترجمہ: اور اس نے کہا اے میرے بیٹو تم سب ایک دروازے سے (شہر میں)

داخل نہ ہونا اور الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور میں تم کو اللہ کی تقدیر سے بچانہیں سکتا۔ حکم صرف اللہ کا چلتا ہے۔

حضرت یعقوب کے یہ بیٹے بہت خوبصورت اور باکمال تھے۔ مصر کے چار دروازے تھے جب دس بیٹے مصر روانہ ہونے لگے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ خدشہ ہوا کہ اگر دس کے دس ایک دروازے سے داخل ہوئے تو ان کو دیکھنے والے کی نظر لگ جائے گی اس لئے انہوں نے فرمایا اے میرے بیٹو تم سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔

نظر لگنا برحق ہے اس سلسلے کی چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا جس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو رہا تھا اس کا رنگ سرخی مائل سیاہ یا زرد تھا آپ نے فرمایا اس پر دم کراؤ کیونکہ اس پر نظر لگی ہوئی ہے۔

(بخاری رقم الحدیث، ۵۷۳۹)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو دم کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تمہارے باپ حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام دم کرتے ہوئے فرماتے تھے میں تمہیں شیطان ہر زہریلے کیڑے اور نظر لگانے والی آنکھ سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

(مسند امام احمد، ج ا، ص ۲۷۰)

(۳) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے سنا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ خرار میں غسل کیا اور انہوں نے اپنا جبہ اتارا اور عامر بن ربیعہ ان کو دیکھ رہے تھے اور سہل گورے رنگ کے بہت خوبصورت تھے۔ عامر بن ربیعہ نے ان کو دیکھ کر کہا اتنے گورے رنگ کا اتنا

خوبصورت شخص اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس وقت سہل کو بخار چڑھ گیا پھر ایک شخص نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر بتایا کہ سہل کو بہت تیز بخار چڑھ گیا ہے اور وہ آپ کے ساتھ جا نہیں سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہل کے پاس تشریف لے گئے اور سہل نے بتایا کہ اس طرح عامر نے مجھے نظر بھر کر دیکھا ہے پھر مجھے بخار چڑھ گیا آپ نے عامر سے فرمایا تم کیوں اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو تم نے یہ کیوں نہیں کہا۔

تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ

جب دیکھنے والا کسی اچھی چیز کو دیکھ کر یہ کہے تو اس کی نظر نہیں لگے گی بے شک نظر کا لگنا برحق ہے تم اس کے لئے وضو کرو۔ عامر نے اس کے لئے وضو کیا پھر وہ تندرست ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے گئے۔

(سنن کبریٰ، ج ۹، ص ۳۵۱۔ مسند امام احمد، ج ۳، ص ۴۸۶)

نظر بد کی تاثیر:

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کی نظر اس لئے لگ جاتی ہے کہ اس کی آنکھ سے زہر نکل کر دوسرے کے بدن میں پہنچ جاتا ہے اس کی نظر یہ ہے کہ جس شخص کو آشوب چشم ہو اور تندرست آدمی اسے دیکھے تو اس کو بھی بیماری لگ جاتی ہے۔ اس طرح بعض بیماریوں میں تندرست آدمی بیماروں کے پاس بیٹھے تو اس کو وہ بیماری لگ جاتی ہے۔ اگر کسی آدمی کو جماہیاں آ رہی ہوں تو اس کے پاس بیٹھنے والے کو بھی جماہیاں آنے لگتی ہیں۔ اسی طرح ایک سانپ ہے افعی اس کے ساتھ نظر ملانے سے بھی زہر سرایت کر جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

دوران خطبہ فرمایا سفید دھاری دار سانپ اور دم بریدہ سانپ کو قتل کر دو کیونکہ یہ دونوں بصارت کو زائل کر دیتے ہیں اور حمل کو ساقط کر دیتے ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث، ۱۹۶۱۶)

پس ثابت ہوا کہ نظر کا لگنا برحق ہے ایک مسلمان کو چاہیے کہ جب اس کو کوئی اچھی چیز نظر آئے تو اس کو گھور کر نہ دیکھے بلکہ وہ دعا پڑھے جو ابھی اوپر بیان ہوئی ہے اور اگر نظر لگ جائے تو جس کی نظر لگی ہے اس کا غسالہ نظر لگنے والے پر ڈال دے۔

ظلم وستم کا انجام:

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے اصرار پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو انہوں نے راستہ میں ان کے ساتھ شدید عداوت کا اظہار کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک بھائی مارتا تو وہ دوسرے سے فریاد کرتے تو وہ بھی ان کو مارتا پیٹتا اور انہوں نے ان میں سے کسی کو رحمدل نہ پایا۔ قریب تھا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کر دیتے لیکن یہودا کے منع کرنے پر قتل سے تو رُک گئے لیکن آپ کو ایک کنویں پر لے گئے اس کی منڈیر پر کھڑا کر کے آپ کی قمیص اتاری اور آپ کو کنویں میں پھینک دیا تا کہ وہ پانی میں ڈوب کر مر جائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام پانی میں گر گئے۔ پھر انہوں نے ایک پتھر پر پناہ لی وہ اس پتھر پر کھڑے ہو کر رونے لگے بعد ازاں ایک قافلہ ادھر سے گزرا انہوں نے آپ کو کنویں سے نکالا بھائیوں کو پتہ چل گیا انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا غلام کہہ کر ان قافلے والوں کے ہاتھ حضرت یوسف علیہ السلام کو

فروخت کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے اس ظلم وستم پر کمال صبر کا مظاہرہ کیا جس کا آخرکار یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بن گئے اور پھر وہ بھی وقت آیا بھائی محتاج بن کر آپ سے غلہ لینے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ان کو پتہ چلا کہ مصر کا بادشاہ تو حضرت یوسف علیہ السلام ہے تو ان کو اپنے کیے پر نادم ہونا پڑا اور سراپا خجالت بن کر آپ سے معذرت کی۔ ظلم کا انجام ہمیشہ ذلت، ورسوائی ہوتا ہے۔ ظالم اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ ظلم کی وجہ سے قبر اور لحد اور حشر میں اندھیرا ہوتا ہے۔ ظلم دوزخ اور اللہ کے غصے کا موجب ہوتا ہے۔ ظالم رحمت اور شفاعت سے محروم ہوتا ہے۔ مظلوم کی دعا اللہ قبول فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب ہوگا۔ ایک اور حدیث میں فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے یعنی اس کی عمر دراز کر دیتا ہے تاکہ اس کے ظلم کا پیمانہ لبریز ہو جائے۔ پھر اس کو ایسا پکڑتا ہے کہ چھوڑتا نہیں۔

ایک جگہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اگر ظالم کے اعمال میں نیکیاں ہوں گی تو اس کی نیکیوں میں سے اس کے ظلم کے برابر نیکیاں لے لی جائیں گی اور مظلوم کو دے دی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیوں سے ظالم کے حساب میں ڈال دی جائیں گی۔ ایک حدیث میں یوں فرمایا گیا ہے۔

مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیَقْوِیَہٗ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ

ترجمہ: جو ظالم کو تقویت دینے کے لئے اس کے ساتھ چلے اور یہ جانتا ہو کہ وہ

ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

لہٰذا ظالم کو چاہیے کہ وہ دنیا میں مظلوم سے اپنا قصور معاف کرا لے وگرنہ قیامت کے دن انجام بھیانک ہو گا۔

امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

مصر کی عورتوں نے زلیخا پر نکتہ چینی کی کہ ایک غلام کی محبت میں مبتلا ہو گئی ہے اور یہ نکتہ چینی اس لئے کی تھی کہ ان کو اندازہ تھا کہ جب زلیخا ان کی تنقید کو سنے گی تو وہ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ مبارک دکھائے گی تاکہ ان عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر وہ حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو گئی ہے تو وہ اس میں معذور ہے۔ مصر کی عورتوں کی نکتہ چینی کی غرض و غایت صرف یہ تھی کہ اس بہانے سے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال سے مشرف ہو سکیں۔ اسی طرح جب مرض وفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام بنانے کا حکم دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتوں کی طرح ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے ایام میں فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رونے کا غلبہ ہو گا اور وہ لوگوں کو اپنی قرأت نہ سنا سکیں گے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب

آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رونے کا غلبہ ہوگا اور وہ لوگوں کو اپنی قرأت نہ سنا سکیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح کہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو تم حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتوں کی طرح ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا منشاء یہ تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حکم دیتے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بناؤ تو بعد میں کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا تھا کہ آپ نے بیماری کی حالت میں یہ حکم دیا تھا۔ یا اتفاقاً یہ حکم دیا تھا۔ یا سہو یا غفلت کی بنا پر یہ حکم دیا تھا۔ اگر آپ کی توجہ کسی اور کی طرف مبذول کرائی جاتی تو آپ اس کے لئے حکم امامت فرماتے لیکن جب آپ کی توجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دلائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تب بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام بنانے کا حکم دیا۔ جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری توجہ اور حاضر دماغی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کا حکم دیا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و حفصہ رضی اللہ عنہا کا بار بار کسی اور کا ذکر کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت پر اصرار کرنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت کو پختہ کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زمانہ یوسف علیہ السلام کی عورتوں کی طرح ہو۔ مطلب یہ تھا کہ جس طرح ان عورتوں کی نکتہ چینی صرف اس لئے تھی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا دیدار کریں۔ تمہاری بھی غرض و غایت صرف اتنی ہے کہ تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کو مؤکد اور پختہ کرنا چاہتی ہو تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بیماری کی حالت میں امام بنایا تھا۔

مہمان نوازی:

حضرت امام غزالی نے اپنی تفسیر احسن القصص میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کبھی تنہا کھانا نہ کھایا۔ آپ مہمان کو دوست رکھتے تھے اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو محسن فرمایا یعنی نیکی کرنے والا کیونکہ مہمان کو کھانا کھلانا ایک عظیم نیکی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مومن کے ہاں مہمان آتا ہے اور وہ اس مہمان کا چہرہ دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے تو اس کی آنکھیں دوزخ پر حرام ہو جاتی ہیں۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانا تناول فرمانا چاہتے تو ایک ایک میل مہمان کی تلاش میں نکل جاتے تاکہ اس کے ساتھ کھانا کھائیں اور جو مہمان کی عزت نہیں کرتا وہ ملت ابراہیم پر نہیں۔ جو خدا کی رضا جوئی کے لئے مہمان کو کھانا کھلاتا ہے وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ ایسا جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج جنا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاں مہمان آیا اور میرے پاس پانی اور خشک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں نے وہی اس کے سامنے رکھ دیا اور پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی فضیلت پوچھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اگر ساتوں آسمانوں کے فرشتے اکٹھے ہو جائیں تو وہ اس سے زیادہ فضیلت حاصل نہیں کر سکتے جو خدا کے دوستوں سے ہونا چاہیے۔ وہ اپنے مہمان کے ساتھ کھانا کھائے۔ ایک شخص نے سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ثواب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا ثواب اس شخص کے برابر ہے جس نے عمر بھر روزے رکھے۔ بیت اللہ کا حج کیا اور عمرہ کیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا پس اس کے لئے جنت ہے جو مہمان کے پاؤں کی آواز سن کر خوش ہوا اس کے لئے ہزار شہیدوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور وہ دنیا سے نکلنے سے پہلے اپنا جنتی ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ کو سب سے زیادہ کس چیز سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے تین چیزوں سے زیادہ محبت ہے۔ مہمان کے ساتھ کھانا تناول کرنا، سخت گرمی میں روزہ رکھنا اور کافروں سے جہاد کرنا۔ ایک مرتبہ آپ کو غمگین دیکھ کر کسی نے پوچھا کیا وجہ ہے فرمایا سات دن ہو گئے ہیں میرے ہاں مہمان نہیں ہوتا ڈرتا ہوں کہیں خدا مجھے ذلیل نہ کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکرموا الضیف ولو کان کافرا مہمان کی عزت کرو اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اندازہ کیجئے جب کافر مہمان کی عزت و اکرام کرنے کا حکم ہے تو مسلمان مہمان کی عزت کرنے کا کیا مقام ہے اور پھر اگر کوئی رشتہ دار مہمان ہو تو اس کے ساتھ احسن سلوک کرنے سے خدا اور اس کا رسول کتنے خوش ہوتے ہوں گے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ اپنے مہمان کے آنے پر خوشی کا اظہار کریں حتیٰ المقدور اس کی خاطر اور تواضع کریں اور اپنے ہاں کے میسر کھانوں سے اس کی ضیافت کریں۔

حسد کی مذمت:

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی بنیامین ہمارے باپ کے نزدیک ہم سے زیادہ محبوب ہیں یہ صرف حسد تھا اور حسد تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس حسد کی وجہ سے انہوں نے جھوٹ بولا اور اپنے بے قصور اور نیک بھائی کو ضائع کیا۔ اسے کنویں میں ڈالا پھر اس کو غلامی میں مبتلا کیا اور اس کو اس کے والد سے دور کیا اپنے باپ کو دائمی غم میں مبتلا کیا اور بہت سے گناہ کیے۔

دل کی جملہ بیماریوں میں ایک بیماری حسد ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے

کہ حسد یہ ہے کہ اغنیاء کو اچھے حال میں دیکھنے سے دل کو جو اذیت ہوتی ہے اس تکلیف کا نام حسد ہے اور بعض علماء نے کہا کہ کسی شخص کے پاس نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اس کو بھی یہ نعمت مل جائے اس کو رشک کہتے ہیں اور کسی کے پاس نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ یہ نعمت زائل ہو جائے۔ خواہ اس کو یہ نعمت نہ ملے اس کو حسد کہتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ کسی کو اچھے حال میں دیکھ کر اس سے بغض رکھنا حسد ہے اور اس کی دو اقسام ہیں۔

(۱) کسی شخص پر نعمت کو مطلقاً ناپسند کرنا اور یہ حسد مذموم ہے اور جب حاسد اس شخص سے بغض رکھے گا تو صاحب نعمت کو دیکھ کر اس کو اذیت پہنچتی رہے گی اور اس سے اس کے دل میں مرض ہوگا اور اس کے پاس اس نعمت کے زوال سے اس کو لذت حاصل ہوگی خواہ اسے یہ نعمت حاصل نہ ہو۔

(۲) حاسد کسی شخص کے پاس نعمت دیکھ کر اس شخص کی اپنے اوپر فضیلت کو ناپسند کرے اور وہ یہ چاہے کہ یا تو وہ اس شخص جیسا ہو جائے یا اس سے بڑھ کر ہو جائے۔ حسد کی اس قسم کا نام علماء نے رشک رکھا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی حسد فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد کرنا صرف دو صورتوں میں جائز ہے۔ ایک وہ شخص جس کو خدا نے قرآن کا علم عطا فرمایا اور وہ دن رات کے اوقات میں قرآن کے ساتھ قیام کرے اور ایک وہ شخص جس کو خدا نے مال دیا اور وہ دن اور رات کے اوقات میں اس مال کو حق کے راستوں میں خرچ کرتا ہے۔

جو حسد مذموم ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے حق میں ذکر فرمایا ہے۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۝

ترجمہ: بہت سے اہل کتاب نے اپنے دلی حسد کی وجہ سے یہ چاہا کہ کاش وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹا دیں اور یہ خواہش انہوں نے اس وقت کی جب ان پر حق واضح ہو چکا تھا۔ حسد ایک ایسا مرض ہے جس سے بہت کم لوگ محفوظ ہیں۔ خدا اس مرض سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ایام فراق میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کا علم تھا کہ آپ زندہ ہیں اور مصر میں مقیم ہیں۔ دلائل حسب ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل اول:

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے سورج اور چاند مجھے سجدہ کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ:

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۝

ترجمہ: اور اسی طرح رب تجھے چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ گمشدگی کے زمانے میں حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام سے بے خبر نہ تھے اور نہ ان کی موت کا یقین کر چکے تھے۔ کیونکہ خود انہوں نے یہ تعبیر دی تھی کہ اے یوسف تجھے اللہ تعالیٰ نبوت اور علم عطا فرمائے گا تو حضرت یوسف علیہ السلام نبوت اور علم حاصل کئے بغیر کیسے وفات پا سکتے تھے کیونکہ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں چناؤ سے مراد عطائے نبوت ہے اور علم سے مراد خوابوں کی تعبیر کا علم ہے۔

دلیل دوم:

خدا تعالیٰ ارشاد فرتا ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ○

ترجمہ: اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا اس مقام پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں لکھا ہے۔

انه رای صورة یعقوب وهو یقول یا یوسف تعمل عمل السفهه وانت مکتوب فی الانبیاء

حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت دیکھی اور وہ کہہ رہے ہیں کیا تو احمقوں جیسا فعل کرے گا اور تیرا نام نبیوں میں ہے۔

اور امام فخر الدین رازی نے اس مقام پر تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ تَمَثَّلَ لَهٗ یَعْقُوْبُ فَرَاٰهُ عَاضًا عَلٰى اَصَابِعِهٖ وَیَقُوْلُ لَهٗ اَتَعْمَلُ عَمَلَ الْفُجَّارِ وَاَنْتَ مَكْتُوْبٌ فِیْ زُمْرَةِ الْاَنْبِیَاءِ فَاسْتَحْیٰ مِنْهُ

ترجمہ: ان کے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام ظاہر ہوئے انہیں دیکھا کہ وہ اپنی انگلیاں کاٹ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کیا تو گنہگاروں جیسا کام کرے گا اور تو تو گروہ انبیاء میں لکھا ہوا ہے۔ پس انہوں نے آپ سے حیا کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے باخبر تھے کیونکہ یہاں برہان سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں اور قرآن میں خدا تعالیٰ نے نبی کو برہان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَ

کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ○ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آیا یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برہان کہا گیا پس اس دلیل سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کا مکمل علم تھا۔

دلیل سوم:

جب حضرت بنیامین کو حضرت یوسف علیہ السلام نے حیلے سے روک کر اپنے پاس رکھ لیا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا بنیامین نے مصر میں چوری کی ہے اور شاہ مصر نے ان کو روک کر اپنے ہاں رکھ لیا ہے۔ اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا○

ترجمہ: کیا تمہارے نفسوں نے تمہیں کچھ حیلہ بتا دیا ہے تو اچھا صبر ہے قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے ملائے۔

اس آیت سے دو طرح سے ثابت ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات سے باخبر تھے۔

(۱) یہاں انفسکم میں حضرت یوسف علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو مجھ سے جدا کرنے میں بھی میرے بیٹوں ہی نے حیلہ کیا تھا اور بنیامین کو بھی جدا کرنے میں میرے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام نے حیلہ کیا ہے ورنہ بنیامین بھلا کیسے چوری کرسکتا ہے۔

(۲) جب حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت بنیامین کو مصر میں روک لیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے یہودا نے کہا۔

فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰہُ لِیْ وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ○

ترجمہ: میں یہاں سے ہرگز نہ ٹلوں گا یہاں تک کہ میرے باپ اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے اور اس کا حکم سب سے بہتر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بظاہر مصر میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے دو بیٹے تھے۔ یہودا اور بنیامین لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام نے ھُمْ جمع کی ضمیر استعمال کی جو کم از کم تین پر بولی جاتی ہے۔ وہ تیسرے کون تھے وہ حضرت یوسف علیہ السلام تھے چنانچہ تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ نے لکھا ہے۔

عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِھِمْ جَمِیْعًا○

یعنی: یوسف و بنیامین واخاھم المقیم بمصر

یعنی اس آیت سے تین حضرات مراد ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام، بنیامین اور مصر میں ان کے مقیم بھائی یہودا۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کو پتہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں ہیں۔

دلیل چہارم:

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتایا کہ حضرت بنیامین کو شاہ مصر نے روک لیا تو آپ نے ان سے فرمایا:

یٰبَنِیَّ اذْھَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْہِ وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ○

ترجمہ: اے بیٹو جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

قرآن مجید کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کا علم تھا کہ وہ بھی مصر میں ہیں کیونکہ حضرت بنیامین کو مصر میں روک لیا گیا تھا اور آپ فرمارہے ہیں کہ حضرت یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کو تلاش کرو۔ معلوم ہوا جانتے تھے کہ جس شہر مصر میں بنیامین ہیں اسی میں حضرت یوسف علیہ السلام بھی ہیں۔

دلیل پنجم:

حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر حضرت یوسف علیہ السلام کا کُرتا ڈالا گیا تو آپ کو خدا نے بینائی واپس لوٹادی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کی خبر آپ نے سنی اس وقت آپ نے فرمایا۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ○

ترجمہ: کہا میں نہ کہتا تھا کہ میں اللہ سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جانتا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں بلکہ میں ان کے تمام حالات سے باخبر تھا۔

دلیل ششم:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر سورہ یوسف "احسن القصص" میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عزرائیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ جب تک میں اپنی اولاد کے چہرے نہ دیکھ لوں تو میری روح قبض کرنے کیوں آگیا ہے۔ اس نے کہا میں آپ کی روح قبض کرنے نہیں آیا بلکہ آپ کی زیارت کرنے آیا ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا میں تجھے رب کی قسم دیتا ہوں جو روحیں تو نے نکالی ہیں تو نے ان میں حضرت یوسف علیہ السلام کی روح بھی نکالی ہے یا نہیں۔ ملک الموت نے کہا

کہ نہیں میں نے ان کی روح ابھی تک قبض نہیں کی۔ وہ ابھی زندہ ہیں اور بادشاہ ہیں۔ ان کے پاس خزانے اور لشکر ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا حضرت یوسف علیہ السلام کہاں ہے عرض کی مجھے بتانے کا حکم نہیں۔ (احسن القصص، ص ۲۱۸)

لیکن امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

انه علیه السلام کان عالما بان ملك مصر هو ولده یوسف الا ان الله تعالیٰ ما اذن له فی اظهاره

حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ مصر کا بادشاہ ان کا بیٹا یوسف ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر کرنے کی اجازت نہ تھی۔

اور ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اِنَّ مَلَكُ الْمَوْتِ اَتَاهُ فَقَالَ لَهٗ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ هَلْ قَبَضْتَ رُوْحَ ابْنِيْ يُوْسُفَ قَالَ لَا ثُمَّ اَشَارَ اِلَى جَانِبِ مِصْرَ وَقَالَ اُطْلُبْهُ هٰهُنَا

(کبیر، ج۵، ص ۱۵۹)

ترجمہ: حضرت ملک الموت حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے آپ نے اس سے فرمایا کیا تو نے میرے بیٹے یوسف کی روح قبض کی ہے اس نے کہا نہیں پھر اشارہ کیا مصر کی جانب کہ ان کو اس طرف تلاش کرو۔

پتہ چلا کہ ملک الموت کے بتانے سے آپ کو پتہ چل گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور مصر میں رہتے ہیں اور وہ مصر کے بادشاہ ہیں اور بہت بڑے لشکر اور خزانوں کے مالک ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کو ظاہر کرنے کی اجازت نہ تھی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور مصر میں ہیں تو پھر آپ اتنا کیوں روئے کہ

آنکھیں نابینا ہوگئیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے رونے کی وجہ علامہ محمود آلوسی بغدادی کے نزدیک یہ تھی کہ:

وَاخْتَارَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ اِنَّ ذَالِكَ الْاَسَفُ وَالْبُكَاءَ لَیْسَا اِلَّا بِفَوَاتِ مَا انْكَشَفَ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامِ مِنْ تَجَلَّی اللّٰهِ فِیْ مِرْاٰةِ وَجْهِ یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامِ ۝

(روح المعانی)

بعض عارفین کا قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا تاسف اور رونا اس لئے تھا کہ یوسف کے غائب ہونے کی بنا پر ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے پر تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ نہ ہوتا تھا۔

معلوم ہوا کہ ہر وقت روتے رہنے کا سبب صرف یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسین وجمیل چہرے پر حضرت یعقوب علیہ السلام کو حسن الوہیت کی تجلیات کا نظارہ ہوتا تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے مفقود ہونے پر رُک گیا اس بنا پر آپ پر گریہ طاری رہتا تھا۔

دعا:

یااللہ جس طرح تو نے اپنے فضل وکرم سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات کرادی اسی طرح اس کتاب کے لکھنے والے احقر العباد فی الاقطار الجمعانی محمد صدیق ملتانی اور اس کتاب کے پڑھنے والوں پر بھی اپنا خصوصی فضل کرم فرما اور ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خواب میں زیارت کرا دے۔ آمین ثم آمین۔



نکاح زلیخا

(۱) حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا حضرت یوسف علیہ السلام کی قابلِ احترام زوجہ مطہرہ ہیں۔ ان کا آپ کے نکاح میں آنا کثیر روایات سے ثابت اور واضح ہے۔ انہی کے بطن سے حضرت یوسف علیہ السلام کے دو فرزند پیدا ہوئے جن کا نام افرائیم اور میشا تھا۔ نہ آپ فاحشہ تھیں نہ زانیہ۔ ہاں جمال یوسفی ماہِ کنعانی (جس کی تابانیوں سے مصری خواتین نے بے خود ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور بے اختیار کہہ اٹھیں۔ ان ہذا الا ملک کریم ا کے عشق میں کچھ غلطیاں کیں اور حالتِ وارفتگی اور زمانۂ کفر کی کوتاہیاں اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

(۲) جمالِ یوسفؑ نے حضرت زلیخا کو وارفتہ اور دیوانہ کر دیا۔ اس عالم وارفتگی میں حضرت زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سے قصدِ جماع (وصل) کر بیٹھیں۔ پھر ان خطاؤں سے توبہ بھی کر لی۔ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام معصوم تھے اور حضرت زلیخا محفوظ رہیں۔

(۳) حضرت زلیخا نے صرف حضرت یوسف علیہ السلام سے ہی عالم فریفتگی میں رغبت کی۔ رب کریم نے انہیں اس فعل سے محفوظ رکھا۔ انبیاء علیہم السلام کی ازواجِ مطہرات زنا اور فحاشی سے محفوظ ہیں نہ کہ معصوم۔ چنانچہ حضرت زلیخا سے زنا یا فحش کبھی صادر نہ ہوا۔ ہاں حضرت زلیخا نے محض برائی کا قصد کیا تھا اور یہ قابل معافی ہے۔

(۴) حضرت زلیخا یوسف علیہ السلام کے اہل بیت اطہار سے ہیں۔ ان کی توہین

گمراہی اور بے دینی ہے اور اس باکمال پیغمبر کو ایذا دینا ہے۔ اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو ایذا دینے والوں کو ملعون کہا ہے اور انہیں دائمی جہنم کی سزا کی وعید سنائی ہے۔ کما قال تعالیٰ:

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و آخرۃ و اعدلھم عذاباً مھینا○

یاد رہے کہ اکابرِ دیوبند مثلاً دیوبندی فرقہ کے حکیم الامت اور مجددِ وقت اشرف علی تھانوی اور اکابر مفتیان بھی اس موقف میں ہمارے ساتھ ہیں لیکن ''ملا آں باشد کہ چُپ نہ کند'' کے پُر ذوق جملے کے مطابق صرف مودودی اور چند دیوبندی ملا اس کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ تمام دردمندانِ اسلام کو معلوم ہے کہ اکابرِ اسلام پر مودودی نے کس قدر رکیک حملے کیے ہیں۔ اسے ان اکابرین کی تحقیق اور ان کے دلائل مسائل سے پرخاش ہو تو عام مسلمان اس کی بات کو کیوں مانتا ہے اور دیوبندی پارٹی کے چند جاہل ملاؤں نے اگر خلاف کیا ہے تو ان کا کام ''ملاّ فی سبیل اللہ فساد'' ہے۔ ورنہ ابن جریر سے لے کر دیوبندیوں کی معتبر تفسیر بیان القرآن تک اور عرفاء کاملین میں داتا گنج بخش، عارف جامی، امام غزالی اور دیگر اسلاف کے سامنے ان غریبوں کی کون سنتا ہے۔

ہم علمی تحقیق سے پہلے اپنے ان اکابر کی تصریحات تحریر کرتے ہیں جن پر ملّت محمدی کو ناز ہے۔

حوالہ جات تفاسیر معتبرہ:

اپنے مسلک کی تائید میں فقیر ان مشاہیر ارباب تفاسیر کی مستند روایات پیش کرتا ہے جن کی تصانیف سے مخالفین نے اپنے مذہب کی جھونپڑی تیار کی۔

(۱) تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

وقال ابن زید و کان لملك مصر خزائن کثیرہ فسلم سلطانه کله الیه وجعل امرہٗ وقضاءہٗ نافذاً قالوا ان قطفیر هلك فی تلك اللیالی فزوج الملك لیوسف راعیل امرہ قطفیر فلما دخل علیها قال الیس هذا خیراً مما کنت تریدین منی۔

ترجمہ: اور کہا ابن زید نے کثیر خزانے تھے بادشاہِ مصر کے، پس اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی کل سلطنت سونپ دی اور اس کے امر اور قضا کو نافذ کر دیا۔ کہتے ہیں کہ قطفیر ان راتوں میں ہلاک ہو گیا تو بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے راعیل (زلیخا) کا نکاح کر دیا جو قطفیر (عزیز مصر) کی بیوی تھی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام حضرت زلیخا سے ملے تو کہا کہ کیا یہ بہتر نہیں اس فعل سے جس کا تُو مجھ سے ارادہ کرتی تھی۔

(۲) تفسیر جلالین میں علامہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وفی القصه ان الملك توجه وختمه ولاہ مکان العزیز وعزله ومات بعد زوجه امرأته زلیخا فوجدها عذراء ولدت له ولدین○

ترجمہ: قصہ میں ہے کہ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تاج پہنایا اور اس کو مُہر کر دی اور عزیز مصر کو معزول کر دیا۔ بعد ازاں عزیزِ مصر (قطفیر) مر گیا تو بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا اس (عزیز مصر) کی بیوی سے نکاح کر دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت زلیخا کو باکرہ (کنواری) پایا اور حضرت زلیخا نے آپ سے دو بچے جنے۔

(۳) اسی تفسیر (جلالین) کے حاشیہ پر ہے:

امراته ای امرأة العزیز وهی زلیخا فلما دخل علیها قالت الیس هذا

خیراً مما طلبت۔

ترجمہ: امرأتہ سے مراد عزیز مصر کی ہوی ہے جس کا نام زلیخا تھا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے ملاقات کی تو کہا کہ کیا یہ بہتر نہیں اس سے جو تُو نے طلب کیا تھا۔ (یعنی اس فعل سے خدا ناراض تھا جو تُو چاہتی تھی اور اس فعل سے خدا راضی ہے کیونکہ یہ نکاح ہے)۔

(۴) تفسیر خازن میں ہے:

امرأته ای امرأة العزیز وھی زلیخا فلما دخل علیھا وقال الیس ھذا خیراً مما طلب○

ترجمہ: امرأتہ سے مراد عزیز مصر کی بیوی ہے جس کا نام زلیخا تھا جب یوسف علیہ السلام اس سے ملے تو کہا کیا یہ بہتر نہیں اس سے جو تو نے طلب کیا تھا۔

(۵) تفسیر جامع البیان میں ہے:

وقیل ان العزیز توفی او عزل فجعل الملك یوسف مکانه فزوجه امرأته زلیخا فوجدھا عذراء وولد منھا ابنان○

ترجمہ: منقول ہے کہ عزیز مصر (قطفیر) وفات پا گیا یا معزول کر دیا گیا پھر بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کی بیوی زلیخا سے آپ کا نکاح کر دیا آپ نے زلیخا کو باکرہ (کنواری) پایا اور اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔

(۶) تفسیر روح البیان میں علامہ اسمٰعیل حقی حنفی المذہب قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

والحاجة الثالة ان تزجنی فسکت یوسف واطرق راسه فاتاه جبریل وقال له یا یوسف ربك یقرئك السلام ویقول لك لا تبخل علیھا بما طلبت فتزوج بھا فزوج بھا○

ترجمہ: اور تیسری حاجت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے (جبکہ آپ شاہانہ

شان سے گزر فرما رہے تھے) یہ پیش کی کہ آپ مجھ سے نکاح فرمائیں (اس سے قبل زلیخا مومنہ ہو چکی تھیں) تو آپ نے سکوت فرمایا اور اپنا سر مبارک جھکا دیا۔ پس آپ کے پاس (اس دوران میں) حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے یوسف (علیہ السلام)! آپ کا رب آپ کو سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ بُخل نہ فرمائیں جو اس نے مطالبہ کیا ہے۔ اس حکم پر آپ علیہ السلام نے بی بی زلیخا سے نکاح کرلیا۔

روح البیان میں متعدد بار زلیخا و یوسف کے نکاح کی تصریح فرمائی گئی ہے۔ شائقین روح البیان کے ترجمے ''فیض الرحمٰن'' پارہ ۱۲،۱۳ سورہ یوسف کا مطالعہ فرمائیں۔

(۷) تفسیر حسینی میں علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

در تفاسیر مذکوراست کہ ملك تختے از زر سرخ مرصّع بانواع جواہر برائے یوسف علیہ السلام مقرر کردہ تاج مکلل بجواہر برسروے نہادو کلید ہائے خزائن بوے سپردہ زمام اختیار مملکت بقبضہ اقتدار اوباز داد عزیز را عزل کردہ مہمات وے نیز بعہدہ یوسف علیہ السلام واگذشت اندك زمانے عزیز از رشك وحسد در گذشت و ملك بالتماس تمام زلیخا را بعقد یوسف علیہ السلام داد وحق تعالٰی دوپسر واو میثا و افرائیم و تفصیل ایں حالات حوالہ بجواهر التفسیر است۔

ترجمہ: تفاسیر میں ہے کہ بادشاہ مصر نے سرخ سونے کے جواہرات سے مرصّع ایک تخت یوسف علیہ السلام کے لئے مقرر فرمایا اور آپ کے سر مبارک پر موتیوں سے جڑا ہوا تاج رکھا اور خزانوں کی تمام کنجیاں سپرد کرتے ہوئے مملکت کے تمام

اختیارات ان کے حوالے کیے اور عزیز مصر کو معزول کر کے اس کی تمام ذمہ داریاں بھی آپ کے سپرد کیں تھوڑے زمانے کے بعد عزیز مصر رشک و حسد کی وجہ سے مر گیا اور بادشاہ نے زلیخا کو یوسف علیہ السلام کے عقد (نکاح) میں دے دیا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو زلیخا کے بطن سے دو صاحبزادے میثا اور افرائیم عطا فرمائے۔ اس واقعہ کی تفصیل جواہر التفسیر میں ہے۔

(۸) تفسیر مدارک میں ہے۔

وفیوض الملك اليه امرأة وعزل قطفير ثم مات بعد فزوجه الملك امرأته فلمّا دخل اليس هذا خيراً مّمّا طلبت فوجد عذراء فولدت له ولدين افراثيم وميثا○

ترجمہ: اور سپرد کر دیا بادشاہ نے اپنا امر اس کی طرف اور قطفیر کو معزول کر دیا پھر وہ مر گیا اس کے بعد بادشاہ نے قطفیر کی بیوی (زلیخا) سے نکاح کر دیا۔ آپ اس پر داخل ہوئے اور کہا کہ کیا یہ اس سے بہتر نہیں جو تُو نے طلب کیا تھا۔ پس آپ نے اس کو باکرہ پایا اور اس سے دو بچے پیدا ہوئے، افرائیم و میثا۔

(۹) تفسیر بیضاوی میں قاضی بیضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قل توفٰى قطفير فى ملك الليالى فنصبه و به زوجه راعيل فوجدها عذراء وولُد له منها افراثيم وميثا۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ ان راتوں میں قطفیر نے وفات پائی۔ پس بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کی جگہ مقرر فرما دیا اور آپ کا راعیل (زلیخا) سے نکاح کر دیا۔ پس آپ نے حضرت راعیل کو باکرہ پایا اور آپ کے لئے دو بیٹے اس کے بطن سے پیدا ہوئے۔ افرائیم، میثا۔

نوٹ:۔ راعیل حضرت بی بی زلیخا کا اصلی نام تھا۔ دیکھو غیاث اللغات۔ اس کے

متعلق ہم آگے چل کر مزید تبصرہ کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ فقیر اویسی غفرلہٗ۔

(۱۰) تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت ذلک مکنا صفحہ ۲۰۹ پر فرماتے ہیں۔

وعزل الملك قطفير زوج المرأة المعلومة ومات بعد ذلك وزوجه الملك امرأة فلما دخل عليها قال اليس هذا خير مما طلبت فوجدها عذراء فولدت ولدين افراثيم و ميشا۝

(ترجمہ گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے)

(۱۱) تفسیر موضح القرآن صفحہ ۲۴۰ میں شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں:

ف: کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام بہتر (۷۲) بولیاں بولتے تھے اور سمجھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ ریان نے ایک تخت جڑا سونے کا اور جھلا جھل کر، حضرت یوسف علیہ السلام کو دیا اور کنجیاں خزانوں کی ان کے حوالے کیں اور سارے ملک پر مختار کیا اور عزیز کو معزول کیا۔ تھوڑے دنوں پیچھے عزیز مر گیا اور بادشاہ کے کہنے سے زلیخا سے نکاح کیا اور اس سے دو بیٹے ہوئے ایک میشا اور دوسرا افراثیم۔

(۱۲) تفسیر درمنثور میں زیرِ آیت ذلک مکنا درج ہے۔

قال ذكروا ان القطفير هلك فی تلك الليالی وان الملك الريان زوج يوسف علیہ السلام امراته راعيل۔

(ترجمہ گزر چکا ہے)

(۱۳) حضرت شہاب الدین السید محمود آلوسی بغدادی قدس سرہٗ متوفی ۱۲۷۰ھ اپنی مشہور تفسیر روح المعانی پ ۱۳ صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں کہ:

واخرج ابن جرير عن ابن اسحاق قال ذكروا ان قطفير هلك فی تلك الليالی وان الملك زوج يوسف و امراته راعيل فقال لها حين دخلت

علیہ الیس...... الخ

اس کے بعد اسی مفسر اعظم مرحوم نے حکیم ترمذی کی روایت بیان کر کے روایات پر جرح وقدح کے بعد تسلیم کیا کہ:

وعلی فرض ثبوت التزوج فظاهر خبر الحکیم انما کان بعد تعینه علیه السلام لما عیّن له من امر الخزائن۔

(۱۴) تفسیر قادری اردو پ ۱۳ صفحہ ۵۰۲ میں ہے کہ:

"بادشاہ نے بہت جستجو کر کے زلیخا کا عقد (نکاح) یوسف علیہ السلام کے ساتھ کر دیا اور حق تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا سے دو لڑکے عطا فرمائے۔

(۱۵) تفسیر جواہر التفسیر میں بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ اس کا حوالہ تفسیر کاشفی میں لکھا ہے۔

(۱۶) حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی قدس سرہٗ صاحب نسیم الریاض عنایت القاضی نے حاشیہ بیضاوی میں اس کی توثیق کی ہے۔

(۱۷) حضرت امام غزالی قدس سرہٗ نے اپنی تفسیر احسن القصص صفحہ ۲۲۹/۲۳۱ میں لکھا ہے کہ:

"جب حضرت یوسف علیہ السلام کو شاہی وشوکت سپرد ہوئی تو زلیخا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور نکاح کی التجا کی۔ آپ نے بحکمِ خداوندی نکاح کر لیا تو صحبت کے وقت اسے باکرہ پایا۔ پوچھنے پر زلیخا نے جواب دیا کہ:

ان قطفیورا اذا تقدم الیّ لیأخذ منّی ولم یقدر علی فتعجب من ذلك وعلم ان الله جعلها فی الازل قیل انها عاشت مع یوسف سبعا وثلثین سنة۔"

ترجمہ: قطفیور مجھ سے جب صحبت کا ارادہ کرتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اسے پکڑ لیا ہے اور وہ مجھ پر قادر نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس سے تعجب ہوا اور انہیں معلوم ہوا کہ زلیخا کو اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے میرے لئے پیدا کیا تھا۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاں سینتیس (۳۷) سال رہیں۔

ف: یہ ازلی سلسلہ انبیاء علیہم السلام کے لئے ہوتا چلا آرہا ہے لیکن یہ ان بیبیوں کے لئے تھا جو ان حضرات کی محبوب ترین ہوتی تھیں۔ چنانچہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تصویر کا جبریل علیہ السلام کے ذریعہ بھجوانا اسی قبیل سے ہے اور اسی قسم کی روایت ''روح البیان'' میں بھی ہے جسے ہم نے مناسب موقع پر نقل کر دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ اہلبیت کے دشمن مودودی دیوبندی نے بی بی زلیخا کو زانیہ اور فاحشہ لکھ دیا۔

(۱۸) تفسیر مواہب الرحمٰن پ ۱۳ ص ۱۵ میں مولوی سید امیر علی صاحب رقمطراز ہیں:

''پھر اس قصہ میں بیان ہے کہ جب بادشاہ نے قطفیر یا اطفیر یعنی عزیز مصر کو معزول کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کی جگہ وزیر کیا اور بادشاہ اور بہت سے لوگ اسلام لائے اور اسی درمیان میں عزیز مصر مر گیا تو بادشاہ نے عزیز کی جورو سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا۔ میں (صاحب مواہب الرحمٰن) کہتا ہوں کہ یہ دلیل اس امر کی ہے کہ زلیخا بھی مسلمان ہو گئی تھی پھر جب وہ آپ کے گھر میں رخصت ہو کر آئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تُو چاہتی تھی؟ اس نے عرض کیا تم معاف کرو گے کہ اصلی حال یہ تھا کہ میں دولت و نعمت میں آسودہ وعیش و عشرت میں ڈوبی ہوئی نوجوان عورت تھی اور میرا ساتھی

عورتوں کے پاس یعنی عنین تھا، اور تم کو اللہ تعالیٰ نے یہ جمال وخوبی عطا فرمائی تھی کہ ہر عورت تم پر بے صبری کرتی تھی تو ہر وقت کے ساتھ میں کیونکر بے صبری نہ ہوتی۔ ابن اسحاق وغیرہ نے کہا کہ آپ نے اس کو کنواری پایا اور اس سے آپ کے دو فرزند نرینہ یعنی افراثیم اور میثا پیدا ہوئے۔ افراثیم کے نون بیٹا اور رحمہ بیٹی ہوئی اور یہی رحمہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی تھی رحمہم اللہ تعالیٰ اور نون سے یوشع علیہ السلام پیدا ہوئے جو پیغمبر ہوئے ہیں''

(۱۹) تفسیر مظہری (قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی)

واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن اسحٰق قال ذکروا ان قطفیر هلك فی تلك اللیالی فزوج الملك یوسف زلیخا امرأة قطفیر ......الخ

(ترجمہ پیچھے گزر چکا ہے)

(۲۰) تفسیر ابی السعود جلد۳ صفحہ ۱۱۸ میں ہے:

وقیل توفی قطفیر فی تلك اللیالی فنصبه وزوجه راعیل وجدها عذرا ولدت له افراثیم ومیثا۔

(ترجمہ وہی جو گزر چکا)

(۲۱) موید الفضلا میں ہے کہ:

زلیخا بفتح یکم و کسر دوم این محقق است از ملك یوسف ابن حمید تغمه الله بغفر اند که نام زنی است زوجه عزیز که بر یوسف علیہ السلام آمد آن بنت بادشاه طیموس بود۔

ترجمہ: زلیخا بفتح یکم وکسر دو۔ ملک یوسف بن حمید، خدا اس کو اپنی بخشش میں ڈھانپے، سے یہ تحقیق شدہ ہے کہ زلیخا عزیز (مصر) کی بیوی کا نام ہے جو کہ یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوئی تھی بعد ازاں حضرت یوسف علیہ السلام کے حبالہ نکاح میں

آئی اور وہ طیموس بادشاہ کی بیٹی تھی۔

(۲۲) تفسیر صاوی مالکی جلد۲ صفحہ ۲۱۰ میں ہے۔

فولدت ولدین ذکرین افرائیم و میشا و بنتا واسمها رحمة زوجة ایوب علیہ السلام ومیشا جد یوشع بن نون۔

یعنی بطن زلیخا سے حضرت یوسف علیہ السلام کے دو بیٹے پیدا ہوئے (۱) افرائیم (۲) میشا۔ اور ایک بی بی رحمۃ۔ حضرت بی بی رحمۃ تو ایوب علیہ السلام کی زوجہ بنیں اور حضرت میشا کے پوتے یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی تھے۔

(۲۳) نزہۃ المجالس میں علامہ صفوری قدس سرہٗ نے فرمایا کہ:

''حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے راستے میں کھڑے ہو کر درخواست پیش کی، میں چاہتی ہوں کہ میری نگاہ ہو جائے اور جوانی مل جائے اور آپ میرے شوہر بن جائیں۔ اتنے میں جبریل نازل ہوئے اور کہا ہم نے آپ کی وجہ سے اس پر کرم کیا۔ اسے نگاہ اور جوانی پھر عطا فرمائی اور آپ نکاح کر کے اس پر کرم کیجئے۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام نے اسی دم زلیخا سے نکاح کر لیا''

(خیر المجالس جلد ثانی)

(۲۴) کشف المحجوب (اردو ترجمہ) میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اور خدا تعالیٰ نے ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کا وصال بخشا تو زلیخا کو جوان کر دیا اور اسلام کی طرف رہنمائی فرمائی اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کے پاس جانے کا قصد کیا تو زلیخا ان سے پیچھے ہٹی۔ آپ نے پوچھا اے زلیخا! میں تو تیرا وہی معشوق ہوں تو مجھ سے کیوں بھاگتی ہے؟ شاید میری محبت تیرے دل سے محو ہو گئی۔ اس نے جواب دیا، نہیں، اللہ کی قسم محبت اسی طرح قائم ہے بلکہ زیادہ ہے۔ لیکن میں نے ہمیشہ

معبود کے ادب کو ملحوظ رکھا ہے جس دن میں نے تیرے ساتھ خلوت کی تھی اس دن میرا معبود ایک بُت تھا اور باوجودیکہ اس کی آنکھیں نہ تھیں میں نے اس کے چہرے پر ایک چیز ڈال دی تھی تاکہ بے ادبی کی تہمت مجھ سے اُٹھ جائے لیکن اب تو میرا وہ معبود ہے جو بغیر آنکھ اور آلہ کے دیکھتا ہے لیکن میں نہیں چاہتی کہ تارک ادب بنوں۔ (محبت اور اس کے ادب و احکام کا باب)

اسی مقام پر اس سے قبل آپ فرماتے ہیں:

"اہل علم کو چاہیے کہ معبود برحق کے مشاہدہ میں آداب کی حفاظت زلیخا سے سیکھیں"

(۲۵) حدائق الحقائق فی کشف اسرار الدقائق مصنفہ ملا مسکین الدین، تحت آیت وکذلک لیوسف ملاحظہ ہو۔

(۲۶) خلاصۃ التفاسیر جلد۲ صفحہ ۴۶۳ مصنفہ حضرت علامہ مولانا تائب لکھنوی مرحوم میں مرقوم ہے کہ:

"جب زلیخا یوسف علیہ السلام کے محل خاص میں حاضر ہوئی اور اپنا ماجرا سنایا تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اے زلیخا! اب کیا چاہتی ہے؟ عرض کی: تین امر:

(۱) بینائی عطا ہو۔

(۲) جوانی عود کر آئے۔

(۳) خدمت سے ممتاز اور مواصلت سے سرفراز ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے سکوت کیا، جبریل امین آئے اور کہا: اے یوسف صدیق! حضرت جل جلالہٗ سے ارشاد ہو رہا ہے آج تک زلیخا نے تجھے تدبیر و حیلہ سے طلب کیا، محروم رہی، اب ہم سے مانگتی ہے اور تیرے ہی لیے ہم سے صلح کی، ایمان لائی، اس کی مراد دل برلا۔ حسب حکم نکاح کیا گیا۔ حضرت

یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو باکرہ پایا اور سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ امانت ابتدا سے محفوظ رہی''۔

(۲۷) معانی التنزیل ج ۳، ص ۲۲۴ ملاحظہ ہو۔

(۲۸) تفسیر ابن کثیر جلد ۲، پارہ ۱۳ دیکھئے۔

(۲۹) الحکیم الترمذی نے بھی وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ:

واخرج ابو شیخ عن زید بن اسلم رضی الله عنه ان یوسف علیه السلام تزوج امرأة العزیز فوجدها بکراً و کان زوجها عنینا۔

(۳۰) یوسف زلیخا جامی (فارسی):

چوں فرماں یافت یوسف از خداوند
که بندو با زلیخا عقد پیوند
اساس انداخت جشن خروانه
نهاد اسباب جشن اندر میانه
شه مصر وسران ملک را خواند
به تخت عز وصدر جاه بنشاند
بقانون خلیل ودین یعقوب
برآئین جمیل وصورت خوب
زلیخا رابعقد خود درآورد
بعقد خویش یکتا گوہر آورد

(ان اشعار کا ترجمہ تقریباً وہی ہے جو صفحاتِ گذشتہ میں تفاسیر کے تراجم میں آپ نے پڑھا)

مودودی اور دیوبندی مذہب کے ستونوں کے حوالہ جات:

(۳۱) تفسیر بیان القرآن میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی رقمطراز ہیں:

''در منثور میں منقول ہے کہ عزیز اسی زمانے میں مر گیا اور زلیخا (رضی اللہ عنہا) سے یوسف علیہ السلام کا نکاح ہو گیا واللہ اعلم''

(۳۲) بوادر النوادر مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ میں ایک سوال لکھا ہے کہ:

''حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کی تعریف میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تجاوز کیا ہے اس کی کتاب ''یوسف زلیخا'' کا پڑھنا پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: (مولوی اشرف علی تھانوی سے) ایسی مدح گو خلافِ احترام ہے مگر ایسی حالت کے اعتبار سے ہے کہ اس وقت وہ واجب الاحترام نہ تھیں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آنے کے بلکہ اسلام لانے کے بھی قبل جس کے اعتبار سے خود حق تعالیٰ نے ان کا قصہ مادم احترام ذکر فرمایا ہے۔ راودته التی هو فی بیتها الخ قالت ماجزاء الخ المستلزم للكذب والكيد ونحوهما○

یعنی یہ قصہ حضرت زلیخا کے کذب و کید کو مستلزم ہے مگر یہ اس وقت کا تذکرہ ہے جبکہ وہ ابھی حضرت یوسف علیہ السلام کے حبالہ نکاح میں تو کیا ابھی اسلام میں بھی نہ آئی تھیں۔ سو اس کے منع کا سبب عارض نہیں ہو سکتا البتہ اگر ایسے مضامین سے قویٰ شہوانیہ کے ہیجان کا احتمال تو صرف یہ مضمون نہ پڑھائیں۔ (وضاحت) اس سے واضح ہے کہ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اوصاف کو جو ذکر کیا ہے وہ اس حیثیت سے ذکر کیا ہے جبکہ وہ نکاح میں آئیں اس حیثیت سے ذکر نہ کیا''۔

(۳۳) فتاویٰ امدادیہ میں بھی اس قسم کا مضمون مذکور ہے۔

(۳۴) بیان اللسان (کتاب لغت) جس کے آخر میں مولوی اعزاز علی صاحب دیوبندی، مولوی حسین احمد صاحب صدر جمیعۃ العلماء ہند، مولوی کفایت اللہ دہلوی وغیرہ کی تقریظیں بھی ہیں اور انہوں نے اس کتاب مذکور کو بہت پسند کیا ہے۔ بیان اللسان میں مولوی قاضی زین العابدین صاحب میرٹھی نے لکھا ہے۔

''زلیخا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی کا نام ہے''

(۳۵) دیوبندیوں کا شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی ترجمہ محمود الحسن دیوبندی کے حاشیہ پر لکھتا ہے کہ:

''بعض علماء نے لکھا ہے کہ بادشاہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا نیز اس زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہوا تو اس کی عورت زلیخا نے آپ سے شادی کر لی''۔ (پ ۱۳، ع ۱، ص ۳۸۵، ۳۸۶ مطبوعہ بجنور، انڈیا)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کے مصنفین کے اور حوالے بھی لکھے جا سکتے ہیں لیکن اختصار مطلوب ہے اور پھر مصنف کے لئے اتنا کافی اور فاقد الحیاء کو ہزاروں حوالے ناکافی۔ نیز دیوبندی مودودی ٹولہ کے علاتی بھائی غیر مقلدین بھی یہی لکھتے ہیں۔

(۳۶) تفسیر سورہ یوسف میں مولوی غلام رسول نے لکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے بی بی زلیخا نے تیسری بار عرض کیا:

کر لے عقد وساں تھیں نہ تاب جدائی
یوسف چپ پیغام اُڈیکے کہے جواب نہ کائی

تدوں جبریل جنابوں آن سلام سناوے
من جیویں تینیں کہے زلیخا پاک اللہ فرماوے

اوپر عرش تیرا تے اس دا عقد کیتا میں پارا
دردوں غموں زلیخا تائیں بخش دتا چھٹکارا

(۳۷) تفسیر محمدی میں حافظ محمد لکھو کی والا لکھتا ہے (منزل ۳، ص ۱۲۲):

(حافظ محمد لکھو کی والا غیر مقلدین کے مذہب کا ایک ستون)

ہویا معزول اس کموں یوسف حاکم ہویا

تا اوہ قطفیر عزیز وچارا اُنہاں دِناں وچ ہویا

یوسف نال نکاح زلیخا بدھا شاہ زمانے

میاں پاس زلیخا یوسف آیا سخن الایا دانے

سوایہ کم نیک یا اوہ جو طلب کیتا ٹوں جینوں

زلیخا آکھیا اے صدیق نہ کریں ملامت مینوں

(۳۸) قصص المحسنین میں مولوی عبدالستار صاحب نے لکھا ہے:

ابن عباس کیہا جد یوسف سنیا حکم غفاروں

مومن دامن پاک زلیخا ترک نہ کرو پیاروں

سن کر حکم ربانا یوسف نال محبت بھریا

راضی ہو کر ساتھ زلیخا عقد شتابی کریا

غرضیکہ تمام مفسرین اور علماء و محدثین کے علاوہ جملہ مؤرخین بلکہ خود مودودی کے اور موجودہ دور کے دیوبندیوں اور وہابیوں کے اکابر بی بی زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجہ محترمہ مانتے چلے آئے ہیں صرف مودودی، اصاغر دیوبند اور وہابی غیر مقلدین نے شانِ زلیخا میں زبان دراز کی ہے۔ اس کی واحد وجہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو نبوت اور خاندانِ نبوت سے دشمنی اور بُغض وعداوت ہے اسی اصول پر بی بی زلیخا پر بھی حملہ کر دیا اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ انہیں خبیثہ اور ضمناً یوسف علیہ السلام کو بھی خبیث (معاذ اللہ) لکھ دیا اور بی بی کو فاحشہ، بدچلن اور زانیہ کہہ دیا۔ کاش! کوئی مردِ خدا پیدا ہو جو ان گستاخوں کی دیدہ دہنی سے ہمیں

نجات دلوائے۔ وما ذلك علی اللہ بعزیز وھو علی کل شیء قدیرO

استدلال از احادیث بخاری و مسلم

بحمدہٖ تعالیٰ حدیث صحیح اور مرفوع روایت سے بھی ثابت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بیوی حضرت زلیخا ہی تھیں۔ چنانچہ بخاری شریف جلد اول باب حدالمریض ج ا ص ۹۱ اَنْ یَّشْھَدَ الْجَمَاعَۃَ میں ہے:

(ا) قَالَ الْاَسْوَدُ کُنَّا عِنْدَ عَائِشَۃَ فَذَکَرْنَا الْمُوَاظِبَۃَ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَالتَّعْظِیْمِ لَھَا قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَضَہُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَاُذِّنَ قَالَ مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ وَاَعَادَ فَاَعَادُوْا لَہٗ فَاَعَادَ الثَّالِثَۃَ فَقَالَ اِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ ...... الخ

ترجمہ: حضرت اسود نے کہا کہ ہم چند صحابی حضرت صدیقہ کے پاس تھے تو ذکر کیا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور پابندیٔ نماز کا۔ ام المومنین نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرضِ وفات شریف میں بیمار ہوئے تو ایک نماز کا وقت آیا۔ تو آپ نے اذان کے بعد فرمایا: ابوبکر سے کہو نماز پڑھائے۔ عرض کیا گیا کہ ابوبکر غمگین دل والے ہیں مصلے پر نماز نہ پڑھا سکیں۔ آپ نے تین دفعہ حکم فرمایا۔ تین دفعہ اسی طرح عرض کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم تو یوسف کی صواحبہ کی طرح ہو۔

ف: یہ حدیث پاک کچھ مجمل ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ غمگین دل والے ہیں۔ اس لئے کہ قیل کا لفظ صیغۂ مجہول ہے۔ اس کا جواب مسلم شریف جلد اول باب استخلاف الامام ص ۱۷۹ پر دوسری اسناد کے ساتھ اس طرح ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُہٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَابَکْرٍ رَجُلٌ رَقِیْقٌ قَالَ فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ......... الخ

ترجمہ: ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غمگین دل والے شخص ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کو جواب دیا کہ تم تو یوسف علیہ السلام کی صاحبہ کی طرح چال چل رہی ہو۔

ف: ان دونوں احادیث سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کی باتیں جان لیتے تھے وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت زلیخا یوسف علیہ السلام کی زوجہ تھیں۔ اس حدیث پاک کے پہلے جملے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول منقول ہے جس میں ظاہراً تو رقتِ قلبی کا ذکر ہے مگر باطناً صدیق اکبر کو لوگوں کی زبانِ طعن سے بچانا مقصود ہے۔ اور اس عرض و معروض کا منشا یہی ہے کہ کہیں لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منحوس یا شوم نہ سمجھیں کہ مصلے پر ایسا قدم رکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانبر نہ ہو سکے۔ چنانچہ مسلم شریف کی اسی باب میں صفحہ ۱۷۸ پر خودام المومنین کا قول منقول ہے جس میں آپ نے اپنے قلبی ارادے کا ذکر کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم غیب کی بنا پر اسی قلبی ارادے کو سمجھ لیا۔ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم سے صرف حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہی گفتگو کی تھی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع مونث کا صیغہ ارشاد فرمایا یعنی اِنَّکُنَّ جس سے ثابت ہوا کہ واحد کے لئے جمع کا صیغہ بولا جاسکتا ہے۔ اسی طرح صَوَاحِبَ یُوْسُفَ۔ کیونکہ لفظ صواحب، صاحبہ کی جمع ہے جس طرح اِنَّکُنَّ اگرچہ جمع ہے مگر مراد فقط عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اسی طرح صواحب اگرچہ جمع ہے مگر مراد صرف اور صرف بی بی زلیخا ہیں اور یہ تعین ہم اپنی طرف سے نہیں

بلکہ اسلاف صالحین اور شارحین احادیث سے کرتے ہیں اور وہ بھی معمولی مولویوں سے نہیں بلکہ وقت کے ائمہ سے کہ جن کے اسماء سُن کر مودودی اور وہابی دیو بندی مولویوں کو پسینہ آ جائے لیکن چونکہ بلا کے ضدی ہیں اس لئے مانیں گے نہیں۔

(۲) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام بدرالدین محمود بن احمد العینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ) ج ۵ ص ۱۸۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

الصواحب جمع صاحبة علی خلاف القياس وهو شاذ وقيل يرادبها امرأة العزيز وحدها وانّما جمعها كما يقال فلان يميل الى النساء وان كان مال الى واحدة وعن هذا قيل ان المراد

ترجمہ: الصواحب صاحبہ کی جمع ہے علیٰ خلاف القیاس یعنی شاذ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا اس سے صرف بی بی زلیخا مراد ہے اور جمع لانا اس محاورہ سے ہے کہ اہل عرب کہتے ہیں فلاں النساء کی طرف رغبت رکھتا ہے یہاں جمع کا صیغہ ہے حالانکہ اس کا میلان ایک عورت کی طرف ہوتا ہے ایسے ہی یہاں کہا گیا ہے کہ اس خطاب سے صرف بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں جیسے قصہ یوسف علیہ السلام میں صرف بی بی زلیخا مراد ہیں۔

(۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری میں امام شہاب الدین عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (ج ۲ ص ۱۲۸، ۱۲۹ مطبع بیروت، لبنان) تحریر فرماتے ہیں۔

وصواحب جمع صاحبة والمراد انّكُنّ مثل صواحب يوسف فی اظهار حلاف مافی الباطن ثم ان هذا الخطاب وان كان بلفظ الجمع فالمراد به واحد وهی عائشة فقط كما ان صواحب صيغة جمع والمراد زليخا فقط دوجهه المشابهة بينهما فی ذلك ان زليخا استدعت النسوة ظهرت لهن

الاكرام بالضيافة ومرادها زيادة على ذلك وهو ان ينظر الى حسن يوسف ويذربها فى محبته وان عائشة اظهرت ان سبب ارادتها صرف الامامة عن ابيها كونه لا يسمع المامومنين القراة لبكائه ومرادها زيادة على ذلك وهو ان يتشاءم الناس وقد صرحت فيما بعد ذلك فقالت لقدر اجعة وما حملنى على كثيرة مراجعة الا انه لم يقع فى قلبى ان يحب الناس بعده رجلا قام مقامه ابدا ....الخ

اس کا ترجمہ ومفہوم سابقاً ہم نے بیان کر دیا ہے۔

تحقیق مزید:

اصطلاحِ حدیث کے علاوہ اہل عرب کے نزدیک عام موقعوں پر واحد پر جمع بول دیا جاتا ہے اس کی مثالیں عربی ادب میں بے شمار ہیں۔ اختصار کی وجہ سے یہاں ہم صرف ایک مثال پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

وَ وُلَّاهُ بِأَنْوَارِ السَّمَاءِ

حَبِيْبِىْ مِثْلُ اَقْمَارِ السَّمَاءِ

وَصِغَرٌ فِىْ نُظُوْرِ الْاَغْبِيَاءِ

قُلُوْبُ النَّاسِ مِنْهُ فِى الضِّيَاءِ

ترجمہ: معشوق آسمان کے چاند کی مثل ہے۔ پیاروں کے دل اس چاند سے چمک رہے ہیں۔

اور غالب کر دیا اس چاند کو آسمان کے سورج پر لیکن بیوقوفوں اور عقل کے اندھوں کی نظروں میں اب بھی یہ چاند حقیر دکھائی دیتا ہے۔

یہاں پہلے شعر میں قمر کو اقمار لایا گیا ہے حالانکہ مراد واحد ہے کیونکہ

منسوب الیہ حبیب واحد ہے اور اقمار سے ستارے مراد نہیں ہو سکتے جیسا کہ بعض جہلا نے ترجمہ کیا ہے کیونکہ کسی لغت میں نجم کو قمر نہیں کہا گیا۔ نجم تو بہت ہیں مگر حبیب ایک ہے اور پھر محبوب کو چاند سے تشبیہ دی جاتی ہے نہ کہ ستارے سے اور دوسرے شعر میں لفظ انوار سے مراد سورج ہے۔ چاند سورج کا تقابل تو بوجہ مشابہت مناسب ہے لیکن سورج ستارے کا مقابل آج تک سننے میں نہیں آیا۔ دوسرے شعر میں بھی انوار جمع ہے مگر مراد واحد (سورج) ہے کیونکہ قرآن کریم نے بھی سورج کو ضیاء یعنی نور فرمایا اور پھر یہاں خصوصی غلبے کا ذکر ہے حالانکہ ستاروں پر تو چاند پہلے سے غالب ہوتا ہے اس اہمیت وخصوصیت کی کیا ضرورت تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ لفظ اقمار و انوار لفظاً جمع مگر معناً واحد ہیں کیونکہ چاند اور سورج ایک ہی ہوتا ہے۔ نور الانوار کی شرح کا نام قمر الاقمار ہے یعنی چاندوں کا چاند۔ علم ہیئت کی کتاب تشریح الافلاک صفحہ ۳ پر ہے:

مَطْلَعُ شُمُوسِ الْهِدَايَتُ۔

یہاں شموس جمع لایا گیا ہے حالانکہ شمس واحد ہے۔ عربی زبان میں بہت دفعہ واحد کو جمع بولا جاتا ہے۔

اسی طرح گذشتہ حدیث پاک میں لفظ صواحب لفظاً جمع لیکن معناً واحد ہے اور مراد اس سے فقط ایک عورت حضرت زلیخا ہیں، نہ کہ مصر کی عورتیں۔ کیونکہ فعل کی نوعیت اور مخاطبہ کی وحدت صواحب کی وحدت پر دال ہے اور مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ اے عائشہ! جس طرح تم میری بیوی ہو اسی طرح زلیخا یوسف کی بیوی تھی۔ اور جس طرح زلیخا نے جب زنانِ مصر کی دعوت کی تو ظاہراً کھانا کھلانے کا ذکر تھا مگر زلیخا کے دل میں یہ تھا کہ ان عورتوں کو جمالِ یوسفی دکھا کر آپ علیہ السلام سے غلامی کا دھبہ دھونا تھا اور اپنے سے عورتوں کے طعن کو کہ اے عورتو!

جس کو تم نے ادنیٰ سا غلام سمجھ کر میرے عشق پر طعن کی وہ اس شان کا مالک ہے کہ تم اس کی ایک جھلک دیکھ کر اس کو بشریت کے ادنیٰ مقام سے نکال کر ملائکہ کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دو گی۔

قرآن کریم میں چار جگہ لفظ صاحبہ ارشاد ہوا ہے اور ہر جگہ اس سے مراد بیوی ہی ہے:

(۱) سورۃ انعام پ ۷ میں ارشاد ہے۔

اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ○

ترجمہ: کہاں سے ہو گی اللہ کی اولاد حالانکہ اس کی بیوی نہیں۔

(۲) سورۃ معارج پ ۲۹ میں ہے:

یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍ بِبَنِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَاَخِیْہِ ط

ترجمہ: بروزِ قیامت مجرم پسند کرے گا کہ کاش فدیہ دے دے اس دن کے عذاب کا اپنے بیٹے، بیوی اور بھائی کو۔

(۳) سورۃ جن پ ۲۹ میں ہے:

وَاَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ط

ترجمہ: بے شک بلند ہے ہمارے رب کی شان نہ اختیار کیا اپنے لیے بیوی کو اور نہ اولاد کو۔

(۴) سورۃ عبس پ ۳۰ میں ہے:

یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ ط

ترجمہ: قیامت کا وہ ہولناک دن ہے کہ بھاگ جائے گا مرد اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹے سے۔

صرف ان چار جگہوں پر قرآن کریم میں صاحبۃ آیا ہے۔ تمام مترجمین

کے نزدیک اس کا ترجمہ ''بیوی'' ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی اور خود مودودی نے بھی اس کا ترجمہ بیوی اور شریکِ حیات ہی کیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ صاحبۃ کا ترجمہ بیوی کے علاوہ دوسرا ہو سکتا ہی نہیں۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زلیخا کے لئے صاحبۃ کا لفظ ارشاد فرمایا تاکہ بیوی ہونے کا ثبوت حدیث پاک سے بھی مل جائے۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی شخص پسند ہے جو حضرت زلیخا کو زوجۂ یوسف علیہ السلام تسلیم کرے۔ پھر جبکہ صاحبۃ کا ترجمہ بیوی کے سوا اور ہو ہی نہیں سکتا تو وہابی مودودی صواحب کا ترجمہ کیا کرے گا۔ وہ کچھ تو بتائے اور صواحب کو جمع تسلیم کرنے کی صورت میں حدیث شریف کا معنیٰ ہوگا یوسف علیہ السلام کی بیویاں۔ ایسا معنیٰ غلط ہے۔ اس سے یقیناً ثابت ہوا کہ حدیث شریف میں صواحب سے زلیخا مراد ہے اور یہی ہمارا مطلوب ہے۔



شمشیرِ بے نیام قائدِ انقلاب مفکرِ اسلام خطیبِ پاکستان

علامہ مولانا محمد صدیق ملتانی صاحب

کی
دیگر بہترین
کتب

باطل اپنے آئینے میں

اس کتاب کا دوسرا نام ایٹم بم ہے یہ وہ کتاب ہے جس نے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر کئی بدمذہب راہ راست پر آگئے ہیں اس کتاب میں گستاخان رسول و گستاخان صحابہ و گستاخانِ اھلِ بیت پر کاری ضرب لگائی ہے ان پر ایسے سوالات کیے گئے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں دیا گیا یہ باطل فرقوں کے رد میں لاجواب کتاب ہے۔

بدر الکبریٰ

اس کتاب میں غزوۂ بدر بیان کیا گیا ہے نئی نسل کے ذہنوں میں جہاد کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے یہ کتاب ایک عظیم سرمایہ ہے مسلمانوں کو ان کے اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف کرانے کے لئے ایک عجیب کوشش ہے جہاد کی فضیلت اور ضرورت کو ذہن نشین کرانے کی سعی بلیغ ہے۔

خدا کی ہستی کے دلائل

یہ کتاب بین الاقوامی حالات کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو سرے سے خدا کی ہستی کے منکر ہیں اور اس جہاں کی نمود و نمائش کو زمانے کی پیداوار سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے یہ کتاب مشعل راہ بلکہ روشنی کا مینار ہے اس کتاب میں توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کے آفاقی، نفسی اور عقلی دلائل قابل ستائش ہیں

کتاب التنویر

خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین فضائل اور خصائل عطا کئے ان کے علاوہ کچھ آپکی خصوصیات ہیں آپ کے خصائص کو آٹھ اقسام پر منقسم کر کے اُن پر بحث کی گی ہے مختلف ابحاث میں معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے جن سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے قاری کے سینے میں الفت رسول کا دریا موجزن ہوتا ہے

دینِ فطرت

یہ کتاب اصلاح معاشرہ کی غرض سے لکھی گئی ہے اس کتاب میں پردے کی اہمیت پر بڑا زور دیا گیا ہے کیونکہ بے پردگی اور عریانی دعوت گناہ کا موجب ہے اس کتاب میں معاشرے کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے معاشرہ میں جو برائیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کے طریقوں پر بحث کی گئی ہے

مقامِ سجدہ

ارکان نماز میں سے اہم رکن سجدہ ہے اکثر نمازی سجدہ خلاف سنت کرتے ہیں اس کتاب میں سجدہ کا صحیح طریقہ بیان کیا گیا ہے سجدے کے فوائد اور حکمتوں پر حسین تبصرہ ہے حضور ﷺ لمبے لمبے سجدے کیوں کرتے تھے اس میں کیا راز تھا مکمل بحث کی گئی ہے سجدہ کی ابتداء اور انتہا بیان کی گئی ہے ایک سجدہ ہی ایسا رکن نماز ہے جو بندہ کو خدا کے قریب کر دیتا ہے پاکستان میں اپنے موضوع کی یہ پہلی کتاب ہے

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

شمشیر بے نیام قادر الکلام مقرر اسلام خطیب پاکستان

علامہ مولانا محمد صدیق ملتانی صاحب مدظلہ العالی

کی دیگر بہترین کتب

باطل اپنے آئینے میں

اس کتاب کا دوسرا نام ایٹم بم ہے یہ وہ کتاب ہے جس نے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر کئی بدمذہب راہ راست پر آ گئے ہیں اس کتاب میں گستاخان رسول و گستاخان صحابہ و گستاخانِ اھلِ بیت پر کاری ضرب لگائی ہے ان پر ایسے سوالات کئے گئے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں دیا گیا یہ باطل فرقوں کے رد میں لاجواب کتاب ہے۔

بدر الکبریٰ

اس کتاب میں غزوۂ بدر بیان کیا گیا ہے نئی نسل کے ذہنوں میں جہاد کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے یہ کتاب ایک عظیم سرمایہ ہے مسلمانوں کو ان کے اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف کرانے کے لئے ایک عجیب کوشش ہے جہاد کی فضیلت اور ضرورت کو ذہن نشین کرانے کی سعی بلیغ ہے۔

خدا کی ہستی کے دلائل

یہ کتاب بین الاقوامی حالات کو پیشِ نظر رکھ کر لکھی گئی دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو سرے سے خدا کی ہستی کے منکر ہیں اور اس جہاں کی نمود و نمائش کو زمانے کی پیداوار سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے یہ کتاب مشعل راہ بلکہ روشنی کا مینار ہے اس کتاب میں توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کے آفاقی، نفسی اور عقلی دلائل قابلِ ستائش ہیں

کتاب التنویر

خدا تعالےٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین فضائل اور خصائل عطا کئے ان کے علاوہ کچھ آپکی خصوصیات ہیں آپ کے خصائص کو آٹھ اقسام پر منقسم کر کے اُن پر بحث کی گی ہے مختلف ابحاث میں معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے جن سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے قاری کے سینے میں الفت رسول کا دریا موجزن ہوتا ہے

دین فطرت

یہ کتاب اصلاح معاشرہ کی غرض سے لکھی گئی ہے اس کتاب میں پردے کی اہمیت پر بڑا زور دیا گیا ہے کیونکہ بے پردگی اور عریانی دعوت گناہ کا موجب ہے اس کتاب میں معاشرے کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے معاشرہ میں جو برائیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کے طریقوں پر بحث کی گئی ہے

مقام سجدہ

ارکان نماز میں سے اہم رکن سجدہ ہے اکثر نمازی سجدہ خلاف سنت کرتے ہیں اس کتاب میں سجدہ کا صحیح طریقہ بیان کیا گیا ہے سجدے کے فوائد اور حکمتوں پر حسین تبصرہ ہے حضور ﷺ لمبے لمبے سجدے کیوں کرتے تھے اس میں کیا راز تھا مکمل بحث کی گئی ہے سجدہ کی ابتداء اور انتہا بیان کی گئی ہے ایک سجدہ ہی ایسا رکن نماز ہے جو بندہ کو خدا کے قریب کر دیتا ہے پاکستان میں اپنے موضوع کی یہ پہلی کتاب ہے

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

BAHOO GRAFIX